عظمتِ صحابہ
واہلِ بیتِ کرام
تالیف وترتیب
ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی
معاون
مفتی عبد الرشید ہمایوں المدنی
www.facebook.com/darahlesunnat

صحابہ واہلِ بیتِ کِرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مقام ومرتبہ اور فضائل ومَناقب پر مشتمل ایک مستند تحریر

اہلِ سنّت کا ہے بیڑا پار اصحابِ حضور نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسولُ اللہ کی

عظمتِ صحابہ واہلِ بیتِ کِرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

تالیف وترتیب

ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی حفظہ اللہ تعالیٰ

مُعاوِن

مفتی عبد الرشید ہمایوں المدنی حفظہ اللہ تعالیٰ

دار أهل السنة لتحقيق الكتب والطباعة والنشر

موضوع: فضائل ومَناقب

عنوان: عظمتِ صحابہ واہلِ بیتِ کِرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

تالیف وترتیب: ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی حفظہ اللہ تعالیٰ

مُعاونِ: مفتی عبد الرشید ہمایوں المدنی حفظہ اللہ تعالیٰ

تعدادِ صفحات: ۴۳۲

سائز: ۱۸ × ۲۴

تعداد:

ناشر: "ادارۂ اہلِ سنّت" کراچی۔

: idarakutub@gmail.com

: 0092 345 80 90612

www.facebook.com/darahlesunnat

اِشاعتِ اُولیٰ

۱۴۴۲ھ/ ۲۰۲۱ء

ISBN:
978-969-7833-12-2

شرفِ انتساب

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

اپنی اس سعی کو دنیائے اسلام کی عظیم ہستی، شیخ القرآن والحدیث، استاذ الاساتذہ، ملِک المدرّسین، جامعِ منقول و معقول، استاذِ مَن **حضرت علّامہ حافظ عبد الستار سعیدی** حفظہ اللہ تعالیٰ...

اور شیخ الحدیث والتفسیر، استاذ الاساتذہ، فقیہ العصر، استاذِ مَن، **حضرت علّامہ مفتی محمد ابو بکر صدیق شاذلی** حفظہ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتا ہوں...

جنہوں نے زندگی بھر اپنی ساری توانائیاں علومِ اسلامیہ کی تدریس، اور دینِ اسلام کی ترویج واِشاعت میں صرف کردی، یہ تاریخ کا ایک روشن باب ہے۔ ان عظیم ہستیوں نے امّتِ مسلمہ کے لیے، محقق علماء، نامور مدرّسین، فقہاء اور محدّثین کی کئی جماعتیں تیار کیں۔ ان کے اندازِ تدریس و تعلیم نے قوم وملّت کو بیش بہا چمکتے ہیرے موتی عطا کیے۔ ان ہستیوں کے جلائے ہوئے چراغِ نور، صدیوں تک نسلِ نَو کے لیے مینارِ نورِ ہدایت کا کام کرتے رہیں گے، ان شاء اللہ ع

گر قبول افتد زَہے عزّ و شرَف

اللہ تعالیٰ ان حضرات کے فیوض و برکات سے ہمیں اور جمیع امّتِ مسلمہ کو فیضیاب فرمائے، آمین، بجاہ سیّد المرسَلین، علیه وعلى آله وأصحابه أفضل الصّلاة والتسليم، والحمد لله ربّ العالمين!.

دعاگو و دعاجو

محمد اسلم رضا میمن تحسینی

۲۵ صفر المظفّر ۱۴۴۲ھ/ ۱۳ اکتوبر ۲۰۲۰ء

پیش لفظ

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على سيِّد الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلِهِ وصَحْبِهِ أجمَعِيْن، وبعد:

ہر مسلمان کو یہ بات خوب معلوم ہونی چاہیے، کہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم، اہلِ بیتِ اَطہار، اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قرابتدار، سب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کے شجرِ فضیلت کی ایک شاخ ہیں، لہٰذا ان سب سے محبت واُلفت، درحقیقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت واُلفت ہے، اور ان حضرات سے بُغض وعداوَت (معاذاللہ)، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بُغض وعداوت ہے۔

کتنے نادان، محروم اور بدنصیب ہیں، وہ لوگ جو حضرات صحابۂ کرام میں سے بعض کے ساتھ تو محبت کا اِظہار کرتے ہیں، لیکن بعض کے ساتھ بُغض وعداوت رکھتے ہیں، ایسوں کو بعض صحابہ کی محبت ہرگز کوئی فائدہ نہیں دے گی، اور ایسے بدنصیب لوگ عنقریب اللہ تعالی کی پکڑ میں آنے والے ہیں!۔

یاد رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم وہ مقدّس اور عظیم ہستیاں ہیں، جن کی تعظیم وتوقیر ہم سب پر لازم فرض ہے، ان حضرات کی شان بہت ارفع واعلی ہے، یہ وہ چمکتے ستارے ہیں جو ظلمت وضلالت کی تاریکیوں میں، نشانِ منزل کی طرف رَہنمائی کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔ ان حضرات مقدّسہ کے مقام ومرتبہ اور عظمت کا اندازہ، اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے، کہ اللہ ربّ العالمین ان حضرات کی لغزشوں کو مُعاف فرما چکا، اس خالقِ کائنات عزّوجلّ نے ان حضرات کے دلوں کو نورِ ایمان سے آراستہ کرکے، کفر، حکم عدولی اور نافرمانی جیسی برائیاں، ان کے لیے ناگوار وناپسندیدہ بنادیں، صرف یہی نہیں بلکہ انہیں

ساری امّت میں ممتاز فرماتے ہوئے، جہنم سے آزادی کا پروانہ دے چکا، بلکہ ان سے جنّت کا وعدہ بھی فرما چکا! ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى﴾[1] "اور اللہ نے سب سے بھلائی کا وعدہ فرمایا"۔

اس کے باوجود بھی بعض بدنصیب لوگ، مصطفی جانِ رحمت ﷺ کے ان پیارے اصحاب کے بارے میں، اپنی تحریر وتقریر میں انتہائی نازیبا اور دل خراش انداز سے گفتگو کرکے، اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں، اور ان حضرات مقدّسہ کے مابین ہونے والے مُشاجَرات (اختلافات) اور اجتہادی تنازعوں کی بنیاد پر، عام سادہ لَوح مسلمانوں کے دلوں سے، ان حضرات کی عظمت وعقیدت کو ختم کرنے کی مذموم کوشش میں لگے ہیں۔

افسوس اس بات پر ہے، کہ پہلے اس مذموم فعل کا ارتکاب اکثر رافضی شیعہ وغیرہ لوگ کیا کرتے، لیکن اب چند وہ لوگ بھی اس رذیل اَمر کا حصہ بنتے جارہے ہیں، جو مشہور تو اہلِ سنّت کے طور پر ہیں، لیکن درحقیقت وہ تشیُّع باطل کا شکار ہوچکے ہیں۔ انہیں ایسی گستاخی کی جرأت سے قبل ہزار ہا بار سوچنا چاہیے، اور قرآن پاک کی ان آیات مبارکہ کو پیشِ نظر رکھنا چاہیے، جن میں اللہ کریم نے حضرات صحابۂ کرام کا مقام ومرتبہ نہ صرف بیان فرمایا، بلکہ ان حضرات مقدّسہ کی لغزشوں کی مُعافی، جہنم سے آزادی، اور ان سے اپنی دائمی رِضا وخوشنودی کا اظہار بھی فرما چکا۔

حضراتِ محترم! زیرِ نظر کتاب **"عظمتِ صحابہ واہلِ بیتِ کِرام"** کی تالیف کا مقصد، انہی برگزیدہ ہستیوں کے مقام ومرتبہ سے آگاہی ہے؛ تاکہ ہمارے بھولے بھالے عوامِ اہلِ سنّت ایسے فتنوں سے محفوظ رہیں، اور اپنی صفوں میں چھپے اُن گستاخانِ صحابہ کو پہچان کر انہیں نکال باہر کریں، جو آستین کا سانپ بن کر مسلسل ڈسے جارہے ہیں۔

اس کتاب میں کسی بھی شخصِ معیّن کو ہدفِ تنقید بنائے بغیر، قرآن کریم، حدیث پاک اور اقوال علماء کی رَوشنی میں، صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے متعلق، عقائدِ اہلِ سنّت بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے، اور اس بات کا

---

(۱) پ۲۷، الحدید: ۱۰۔

خاص التزام کیا گیا ہے، کہ ہر بات مدلّل اور مستند حوالہ جات سے مزیّن ہو!۔ یہ کتاب مجموعی طور پر ایک مقدّمہ، نو۹ابواب اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔

مقدّمۂ کتاب میں حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مقام ومرتبہ، ان کی عظمت، عدالت، باہمی اختلاف کے اسباب، اور مُشاجَرات سے متعلق علمائے اُمّت کے اَقوال بیان کیے گئے ہیں۔

پہلا باب حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے عمومی فضائل کے بارے میں ہے، اس باب میں تین ۳ فصلیں ہیں: پہلی فصل میں قرآنی آیات اور مستند تفاسیر کی رَوشنی میں، صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مقام ومرتبہ بیان کیا گیا ہے۔ دوسری فصل صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فضائل ومَناقب پر مشتمل، احادیثِ صحیحہ وحَسنہ اور آثار سے متعلق ہے۔ تیسری فصل میں صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے متعلق، علمائے اُمّت کے اقوال کو یکجا کیا گیا ہے۔

دوسرا باب اہلِ بیتِ اَطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عظمت کے بارے میں ہے، یہ باب بھی تین ۳ فصلوں پر مشتمل ہے، جس میں بالترتیب قرآن کریم، حدیث پاک اور اقوالِ علماء کی رَوشنی میں، اہلِ بیتِ اَطہار کی عظمت بیان کی گئی ہے۔

تیسرا باب صحابہ واہلِ بیتِ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں باہمی محبّت واُلفت سے متعلق ہے، اس باب کی چار ۴ فصلیں ہیں: پہلی فصل میں صحابۂ کرام (بشمول اہلِ بیتِ اَطہار) رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے متعلق قرآنی آیات بیان کی گئی ہیں۔ دوسری فصل میں انہی نُفوسِ مقدّسہ کی باہمی محبت سے متعلق، صحیح وحسن اَحادیث مبارَکہ بیان کی گئی ہیں۔ تیسری فصل میں صحابہ واہلِ بیتِ کرام کی باہمی محبت اور ادب واحترام سے متعلق، علمائے اُمّت کے چند اَقوال ذکر کیے گئے ہیں۔ چوتھی فصل میں صحابہ واہلِ بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی باہمی رشتہ داریوں اور ناموں میں یکسانیت کا بیان ہے۔

چوتھا باب بالخصوص خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فضائل میں ہے۔ اس باب میں پندرہ ۱۵ فصلیں ہیں، ہر خلیفۂ راشد سے متعلق تین تین فصلیں ہیں، جن میں بالترتیب قرآن کریم، حدیث پاک اور اقوالِ علمائے اُمّت کی رَوشنی میں، ان حضرات مقدّسہ کے فضائل ومَناقب بیان کیے گئے ہیں، نیز سیّدنا

ابوبکر صدیق اور سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے الگ الگ فضائل ذکر کرنے کے بعد، "حضراتِ شیخین" کے نام سے مزید تین ۳ فصلیں ترتیب دی گئیں، جن میں ان دونوں حضرات کے مشترکہ فضائل کا بیان ہے۔

پانچواں باب حضرات عشرۂ مبشّرہ اور اہلِ بیتِ اَطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے انفرادی فضائل سے مزیّن ہے۔ اس باب میں سات ۷ فصلیں ہیں: پہلی فصل میں عشرۂ مبشّرہ صحابہ کے فضائل قلم بند کیے گئے ہیں۔ دوسری اور تیسری فصل میں بالترتیب قرآن کریم اور حدیث پاک کی رَوشنی میں، امّہات المؤمنین اور خاتونِ جنّت سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فضائل و مَناقب بیان کیے گئے ہیں۔ چوتھی اور پانچویں فصل میں حضرات سیّدنا امام حسن و سیّدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے فضائل کا بیان ہے۔ اسی طرح چھٹی فصل میں حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مشترکہ فضائل بیان کیے گئے ہیں۔ ساتویں فصل میں اقوال علماء کی رَوشنی میں، اہلِ بیتِ اَطہار کے جداگانہ فضائل اور مقام و مرتبہ کو بیان کیا گیا ہے۔

چھٹا باب خلافتِ راشدہ حقّہ کے بارے میں ہے، اس باب میں بارہ ۱۲ فصلیں ہیں، جن میں بالترتیب ہر خلیفۂ راشد کی خلافتِ حقّہ سے متعلق، تین تین فصلیں ترتیب دی گئی ہیں، جن میں قرآنی آیات، احادیثِ صحیحہ اور اقوالِ علماء کی رَوشنی میں، ان سب حضرات کی خلافتِ برحق پر دلائل پیش کیے گئے ہیں۔

ساتویں باب میں حضرت سیّدنا امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام، مرتبہ اور ان کے فضائل بیان کیے گئے ہیں۔ یہ باب تین ۳ فصلوں پر مشتمل ہے، جن میں بالترتیب قرآن کریم، حدیث پاک اور اقوالِ علماء کی روشنی میں، ان کا مقام، مرتبہ اور مُلوکیت بیان کی گئی ہے۔

آٹھواں باب خُلفائے راشدین اور سیّدُنا امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اَدوارِ خلافت میں، اسلام کے لیے اُن کی خدمات اور کارہائے نمایاں سے متعلق ہے۔ اس باب میں چھ ۶ فصلیں ہیں، جن میں بالترتیب سیّدُنا ابوبکر صدیق، سیّدُنا عمرِ فاروق، سیّدُنا عثمانِ غنی، سیّدُنا علی مرتضی، سیّدُنا حسن مُجتبیٰ، اور سیّدُنا امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی جانب سے، اپنے اپنے دَورِ خلافت میں انجام دیے جانے والے، چیدہ چیدہ کارناموں کا بیان ہے۔

نواں باب تنقیص وتوہینِ صحابہ کی مذمّت کے بیان میں ہے۔اس باب میں بھی تین ۳ فصلیں ہیں: پہلی فصل میں قرآنی آیات کے ذریعے، بارگاہِ الٰہی میں، حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مقام ومرتبہ پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ دوسری فصل تنقیص وتوہینِ صحابہ کی ممانعت سے متعلق احادیثِ مبارکہ پر مشتمل ہے۔ تیسری اور آخری فصل میں صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شان میں گستاخی کی جرأت کرنے والے بدنصیبوں سے متعلق، علمائے امّت کے اقوال پیش کیے گئے ہیں۔

اس کے بعد آخری مبحث کے طور پر "خاتمہ" میں، حضرت سیّدنا امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر وارد کیے جانے والے چند مشہور اعتراضات، اور ان کے مدلّل جوابات تحریر کیے گئے ہیں۔

کتاب کے آخر میں صحابہ واہلِ بیتِ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے موضوع پر، لکھی جانے والی چند مشہور کتب، اور ان کے مؤلّفین کے نام بھی تحریر کیے گئے ہیں؛ تاکہ تشنگانِ علم کی سیرابی کا مزید ساماں ہوسکے!۔

اس کے علاوہ اس کتاب کی تیاری میں، درج ذیل اُمور کا خاص طور پر خیال رکھا گیا:

(۱) تحریر کا لب ولہجہ بہت آسان اور عام فہم رکھنے کی کوشش کی گئی ہے؛ تاکہ ایک عام آدمی بھی اس کتاب سے باآسانی فائدہ اٹھاسکے۔

(۲) قرآنی آیات اور احادیث نبویّہ کو، ضروری اعراب اور ترجمہ سے مزیّن کرنے کی کوشش کی گئی ہے؛ تاکہ کتاب پڑھنے میں دشواری پیش نہ آئے۔

(۳) حدیث شریف تحریر کرتے وقت بھرپور کوشش کی گئی ہے، کہ جو بھی حدیث ذکر کی جائے، وہ مرتبۂ صحیح یا حسن میں ہو، اس کے باوجود اگر کسی قسم کی خامی رہ گئی ہو، یا ہم سے کوئی علمی کوتاہی سرزد ہوگئی ہو، تو برائے کرم اہلِ علم حضرات ضرور مطلع فرمائیں -ان شاء اللہ- آئندہ ایڈیشن میں اس کی تصحیح کردی جائے گی۔

(۴) اس کتاب میں پانچ ۵ مختلف اَقسام کی فہارِس مرتَّب کی گئی ہیں، جن میں (۱) فہرستِ محتوَیات (مضامین) کے علاوہ، (۲) فہرستِ آیاتِ قرآنیہ، (۳) فہرستِ اَحادیث وآثار، (۴) فہرستِ مآخذ ومَراجع (۵) اور فہرسُ الفہارِس ہیں۔

فہرستِ آیات قرآنیہ اور فہرستِ احادیث وآثار میں، ان تمام آیات واحادیث کو تحریر کردیا گیا ہے، جو کسی نہ کسی طرح اس کتاب کا حصہ ہیں، اور دَورانِ تالیف ان سے استدلال کیا گیا ہے۔ جبکہ فہرستِ مآخذ ومَراجع میں ان کتب کا ذکر ہے، جن سے دَورانِ تالیف استفادہ کیا گیا ہے۔ ہر کتاب کے ساتھ اس کے مؤلّف ومحقق کا نام بھی ذکر کیا گیا ہے، نیز وہ کتاب جہاں سے طبع ہوئی اس مکتبہ کا نام، اور جو نسخہ ہمارے استعمال میں رہا، اس کا سنِ طباعت وغیرہ بھی تحریر کیا گیا ہے۔

(۵) علاوہ ازیں ہم نے یہ تالیف سادہ لوح مسلمانوں، اور ایک عام قاری کو پیشِ نظر رکھ کر کی ہے، لہٰذا اس کا لب ولہجہ اور اندازِ تحریر، بہت سادہ اور عام فہم رکھنے کی کوشش کی گئی ہے، اور طوالت سے قصداً گریز کیا ہے۔ ابھی اس موضوع پر کئی جہتوں سے، مزید بہت سا مواد جمع کرنے کی گنجائش باقی ہے، جن میں سے بعض جہات پر اکابر علمائے دین نے، بہت سی ضخیم اور مستند کتب تصنیف کی ہیں، ان میں متعدّد قرآنی آیات واحادیث اور اقوال علمائے اُمّت کے ساتھ ساتھ، سینکڑوں اعتراضات اور ان کے جوابات بھی تحریر فرمائے ہیں، اُن میں سے بعض کتب کے نام ہم نے کتاب کے آخر میں ذکر کردیے ہیں۔

اللہ کریم کی بارگاہ میں دعا ہے، کہ ہماری اس کاوِش کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبول سے نوازے، صراطِ مستقیم سے بھٹکے ہوئے لوگوں کی اصلاح کا ذریعہ بنائے، اور ہماری بخشش ومغفرت کا وسیلہ بنائے، آمین بجاہ سیّد المرسلین ﷺ!۔ وصلّى الله تعالى على خير خلقِه، سيِّدنا وحبيبِنا وشفيعِنا ونورِ أبصارِنا محمدٍ، وعلى آلِه وصحبِه وبارَك وسلَّم، والحمدُ لله ربّ العالمين!.

دعاگو ودعاجو

محمد اسلم رضا میمن تحسینی

۲۵ صفر المظفّر ۱۴۴۲ھ/۱۳ اکتوبر ۲۰۲۰ء

فہرستِ مضامین

فہرست

تقریظِ جلیل

تقریظِ جلیل

استاذ الاساتذہ حضرت علّامہ حافظ محمد عبد الستّار سعیدی صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ

(ناظمِ تعلیمات وشیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور)

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على سيِّد الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين، وبعد:

فاضلِ جلیل، عزیزِ مکرّم، ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی -مُدّ ظلُہ العالی وزِیدَ مجدُہ- آپ کی بہترین تصانیف پہلے ہی عوام وخواص کے لیے، مفید ونافع ثابت ہوئی ہیں، آپ کا اندازِ تحریر انتہائی پختہ اور علماء وفضلاء میں مقبول ہے، اور اب یہ نئی تصنیف "عظمتِ صحابہ واہلِ بیتِ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم" بہت ہی اعلیٰ درجہ کی تحقیق، دلائل اور براہینِ قاطعہ پر مشتمل ہے۔ اللہ کریم اس کو بھی پہلی کتابوں کی طرح، علمائے اہلِ سنّت اور تمام دنیا کے مسلمانوں کے لیے مفید ونافع بنائے، اور آپ کے حق میں صدقۂ جاریہ بنائے، تا قیامت لوگ اس سے استفادہ کریں، اور آپ کے درَجات بلند ہوتے رہیں!۔

میں آپ کے تحقیقی کام سے بہت خوش اور مطمئن ہوں، آپ ایسے شاگردوں میں ہیں، جن پر کسی بھی استاد کو بجاطَور پر ناز کرنا چاہیے، اور مجھے بھی آپ پر ناز ہے! میں اپنے حلقۂ اَحباب اور تلامذہ کو آپ کی علمی خدمات کا حوالہ بطور مثال پیش کرتا ہوں۔ اللہ پاک آپ کے علم وعمل، اُسلوبِ تحقیق اور سُرعتِ قلم میں مزید برکتیں عطا فرمائے، آمین یارب العالمین!۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه، سيِّدنا وحبيبِنا وشفيعِنا ونورِ أبصارِنا محمدٍ، وعلى آلِه وصحبِه وبارَك وسلَّم، والحمدُ لله ربّ العالمين!.

حافظ محمد عبد الستار سعیدی

ناظم تعلیمات وشیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

۲۵ صفر المظفر ۱۴۴۲ھ/۱۳ اکتوبر ۲۰۲۰ء

عظمتِ صحابہ واہلِ بیتِ کِرام

رضی اللہ تعالیٰ عنہم

مقدّمۃ الکتاب

مقدمۃ الکتاب

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على سيِّد الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلِهِ وصَحْبِه أجمَعِيْن، ومَن تَبِعَهُم بإحْسَانٍ إلى يَوْمِ الدِّين، أَمّا بَعد: فأَعُوذُ بالله مِن الشّيطانِ الرَّجِيْم، بِسْمِ الله الرَّحْمن الرَّحِيْم.

تاجدارِ رسالت، سرورِ کائنات ﷺ کے تمام صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم، صدق ووفا کے پیکر، اور سرچشمۂ ہدایت ہیں، ان کا مقدّس وُجود، ظلمت کے اندھیروں میں اُس مینارِ نُور کی حیثیت رکھتا ہے، جس سے صراطِ مستقیم سے بھٹکے ہوئے لوگ ہدایت پاتے ہیں اور پاتے رہیں گے، یہ سب حضرات عادِل وجنّتی ہیں، ان میں سے کوئی بھی فاسق وفاجر نہیں۔ حضور اکرم ﷺ کی صحبت کی برکت سے، اللہ ربّ العزّت کی بارگاہ میں، ان حضرات کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔ یہ وہ خوش بخت نُفوسِ مقدّسہ ہیں، جنہیں دنیا ہی میں، ان کے ربّ تعالی کی رضا، خوشنودی اور کامیابی کا پروانہ عطا ہو چکا۔

ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ وَ اَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًاؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾[1] "اور سب میں اگلے پہلے مہاجر اور انصار، اور جو بھلائی کے ساتھ پیرو کار ہوئے، اللہ ان سے راضی ہے اور وہ اللہ سے راضی ہیں، اور اُن کے لیے تیار کر رکھے ہیں باغات، جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، ہمیشہ ہمیشہ اُن میں رہیں گے، یہی بڑی کامیابی ہے"۔

لہذا جو بدنصیب، مُشاجَراتِ (اختلافات) صحابہ کو بنیاد بنا کر، ان میں سے کسی ایک کو بھی، فاسق وگمراہ ثابت کرنے کی ناپاک جسارت کرے، وہ بدبخت ہے اور مذکورہ بالا حکمِ الٰہی کا مخالف ہے!۔

---

(۱) پ ۱۱، التوبة: ۱۰۰.

صحابۂ کرام کی عظمت اور ان کا مقام و مرتبہ

احادیث نبویہ میں صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مُعاملے میں، اللہ عزّوجلّ سے ڈرنے، اور انہیں ہدَفِ تنقید نہ بنانے کی خاص طور پر، نہ صرف تاکید کی گئی، بلکہ اللہ عزّوجلّ کی پکڑ کو بھی بطورِ وعید بیان کیا گیا ہے۔

امام ترمذی نے حضرت سیّدنا عبد اللہ بن مغفّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، حضور نبئ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «اللهَ اللهَ فِي أَصْحَابِي! لَا تَتَّخِذُوهُمْ غَرَضاً بَعْدِي! فَمَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّي أَحَبَّهُمْ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِي أَبْغَضَهُمْ، وَمَنْ آذَاهُمْ فَقَدْ آذَانِي، وَمَنْ آذَانِي فَقَدْ آذَى اللهَ، وَمَنْ آذَى اللهَ فَيُوشِكُ أَنْ يَأْخُذَه!»[1] "اللہ سے ڈرو! میرے صحابہ کے مُعاملہ میں اللہ سے ڈرو! انہیں میرے بعد ہدَفِ تنقید نہ بنانا! کیونکہ جس نے اِن سے محبت کی، تو میری محبت کی بنا پر کی، اور جس نے اِن سے عداوَت رکھی، تو مجھ سے عداوَت کی بنا پر اِن سے عداوَت رکھی! جس نے ان کو اِیذا دی، اس نے مجھے اِیذا دی، اور جس نے مجھے اِیذا دی، اُس نے اللہ تعالی کو اِیذا دی، اور جس نے اللہ تعالی کو اِیذا دی، عنقریب اللہ تعالی اس کی پکڑ فرمائے گا!"۔

صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر سبّ وشتم (بُرا کہنے) کی ممانعت کرتے ہوئے، رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي! فَلَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَباً، مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ،

---

(١) "سنن الترمذي" أبواب المناقب، باب في من سبّ أصحاب النّبي ﷺ، ر: ٣٨٦٢، صـ٨٧٢. [قال أبو عيسى:] "هذا حديثٌ حسنٌ غريب".

وَلاَ نَصِيفَهُ!»[1] "میرے کسی صحابی کو گالی مت دو (بُرا مت کہو)! کیونکہ اگر تم اُحُد پہاڑ برابر بھی سونا خیرات کر ڈالو، تب بھی تمہارا ثواب، میرے کسی صحابی کے، ایک مُد[2] یا اس کے آدھے تک بھی نہیں پہنچ سکتا!"۔

حضرت سیّدنا عبد اللہ بنِ عمر رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: «لَا تَسُبُّوا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ! فَلَمَقَامُ أَحَدِهِمْ سَاعَةً، خَيْرٌ مِنْ عَمَلِ أَحَدِكُمْ عُمْرَه!»[3] "محمد مصطفی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے صحابہ کو بُرا مت کہو! کیونکہ ان کے عمل کا ایک لمحہ، تمہارے عمر بھر کے اعمال سے بہتر ہے!"۔

حضرت سیّدنا انس بن مالک رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے انصار صحابۂ کرام رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم کے بارے میں ارشاد فرمایا: «فَاقْبَلُوا مِنْ مُحْسِنِهِمْ! وَتَجَاوَزُوا عَنْ مُسِيئِهِمْ!»[4] "ان (انصار) کے نیک لوگوں کی نیکیوں اور خوبیوں کا اعتراف کرو! اور ان کی لغزشوں سے صَرفِ نظر کرو!"۔

---

(١) "مسند الإمام أحمد" مسند أبي سعيد الخدري، ر: ١١٦٠٨، ١٨/ ١٥٢. و"صحيح البخاري" كتاب أصحاب النّبي ﷺ، باب، ر: ٣٦٧٣، صـ٦١٧. و"صحيح مسلم" كتاب فضائل الصحابة، باب تحريم سبّ الصحابة رضي الله تعالى عنهم، ر: ٦٤٨٧، صـ١١١٣.

(٢) مُد: پُرانے زمانے کا ایک پیمانہ۔ موجودہ زمانے کے رائج پیمانوں کے مطابق، ایک محتاط اندازے کے حساب سے اس کا وزن تقریبًا 839.808 گرام کے برابر ہے۔ [حضرت علّامہ مفتی محمد صالح صاحب، شیخ الحدیث مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا بریلی شریف]

(٣) "مصنَّف ابن أبي شَيبة" كتاب الفضائل، ما ذكر في الكف عن أصحاب النّبي ﷺ، ر: ٣٢٤١٥، ٦/ ٤٠٥. و"فضائل الصّحابة" للإمام أحمد، ر: ١٥، ١/ ٥٧. و"سنن ابن ماجه" افتتاح الكتاب في الإيمان وفضائل الصحابة والعلم، فضل أهل بدر، ر: ١٦٢، ١/ ٥٧. هذا إسنادٌ صحيح، رجالُه ثِقات.

(٤) "صحيح البخاري" كتاب مناقب الأنصار، باب قول النّبي ﷺ: «اقبلوا من محسنهم، وتجاوزوا عن مسيئهم» ر: ٣٧٩٩، صـ٦٣٨. و"سنن الترمذي" أبواب المناقب، باب في فضل الأنصار وقريش، ر: ٣٩٠٧، صـ٨٨٠.

ایک اَور روایت میں ہے، مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا: «إنّ اللهَ اختارَنِي واختارَ لي أصْحابِي، فَجَعَلَ لي منهمْ وُزَراءَ وأصهاراً وأنصاراً، فَمَن سَبَّهُمْ فَعَلَيه لَعْنَةُ الله والمَلائِكَةِ والنّاسِ أجْمَعِينَ! لَا يَقْبَلُ اللهُ منهُ صَرفاً وَلَا عَدلاً!»[1] "اللہ تعالی نے مجھے منتخب فرمایا، اور میرے لیے میرے اصحاب کا انتخاب فرمایا، اور ان میں میرے لیے وزراء، سُسرالی رشتہ دار اور مددگار بنائے، تو جوانہیں گالی دے (بُرا کہے)، اُس پر اللہ تعالی، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے! اللہ تعالی اس سے نہ کوئی فرض قبول فرمائے گا، نہ کوئی نفل!" ؏

جن کے دشمن پہ لعنت ہے اللہ کی ان سب اہلِ محبت پہ لاکھوں سلام[2]

(۱) "السُنّة" لابن أبي عاصم، باب في ذكر الرافضة أذلهم الله، ر: ۱۰۰۰، الجزء: ۲، صـ۴۸۳. و"المعجم الكبير" عويم بن ساعدة الأنصاري، ر: ۳۴۹، ۱۷/ ۱۴۰. و"مستدرَك الحاكم" كتاب معرفة الصحابة، ذكر عويم بن ساعدة، ر: ۶۶۵۶، ۳/ ۷۳۲. [قال الحاكم:] "هذا حديثٌ صحيحُ الإسناد ولم يخرجاه". [وقال الذَهبي:] "صحيح".

(۲) "حدائقِ بخشش" حصّہ دُوم ۲، صـ۳۱۳.

عدالتِ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

ہم اہلِ سنّت وجماعت کے نزدیک، سارے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم عادِل وجنّتی ہیں، جنگِ جمل یا جنگِ صفین جیسے کسی خاص تاریخی واقعہ کو بنیاد بنا کر، ان میں سے کسی ایک کو بھی (معاذاللہ) فاسق یا کافر قرار دینا، شرعی طور پر ہرگز جائز نہیں، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَ اِنْ طَآىٕفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا﴾[1] "اور اگر مسلمانوں کے دو ۲ گروہ آپس میں لڑیں، تو ان میں صلح کراؤ!"۔

امام ابن حجر مکّی رحمہ اللہ تعالیٰ یہ فرمانِ الٰہی ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں: "فسمّاهُم "مؤمنين" مع قِتالهم، ردّاً على مَن سيزعَم، أنّ كلَّ مَن قاتَل عليّاً كافرٌ"[2] "اللہ رب العالمین نے باہم جنگ وقِتال کے باوجود، ان حضرات کو "مؤمن" کہا۔ اس آیتِ مبارکہ میں ان لوگوں کے خیالِ باطل کا رَد ہے، جو سیّدنا علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لڑنے والوں کو کافر کہتے ہیں!"۔

لہٰذا ہمیں ان مُعاملات میں رائے زنی کرکے، اپنی زبانوں کو آلودہ کرنے، اور اپنی آخرت خراب کرنے کے بجائے، مکمل سُکوت اختیار کرنا چاہیے!۔ امام ابو الحسن اَشعری رحمہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: "ونتولّى سائرَ أصحاب رسول الله ﷺ، ونكُفُّ عمّا شَجرَ بينهم"[3] "ہم رسول اللہ ﷺ کے تمام صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے محبت رکھتے ہیں! اور ان کے درمیان ہونے والے اختلافات کے بارے میں، اپنی زبان بند رکھتے ہیں!"۔

امام ابو بکر احمد بن علی خطیب بغدادی، عدالتِ صحابہ سے متعلق ارشاد فرماتے ہیں: "والأخبارُ في هذا المعنى تتّسع، وكلُّها مطابقةٌ لما وردَ في نصِّ القرآن، وجميعُ ذلك يَقتضي طهارةَ

---

(۱) پ ۲۶، الحجرات: ۹.

(۲) "تطهير الجنان واللسان عن ثلب مُعاوية بن أبي سفيان" الصلح، صـ۱۹۳.

(۳) "الإبانة عن أصول الدِّيانة" مقدّمة المصنّف، فصل في إبانة قول أهل الحقّ والسّنة، صـ۱۰.

الصّحابة، والقطعَ على تعديلهم ونزاهتهم، فلا يحتاج أحدٌ منهم مع تعديل الله تعالى لهم، المطّلِع على بَواطنهم، إلى تعديل أحدٍ من الخَلق لهم، إلّا أن يثبتَ على أحدهم ارتكابُ ما لا يحتمل، إلّا قصد المعصية والخروج من باب التأويل، فيحكم بسُقوط عدالتِه، وقد برّأهم اللهُ تعالى من ذلك، ورفعَ أقدارَهم عنه، على أنّه لولم يَرِد من الله ﷺ ورسوله فيهم شيءٌ مما ذكرناه، لأوجبت الحال التي كانوا عليها من الهجرة، والجهاد، والنصرة، وبَذل المهج والأموال، وقتل الآباء والأولاد، والمُناصَحة في الدِّين، وقوّة الإيمان واليقين، القطعَ على عدالتِهم والاعتقادِ لنَزاهتهم، وأنّهم أفضلُ من جميع المعدِّلين والمزكّين، الذين يَجيؤون من بعدهم أبدَ الآبدين"[1].

"اس بارے میں بہت ساری احادیث وارد ہوئی ہیں، جو نص قرآنی کے عین مُوافق ہیں، وہ ساری احادیث اس بات کا تقاضا کرتی ہیں، کہ سارے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم عادِل اور پاکیزہ ہستیاں ہیں، اللہ تعالی ان کی عدالت کا مژدہ سنا چکا ہے، وہ پروَردگار جو اِن حضرات کے باطنی اُمور سے بھی خوب واقف ہے۔ مخلوق کی طرف سے تعدیل کی انہیں کوئی حاجت نہیں، اس صفتِ خاصّہ کا تاج ان کے سروں پر ہمیشہ رہے گا، جب تک ان سے عمداً معصیت (گناہ)، اور کسی نص قرآنی سے خروج کا اِرتکاب ثابت نہ ہو، ایسی صورت میں ان کی عدالت ساقط ہو سکتی ہے، مگر اللہ تعالی تو انہیں پہلے ہی بَری کر چکا ہے، اپنے دربار میں قدر ومنزلت سے نواز چکا ہے۔ بالفرض اگر اللہ ورسول کی طرف سے، ان حضرات کی کوئی فضیلت منقول نہ بھی ہوتی، تب بھی دینِ اسلام کی خاطر، ان حضرات کی ہجرت، نصرت، جانی ومالی قربانیاں، غلبۂ دین کے لیے اپنے آباء واَولاد کا قتل، اور ایمان کی پختگی جیسی باکمال صفات، ان حضرات کی عدالت کے لیے کافی ہیں۔ لہٰذا ان کی پاکیزگی کا عقیدہ رکھنا ضروری ہے؛ کیونکہ قیامت تک عدالت وتزکیہ کی سند دینے والوں سے، حضرات صحابہ بذات خود فائق وفائز ہیں!"۔

---

(١) "الكفاية في علم الرواية" باب ما جاء في تعديل الله ورسوله للصحابة، ١/ ٤٨.

امام ابن کثیر ارشاد فرماتے ہیں: "والصّحابةُ كلُّهم عدولٌ عند أهل السنّة والجماعة... وقول المعتزلة: "الصّحابةُ عدولٌ إلّا مَن قاتَل عليّاً" قولٌ باطلٌ مرذولٌ ومردودٌ"[1] "اہل سنّت کے نزدیک تمام صحابہ عادِل ہیں... البتہ معتزلہ کا یہ کہنا کہ "سیّدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف لڑنے والوں کے سوا، سب صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم عادِل ہیں" ان کا یہ قول باطل، رُسوا اور مردود ہے"۔

علّامہ شہاب الدین احمد بن محمد بن عمر خَفاجی، عدالتِ صحابہ سے متعلق تحریر کرتے ہیں: "في كلِّهم علماءُ عَدول، كما في حديث: «خَيْرُ الْقُرُونِ قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ»[2] وهذا سببُ ما حكاه إمامُ الحرمَين رحمه الله تعالى من الإجماع على عدالتهم، كلِّهم صغيرِهم وكبيرِهم"[3] "تمام صحابہ علماء عادِل ہیں، جیسا کہ حدیث پاک میں ہے کہ "تمام زمانوں میں سب سے بہتر میرا زمانہ ہے، پھر ان کا زمانہ جنہوں نے مجھے دیکھا، پھر ان کا زمانہ جنہوں نے مجھے دیکھنے والوں کو دیکھا"۔ اسی سبب سے امام الحرمین (ابو المعالی عبد الملک بن امام ابو محمد عبد اللہ بن یوسف جُوینی شافعی رحمۃ اللہ علیہ) نے چھوٹے بڑے تمام صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عدالت پر اِجماع واتفاق نقل فرمایا"۔

امام نَوَوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "وأمّا علي رضي الله تعالى عنه فخلافتُه صحيحةٌ بالإجماع، وكان هو الخليفةُ في وقته، لا خلافةَ لغيره، وأمّا مُعاويةُ رضي الله تعالى عنه فهو من العَدول الفُضلاء والصّحابة النُّجباء رضي الله تعالى عنهم"[4] "حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت بالاِجماع حق ہے، اور آپ ہی خلیفۂ وقت

---

(١) "الباحث الحثيث" لابن كثير، النوع ٢٤، معرفة الصحابة رضي الله تعالى عنهم، ١/ ١٨٢ ملتقطاً.

(٢) "صحيح البخاري" كتاب الشهادات، باب لا يشهد على شهادة جور إذا أشهد، ر: ٢٦٥٢، صـ ٤٢٩. و"صحيح مسلم" كتاب فضائل الصحابة، باب فضل الصحابة ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم، ر: ٦٤٦٩، صـ ١١١٠.

(٣) "نسيم الرياض في شرح الشفاء" القسم ٢ فيما يجب على الأنام من حقوقه، الباب ٣ في تعظيم أمره، تحت قوله: في أصحابي كلّهم خير، ٤/ ٥١٩.

(٤) "شرح صحيح مسلم" للنَّوَوي، كتاب معرفة الصحابة، ر: ٢٣٨٠، ١٥/ ١٤٩.

تھے، آپ کی موجودگی میں کوئی دوسرا خلافت کا حقدار نہیں تھا۔ رہا حضرت امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مُعاملہ، تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی عادِل فاضل، اور نُجباء صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے ہیں"۔

ایک اَور مقام پر عدالتِ صحابہ سے متعلق، امام نووی رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا: "فكلُّهم معذورُون، ولهذا اتّفق أهلُ الحقّ ومَن يُعتَد به في الإجماع، على قبول شهاداتِهم، ورواياتهم، وكمالِ عدالتهم رضي الله تعالى عنهم"[1] "تمام صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنے اپنے مُعاملات میں معذور تھے، لہٰذا اہلِ حق اور جن علماء کا اِجماع میں اعتبار کیا جاتا ہے، ان سب نے اس بات پر اتفاق کیا ہے، کہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی گواہی، ان کی مَرویات، اور ان کی کمال عدالت کو قبول کرنا ضروری ہے"۔

امام عبد الوہّاب شَعرانی رحمہ اللہ عدالتِ صحابہ سے متعلق، عقیدۂ اہلِ سنّت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "وَوُجوبُ اعتِقاد أنّهم مأجورُون؛ وذلك لأنَّهم كُلُّهم عدولٌ باتفاق أهلِ السُنَّةِ، سَواءٌ مَنْ لابَس الفِتنَ ومَنْ لم يُلابِسها"[2] "اس بات کا اعتقاد رکھنا واجب ہے، کہ صحابۂ کرام عند اللہ ماجور ہیں، اور باتفاقِ اہلِ سنّت، تمام صحابہ عادِل واہلِ انصاف ہیں، چاہے وہ ان فتنوں میں مبتلا ہوئے، یا ان سے کنارہ کش رہے!"۔

علّامہ زرقانی قرآن پاک کے ذریعے، عدالتِ صحابہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "أنّ أصحابَه كلَّهم عدولٌ، بتعديل الله تعالى وتعديله عليه الصلاة والسلام؛ لظواهر الكتابِ -نحو: ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ﴾[3] ...الآية- والسنّةِ"[4] "تمام صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تعدیلِ الٰہی اور

---

(١) المرجع نفسه.

(٢) "اليواقيت والجواهر" المبحث ٤٤ في بيان وجوب الكفّ عمّا شجر بين الصحابة ...إلخ، ٢/ ٤٤٤.

(٣) پ ٢٦، الفتح: ٢٩.

(٤) "شرح الزرقاني على المواهب" الفصل ٤: ما اختصّ به صلى الله عليه وسلم من الفضائل والكرامات، ٧/ ٣١٣.

تعدیلِ رسالت پناہی سے عادِل ومنصف ہیں، جس کا ثبوت ظاہر کتاب وسنّت سے ہے، جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے: "محمد ﷺ اللہ عزّوجلّ کے رسول ہیں، اور ان کے ساتھی (یعنی صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کافروں پر سخت ہیں"۔

علّامہ عبد العزیز پرہاروی رحمہ اللہ، اصحابِ جنگِ جمل وصفِّین کی عدالت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "فإنّ المذهبَ عندنا: أنّ أصحابَ الجمل والصَّفِين عدولٌ؛ لأنّهم إمّا مجتهِدون، وإمّا المقلِّدون لهم"[1] "بے شک ہمارا مذہب یہ ہے، کہ اصحابِ جنگِ جمل وصفِّین سب عادِل ہیں؛ کیونکہ ان میں سے کچھ حضرات تو خود مجتہد ہیں، اور کچھ حضرات مجتہدین صحابہ کے مقلّد ہیں"۔

ایک اَور مقام پر فرماتے ہیں: "وقال أهلُ السنّة: كان الحقُّ مع عليٍّ رضي الله تعالى عنه، وإنّ مَن حارَبه مخطئٌ في الاجتهاد، فهو معذورٌ، وإنّ كلًّا من الفريقَين عادلٌ صالح، ولا يجوز الطعنُ في أحدٍ منهم؛ للأحاديث المشهورة في مدح الصّحابة والنَّهي عن سبِّهم"[2] "اہلِ سنّت اس بات کے قائل ہیں، کہ حق حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہے، اور جن لوگوں نے ان سے لڑائی کی، وہ ان کی اپنی اجتہادی خطا (اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلے میں اُن کی چُوک) تھی، اور وہ بھی شرعاً معذور تھے، اور یقیناً دونوں فریق عادِل وصالح ہیں، اور احادیثِ مشہورہ میں صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تعریف وتوصیف، اور انہیں بُرا کہنے سے ممانعت والی مشہور احادیث کی بناء پر، ان میں سے کسی ایک پر بھی طعن وتشنیع جائز نہیں ہے"۔

(١) "النبراس شرح شرح العقائد النَّسَفية" وخلافة الخلفاء الراشدين، صـ٣٠٦.

(٢) المرجع نفسه، توجيه مُحاربات الصحابة، صـ٣٠٧.

صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کے باہمی اختلاف کا سبب

مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے تمام صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم قابلِ عزّت واحترام ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے نسبت کے سبب، وہ حضرات پاکیزہ دلوں کے مالک ہیں، دنیاوی مال ومتاع اور حرصِ اقتدار سے پاک ہیں، البتہ بعض مُعاملات میں ان سے غیر ارادی طور پر، کچھ اجتہادی لغزشیں ضرور سرزد ہوئیں، لیکن ان لغزشوں اور بھول چُوک کو بنیاد بناکر، ہمیں اس بات کی قطعًا اجازت نہیں، کہ ان حضرات مقدّسہ سے متعلق کسی بھی طرح کے نازیبا کلمات زبان پر لائیں؛ کیونکہ ہمارا ایسا کرنا ہماری اپنی عاقبت برباد کرنے کے مترادِف ہوگا؛ کیونکہ اللہ ربّ العزّت انہیں مُعاف فرماکر، ان سے اپنی رضا کا اعلان فرماچکا ہے۔

جہاں تک جنگِ جمل وصفّین جیسے بعض ناخوشگوار واقعات کی بات ہے، تو معلوم ہونا چاہیے کہ یہ کسی ذاتی مفاد یا اَمرِ خلافت کا جھگڑا نہیں تھا، بلکہ خالصةً مبنی بَر اجتہاد تھے۔ اہلِ سنّت وجماعت کے نزدیک، مجتہد کبھی مُصیب (درست رائے والا) ہوتا ہے، اور کبھی غیر مصیب، لیکن مذہبِ مختار یہ ہے کہ مجتہد کو بہرصورت اجر وثواب ملتا ہے، چاہے اس کا اجتہاد درست ہو، یا اس میں خطا ہو۔ مجتہد مُصیب کو دو۲ اجر ملتے ہیں، اور مجتہد غیر مصیب کو ایک اجر ملتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَصَابَ، فَلَهُ أَجْرَانِ، وَإِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَخْطَأَ، فَلَهُ أَجْرٌ»[1] "فیصلہ کرنے والا جب اپنے اجتہاد سے فیصلہ کرے، اور اس کا فیصلہ (عنداللہ) صحیح ہو، تو اس کے لیے دو۲ اجر ہیں، اور اگر وہ اجتہاد سے فیصلہ کرے، اور وہ فیصلہ (عنداللہ) خطا پر ہو، تب بھی اس کے لیے ایک اجر ہے"۔

---

(١) "صحيح البخاري" كتاب الاعتصام بالكتاب والسنّة، باب أجر الحاكم إذا اجتهد فأصاب أو أخطأ، ر: ٧٣٥٢، صـ١٢٦٤. و"صحيح مسلم" كتاب الأقضِية، باب بيان أجر الحاكم إذا اجتهد فأصاب أو أخطأ، ر: ٤٤٨٧، صـ ٧٦١.

مذکورہ بالا حدیث پاک سے معلوم ہوا، کہ مجتہد غیر مصیب بھی اجر وثواب کا مستحق ہے، گنہگار ہرگز نہیں؛ وجہ اس کی یہ ہے کہ انسان شرعًا جس فعل کا مکلّف ہو، شریعتِ مطہَّرہ کے مُوافق اس فعل کو بجالانے سے، اجر وثواب کا مستحق قرار پاتا ہے، چونکہ مسئلۂ اجتہادی میں مجتہد، اجتہاد کرنے پر مکلّف ہوتا ہے، اور حسبِ استطاعت اس نے اجتہاد بھی کیا، لہذا شرعی طور پر اس حیثیت سے وہ اجر کا مستحق ہوا، قطع نظر اس کے کہ اس کا اجتہاد صواب (حق) پر ہے یا خطا پر۔

علّامہ عمر نَسَفی رحمہ اللہ "عقائدِ نَسَفیہ" میں تحریر فرماتے ہیں: "المجتهدُ قد يُخطي وقد يُصيب"[1] "مجتہد سے کبھی لغزش واقع ہوتی ہے، اور کبھی وہ صواب (حق) کو پالیتا ہے"۔

علّامہ ثعلبی آمدی عدالتِ صحابہ کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں: "فالواجبُ أن يُحمَلَ كلُّ ما جَرى بينَهم من الفِتن، على أحسنِ حال، وأنّ ذلك إنّما كان لما أدّى إليه اجتهادُ كلِّ فريق مِن اعتقادِه، أنّ الواجبَ ما صارَ إليه، وأنّه أوفَقُ للدِّين وأصلحُ للمسلمين"[2] "واجب ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے درمیان جو فتنہ (آزمائش) رُونما ہوا، اسے اچھے محمل پر لیا جائے؛ کیونکہ ان میں سے ہر فریق نے اپنا طور پر اجتہاد کیا، اور اپنے اجتہاد میں اس نے یہی اعتقاد کیا، کہ میں جو کر رہا ہوں مجھ پر وہی واجب ہے، اور یہی دین کے زیادہ مُوافق، اور مسلمانوں کے لیے زیادہ بہتر ہے"۔

امام نَوَوی رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں: "ومذهبُ أهل السنّة والحقُّ، إحسانُ الظنّ بهم، والإمساكُ عمّا شجرَ بينهم، وتأويلُ قِتالهم، وأنّهم مجتهدون متأوِّلون، لم يَقصدوا معصيةً، ولا محضَ الدّنيا، بل اعتقدَ كلُّ فريقٍ أنّه المحِقُّ، ومخالفُه باغٍ، فوجبَ عليه قِتالُه؛ ليرجعَ إلى أمر الله. وكان بعضُهم مُصيباً، وبعضُهم مُخطئاً معذوراً في الخطأ، لأنّه

---

(١) "شرح العقائد النَّسفية مع النبراس" المجتهد قد يُخطِئ وقد يُصيب، صـ٣٥٣.

(٢) "الإحكام في أصول الأحكام" المسألة السابعة: عدالة الصحابة، ٢/ ٩١.

لَاجتهادٌ، والمجتهدُ إذا أخطأ لا إثمَ عليه، وكان عليٌّ ﵁ هو المحِقُّ المصيبُ في تلك الحُروب، هذا مذهبُ أهل السنّة"[1].

"اہلِ سنّت اہلِ حق کا مذہب یہ ہے، کہ تمام صحابۂ کرام ﷢ کے ساتھ حُسن ظن رکھا جائے، اور ان کے باہمی اختلافات پر خاموشی اختیار کی جائے۔ ان کے باہمی قِتال وجِدال کی تاویل یوں کی جائے، کہ وہ اہل اجتہاد واہل تاویل تھے، انہوں نے یہ اختلاف معصیت، اور محض دنیاوی غرض وحرص کی خاطر نہیں کیا، بلکہ ان دونوں گروہوں میں سے ہر ایک، یہ اعتقاد رکھتا تھا کہ وہ شرعًا حق پر ہے، اور اس کا مخالف خطا پر ہے، اس صورت میں قِتال واجب تھا؛ تاکہ اللہ تعالی دونوں گروہوں میں فیصلہ فرمادے!۔ ان میں سے بعض اپنے اجتہاد میں حق پر تھے، اور بعض غلطی پر، لیکن جو غلطی پر تھے وہ بھی معذور شرعی تھے؛ کیونکہ مجتہد سے جب بھول چُوک سرزد ہو، تب بھی اُسے مجرِم نہیں ٹھہرایا جاتا۔ ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ ان جنگوں اور لڑائیوں میں، حضرت سیّدنا علی ﵁ کا اجتہاد مُصیب، درست اور حق پر مبنی تھا، اور یہی اہلِ سنّت کا مذہب ہے"۔

علّامہ سعد الدین تفتازانی ﷫ ارشاد فرماتے ہیں: "وما وقع من المخالفات والمُحاربات، لم يكن عن نزاعٍ في خلافته، بل عن خطأ في الاجتهاد"[2] "حضرات صحابۂ کِرام کے مابین جو جنگیں اور اختلافات واقع ہوئے، وہ استحقاقِ خلافت میں نہیں تھے، بلکہ اجتہادی بھول چُوک تھی"۔

امام ابن حجر عسقلانی ﷫ ارشاد فرماتے ہیں: "والظنُّ بالصّحابة في تلك الحُروب، أنّهم كانوا فيها متأوِّلين، وللمجتهد المُخطئ أجرٌ، وإذا ثبت هذا في حقِّ آحادِ النّاس، فثبوتُه للصّحابة بالطريق الأَولى"[3] "ان لڑائیوں کے حوالے سے، صحابۂ کرام ﷢ کے بارے

---

(۱) "شرح صحيح مسلم" للنوَوي، كتاب الفِتن وأشراط السّاعة، ۱۸/ ۱۱.

(۲) "شرح العقائد النَّسَفية" أفضل البَشر بعد نبيّنا ﷺ، صـ۱۳۹.

(۳) "الإصابة في تمييز الصحابة" أبو الغادية الجهني، ر: ۱۰۳۷۱، ۷/ ۲۶۰.

میں حسن ظن یہی ہے، کہ وہ اہلِ تاویل تھے، مجتہد اگر اجتہاد میں خطا کر جائے، تب بھی اسے ایک اجر ملتا ہے، جب یہ حکم ایک عام مجتہد کے لیے ثابت ہے، توصحابۂ کرام کے حق میں یہ حکم بالاَولی ثابت ہوا"۔

علّامہ بدر الدین عینی حنفی رحمہ اللہ "عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری" میں تحریر فرماتے ہیں: "والحقُّ الذي عليه أهلُ السنّة: الإمساكُ عمّا شجرَ بين الصّحابة، وحسنُ الظنّ بهم، والتأويلُ لهم، وأنّهم مجتهدون متأوِّلون، لم يقصدوا معصيةً ولا محضَ الدّنيا، فمِنهم المخطئُ في اجتهادِه والمصيبُ، وقد رفع اللهُ الحرجَ عن المجتهِد المخطئ في الفُروع، وضعف أجر المصيب. وتوقّف الطَبَرِيُّ وغيرُه في تعيين المحِقّ منهم، وصرّح به الجُمهور وقالوا: إنّ علياً رضي الله عنه وأشياعَه كانوا مُصيبِين، إذ كان أحقَّ النّاس بها وأفضلُ مَن على وجه الدّنيا حينئذٍ"[1].

"حق بات وہ ہے جس پر اہل سنّت ہیں، وہ یہ کہ صحابۂ کرام کے مابین ہونے والے مُشاجَرات میں کفِ لسان (خاموشی اختیار) کریں، اور ان کے ساتھ حسنِ ظن رکھیں، اور ان کے مُعاملات کی تاویل کریں، اور یہ عقیدہ رکھیں کہ وہ حضرات مجتہدین تھے، اور شرعی مُعاملات میں اہلِ تاویل تھے، نیز اُن کا قصد نہ معصیت تھا، اور نہ ہی ان کے پیشِ نظر دنیاوی لالچ تھا۔ ان میں سے بعض سے اجتہادی لغزش سرزد ہوئی، اور بعض نے درست اجتہاد کیا، البتہ اللہ تعالی نے مجتہد غیر مصیب کی، فُروعی مسائل میں واقع ہونے والی خطا سے بھی درگزر فرمالیا ہے، اور مجتہدِ مصیب (حق) کو دُگنا اجر دیا۔ امام طَبری اور بعض دیگر علماء نے، صحابۂ کرام میں سے مُصیب کی تعیین میں توقّف کیا، لیکن جُمہور (اکثریت) نے مُصیب کی صراحت کی ہے، اور فرمایا کہ حضرت مَولا علی رضی اللہ عنہ اور آپ کا گروہ مصیب تھے؛ کیونکہ تمام لوگوں میں آپ ہی خلافت کے زیادہ حقدار تھے، اور اس وقت رُوئے زمین کے تمام لوگوں میں آپ ہی سب سے افضل ترین تھے"۔

(۱) "عمدة القاري شرح صحيح البخاري" كتاب الإيمان، باب وإن طائفتان من المؤمنين اقتتلوا فأصلحوا بينهما فسمّاهم المؤمنين، ۱/ ۲۱۲.

لہذا جو شخص یہ کہے، کہ سیّدنا امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالی عنہ اجتہادی بھول چُوک کے سبب، اجر و ثواب کے مستحق نہیں تھے، وہ غلطی پر ہے، انہیں یہ بات بخوبی معلوم ہونی چاہیے، کہ مجتہد مصیب ہو یا غیر مصیب، اسے بہر صورت اجر و ثواب دیا جاتا ہے۔ لہذا اجتہاد میں لغزش کرنے والے کو گمراہ یا فاسق ہرگز نہیں کہا جاسکتا، جیساکہ "شرح فقہ اکبر" میں ہے: "والمخطئُ في الاجتهاد، لا يُضلَّل ولا يُفسَّق، على ما عليه الاعتمادُ"[1] "جس سے اجتہاد میں بھول چُوک ہوئی، نہ اس کی تضلیل کی جائے گی نہ تفسیق، یہی بات علمائے اہلِ سنّت کے ہاں معتمَد ہے"۔

(١) "مِنح الروض الأزهر شرح الفقه الأكبر" أفضل النّاس بعد الخلفاء الأربعة، تحت قوله: رضوان الله تعالى عليهم أجمعين، صـ١٩١.

مُشاجَرات صحابہ اور علمائے اُمّت

حضرات صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم ایک ایسی مقدّس اور محترم جماعت کا نام ہے، جو مصطفی جانِ رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم اور آپ کی پوری امّت کے درمیان، اللہ ربّ العالمین کا مقرّر کردہ واسطہ ہیں، ان کی طرف غیر اجتہادی خطا کی نسبت کرنا، قطعًا جائز نہیں؛ کیونکہ انہوں نے جو کیا وہ ایک اجتہاد تھا، اور ان کا مطلوب ومقصود صرف اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا تھی، وہ سب ہمارے امام ومقتدا ہیں، اور ہمیں یہ حکم ہے کہ ان کے مابین جو بھی اختلافات اور فتنے (آزمائش) رُونما ہوئے، صحبتِ نبوی کے احترام میں، ہم ان پر مکمل سُکوت اختیار کریں!۔

جہاں تک جنگِ جمل کا مُعاملہ ہے، تو درحقیقت سیّدنا علی المرتضی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سمیت دیگر صحابۂ کرام، جن میں حضرت طلحہ بن عبید اللہ، حضرت زبیر بن عوام اور ام المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ وغیرہم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم میں سے، کسی کے بھی اختیار میں نہیں تھا، کہ وہ اس فتنے کو روک سکے، جبکہ یہ سب جلیل القدر صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم مسلمانوں کی خیر وبھلائی کے سوا، کسی اَور چیز کے خواہاں ہرگز نہیں تھے!۔

اسی طرح جنگِ صفّین میں امیر المؤمنین سیّدنا مَولا علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ حق پر تھے، اور خال المؤمنین سیّدنا مُعاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا اجتہاد اگرچہ درست نہیں تھا، مگر اس اجتہادی لغزش کو بنیاد بناکر، کسی بھی شخص کو اس بات کی شرعًا ہرگز اجازت نہیں، کہ وہ ان کی شان میں نازیبا کلمات کہے، یا کسی قسم کی گستاخی کا مرتکِب ہو!۔

فرمانِ امامِ اعظم

سراج الاُمّہ، کاشف الغُمّہ، حضرت سیّدنا امامِ اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ ارشاد فرماتے ہیں: "نتولّاهم جميعاً، ولا نذكر أحداً من أصحاب رسول الله إلّا بخير"[1] "ہم سارے صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم سے محبت کرتے ہیں، اور کسی بھی صحابی کا ذکر بھلائی کے سوا نہیں کرتے!"۔

---

(١) "الفقه الأكبر" لا يكفر مسلم بذنبٍ مالم يستحله، صـ٤٣.

فرمانِ امام مالک

امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ "امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا: "مَن شتمَ أحداً من أصحاب النّبي ﷺ، أبا بكرٍ أو عُمر أو عثمان أو مُعاوية أو عَمرو بن العاص، فإن قال: "كانوا على ضلالٍ وكفر" قُتل، وإن شتمَهم بغير هذا مِن مشاتمة النّاس، نكلَ نكالاً شديداً"[١] "اگر کسی نے حضرت سیّدُنا ابوبکر صدیق، حضرت سیّدُنا عمر فاروق، حضرت سیّدُنا عثمان، حضرت سیّدُنا مُعاویہ، یا حضرت سیّدُنا عَمرو بن عاص رضی اللہ تعالی عنہم کو، یا کسی صحابی کو گالی دی، اور کہا کہ "یہ لوگ گمراہ یا کافر تھے" تو ایسے شخص کو قتل کیا جائے گا[٢]، اور ان باتوں کے سوا اگر عام لوگوں کی طرح صحابہ کو گالی دی، تو اسے عبرتناک سزا دی جائے گی"۔

فرمانِ امام شافعی

حضرت سیّدنا امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "لا تخوضنَّ في أصحاب رسول الله ﷺ؛ فإنّ خَصمَك النبيُّ ﷺ غداً"[٣] "اصحابِ رسول رضی اللہ تعالی عنہم کے باہمی اختلافات کے مُعاملے میں، بحث وتکرار مت کرو؛ ورنہ کل بروزِ قیامت خود نبیٔ کریم ﷺ کو اپنا مقابل ومخالف پاؤ گے"۔

---

(١) "الشّفا بتعريف حقوق المصطفى" القسم ٤ في تعرف وجوه الأحكام ...إلخ، الباب ٣ في حكم مَن سبّ اللهَ تعالى وملائكته ...إلخ، الفصل ١٠ الحكم في سبّ آل البيت والأزواج والأصحاب ...إلخ، الجزء ٢، صـ١٨٤.

(٢) امام اہلِ سنّت امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے واضح فرمایا، کہ اسلامی سلطنت کا سلطان انہیں سزا دے گا، چنانچہ آپ ایک استفتاء کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ "بالجملہ اشخاص مذکورین کے کفر وارتداد میں اصلاً شک نہیں، دربارۂ اسلام ورفعِ دیگر اَحکام، ان کی توبہ اگر سچے دل سے ہو، ضرور مقبول ہے۔ ہاں اس میں اختلاف ہے کہ سلطان اسلام انہیں بعد توبہ واسلام صرف تعزیر دے، یا اب بھی سزائے موت دے"۔ ["فتاوی رضویہ" کتاب السّیر، ٥٩/١١]

(٣) "سِير أعلام النبلاء" الإمام الشافعي، ٨/ ٢٤٥.

فرمانِ امام احمد بن حنبل

امام ابوبکر مَرُّوْذِی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں، کہ حضرت سیّدنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے پوچھا گیا: "ما تقول فيما كان مِن علي ومُعاوية رضي الله عنهما؟" "حضرت علی اور حضرت مُعاویہ رضی اللہ تعالی عنہما کے درمیان جو ہوا، آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟" آپ نے فرمایا: "ما أقول فيهما إلّا الحُسنى، رحمهم الله أجمعين"[1] "میں صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کے بارے میں، اچھی بات کے سوا کچھ نہیں کہتا، اللہ تعالی ان سب پر رحمت فرمائے!"۔

فرمانِ امام حسن بن علی بن خلف بربہاری

امام حسن بن علی بن خلف بربہاری ارشاد فرماتے ہیں: "والكفُ عن حَرب عليٍّ ومعاويةَ وعائشةَ وطلحةَ والزبير رضي الله عنهم ومَن كان معهم، ولا تُخاصِم فيهم، وكِّلْ أمرَهم إلى الله تبارَك وتعالى"[2] "حضرات علی، مُعاویہ، عائشہ، طلحہ، زبیر رضی اللہ تعالی عنہم اور ان سب ساتھیوں کے، باہمی اختلافات کے بارے میں خاموشی اختیار کرو! ان کے بارے میں مت جھگڑو! بلکہ ان حضرات کا مُعاملہ اللہ تعالی کے سپرد کیے رہو!"۔

فرمانِ حافظ ابونُعَیم اصبہانی

حافظ ابونُعَیم اصبہانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہیں: "ألا تَرى أنّ اللهَ تعالى أمرَ نبيَّه بأن يعفوَ عن أصحابِه، ويَستغفر لهم، ويَخفِض لهم الجناحَ... فمَن سبَّهم وأبغضَهم، وحمل ما كان مِن تأويلِهم، وحُروبَهم على غير الجميل الحَسن، فهو العادِلُ عن أمر الله تعالى وتأديبِه ووصيّتِه فيهم، لا يبسط لسانَه فيهم، إلّا مِن سُوء طويتِه في النّبي وصحابته والإسلام والمسلمين"[3] "کیا تم نہیں دیکھتے! کہ اللہ تعالی نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو حکم دیا، کہ وہ اپنے

---

(١) "السنّة" للخلال، ذكر صفين والجمل، ر: ٧١٣، ٢/ ٤٦٠.

(٢) "شرح السنّة" للبربهاري، ر: ١٢٠، صـ١١١.

(٣) "كتاب الإمامة والردّ على الرافضة" خلافة أمير المؤمنين علي رضي الله عنه، ر: ٢٠١، صـ٣٧٥ ملتقطاً.

صحابۂ کرام سے درگزر کریں، ان کے لیے دعائے مغفرت کریں، اور ان حضرات مقدّسہ کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کریں...! توجس نے انہیں بُرا کہا، اور ان سے دشمنی رکھی، ان کے آپسی مُعاملات کی اچھی توجیہ نہیں کی، اور ان کی باہمی جنگوں کی اچھی تعبیر بیان نہیں کی، وہ ان کے بارے میں اللہ تعالی کے حکم، اور اس کے سکھائے ہوئے آداب ووصیت سے پھرا ہوا ہے، وہ اپنی زبان کو نبئ کریم ﷺ، ان کے اصحاب، اسلام اور مسلمانوں کے لیے، بہت گندے انداز سے استعمال کرتا ہے!"۔

فرمانِ سرکار غوثِ اعظم

سرکار غوثِ اعظم حضرت سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدّس سرّہٗ ارشاد فرماتے ہیں: "وأمّا قِتالُه ﷺ لطلحةَ والزبير وعائشةَ ومعاويةَ، فقد نصَّ الإمامُ أحمد رحمه الله عن الإمساك، وجميع ما شجرَ بينَهم مِن مُنازَعةٍ ومنافرةٍ وخصومة؛ لأنّ اللهَ تعالى يُزيل ذلك من بينهم يومَ القيامة، كما قال ﷻ: ﴿وَ نَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ﴾[1]"[2] "امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عائشہ، اور حضرت مُعاویہ رضی اللہ تعالی عنہم کے مابین جنگوں، لڑائی اور اختلافات کے مُعاملے میں، کفِ لسان (خاموشی) کا حکم فرمایا ہے؛ کیونکہ اللہ تعالی ان حضرات کو ان باتوں سے قیامت کے دن پاک صاف فرمادے گا، جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: "اور ہم نے ان کے سینوں میں جو کچھ کینے (یعنی بُغض وعداوت اور دشمنی وغیرہ) تھے، سب کھینچ لیے، آپس میں بھائی ہیں، تختوں پر رُوبرُو بیٹھے!"۔

فرمانِ سیّد احمد کبیر رفاعی

سیّد الاولیاء سیّد احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "الصحابةُ رضي الله عنهم كلُّهم على هُدى ...يجب الإمساكُ عما شجرَ بينهم، وذكرُ محاسنِهم ومحبتِهم، والثناءُ عليهم- رضي الله

(١) پ١٤، الحجر: ٤٧.

(٢) "غنية الطالبين" كتاب الآداب، فصل في اعتقاد أهل السنّة أنّ أمّةَ محمد ﷺ خيرُ الأمم، ١/ ١١٢.

عنهم أجمعين- فأحِبُّوهُم وتبرّكوا بذِكرِهم"(١). "صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم سب کے سب ہدایت پر ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے مروی ہے کہ "میرے اصحاب ستاروں کی مثل ہیں، تم ان میں سے جس کی بھی پیروی کروگے، ہدایت پاجاؤ گے"۔ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کے مابین جو بھی اختلافات ونزاعات ہوئے، ان کے تذکرے سے اپنی زبان کو روکے رکھنا واجب ہے، اور (مشاجَرات کا ذکر کرنے کے بجائے) ان حضرات کی خوبیاں اور کمالات بیان کیے جائیں، ان سے محبت وعقیدت کا ذکر کیا جائے، ان کی تعریف بیان کی جائے، صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم سے محبت رکھو، ان کے ذکر سے برکت حاصل کرو!"۔

فرمانِ شیخ الاسلام ابن قُدامہ مقدسی

شیخ الاسلام ابن قُدامہ مَقدسی رحمہ اللہ تعالی تحریر فرماتے ہیں: "ومِن السنّة تولِّي أصحاب رسول الله صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ومحبّتُهم، وذكرُ مَحاسنِهم، والترحُّمُ عليهم، والاستغفارُ لهم، والكفُّ عن ذكر مساوئهم، وما شجرَ بينَهم، واعتقادُ فضلِهم"(٢) "سنّت پر عمل کا تقاضا یہ ہے، کہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم سے محبت وعقیدت رکھی جائے، ان کے مَحاسن بیان کیے جائیں، ان کے لیے اللہ سے رحمت وبخشش کی دعا کی جائے، ان کی شان میں کوئی نازیبا کلمہ ہرگز نہ کہا جائے، ان حضرات کے مابین جو اختلافات ہوئے، ان کے بارے میں خاموشی اختیار کی جائے، نیز ان حضرات کے بارے میں یہ اعتقاد رکھا جائے، کہ یہ امّت کے افضل ترین لوگ ہیں!"۔

فرمانِ امام عبد الوہّاب شَعرانی

امام عبد الوہّاب شَعرانی رحمہ اللہ تعالی مشاجَراتِ صحابہ سے متعلق تحریر فرماتے ہیں: "فمَن طعنَ في الصحابة، فقد طعنَ في نفس دينِه، فيجب سدُّ الباب جملةً واحدةً، ولا سيّما الخَوض في أمر المعاوية وعَمرو بن العاص وأضرابهما، ولا ينبغي الاغترارُ بما نقله بعضُ

---

(١) "البرهان المؤيَّد" للرفاعي الكبير، صـ٢٢- ٢٣ ملتقطاً.

(٢) "لمعة الاعتقاد" محمد خاتم النّبيين صلی اللہ تعالی علیہ وسلم، ١/ ٣٩.

الروافض عن أهل البيت من كراهيتهم، فإنّ مثلَ هذه المسألة منزعها دقيقٌ، ولا يحكم فيها إلّا رسولُ الله ﷺ؛ فإنّها مسألةُ نزاع بين أولاده وأصحابه. قال الكمالُ بن أبي شريف: وليس المرادُ بما شجر بين عليٍّ ومُعاوية المنازَعة في الإمارة كما توهّمه بعضُهم، وإنّما المنازعةُ كانت بسبب تسليم قَتَلَة عثمانَ رضي الله تعالى عنه إلى عشيرتِه ليقتصوا منهم؛ لأنّ علياً رضي الله تعالى عنه كان رأى أنّ تاخيرَ تسليمِهم أصوَب؛ إذ المبادرةُ بالقبض عليهم، مع كثرةِ عشائرهم واختلاطِهم بالعسكر، يؤدِّي إلى اضطراب أمرِ الإمامة العامّة؛ فإنّ بعضَهم كان عزمَ على الخروج على الإمام عليٍّ وعلى قتلِه؛ لما نادَى يومَ الجمل بأن يخرجَ عنه قتلةُ عثمان. ورأى معاويةُ أنّ المبادرةَ إلى تسليمهم للاقتصاص منهم أصوَب، فكلٌّ منهما مجتهدٌ مأجور، فهذا هو المرادُ بما شجرَ بينهم"(١).

"جو صحابۂ کرام کے بارے میں طعن کرتا ہے، بے شک وہ نفسِ دین میں طعن کرتا ہے، لہذا یہ دروازہ کلّی طور پر بند کرنا واجب ہے، خصوصًا حضرت مُعاویہ، حضرت عَمرو بن عاص، اور ان جیسے دیگر حضرات صحابہ کے بارے میں گفتگو سے۔ اور روافض نے اہل بیت سے ان حضرات کی جو کراہیت وناپسندیدگی نقل کی ہے، اس سے دھوکہ نہیں کھانا چاہیے؛ چونکہ یہ آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی اولاد اور اصحاب کے مابین ایک نزاعی مسئلہ ہے، اس لیے یہ کافی پیچیدہ مُعاملہ ہے، اور اس میں سوائے رسول کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے کوئی اَور فیصلہ نہیں کر سکتا۔ علّامہ کمال بن ابی شریف رحمہ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ "حضرت سیّدُنا علی اور حضرت امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالی عنہما کے مابین جو اختلاف ہوا، وہ خلافت کا جھگڑا نہیں تھا، جیسا کہ بعض لوگوں کو وہم ہوا، بلکہ جھگڑا صرف حضرت سیّدُنا عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کے قاتلوں کو، آپ رضی اللہ تعالی عنہ کے قبیلے والوں کے سپرد کرنے کے مُعاملے میں تھا؛ تاکہ وہ ان سے قصاص لے سکیں، لیکن حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کی رائے یہ تھی، کہ قاتلوں کو سپرد کرنے کا مُعاملہ کچھ مؤخّر کرنا زیادہ درست ہے؛ کیونکہ ان قاتلوں کے رشتہ داروں کی کثرت، اور لشکر میں ان

(١) "اليواقيت والجواهر" المبحث ٤٤ في بيان وجوب الكفّ عمّا شجر بين الصحابة ...إلخ، ٢/ ٤٤٥.

لوگوں کی بکثرت شمولیت کے سبب، ان پر جلد قابو پانے کی کوشش، امامت عامّہ کے امر میں اضطراب کا باعث ہوگی، نیز یہ کہ ان لوگوں میں سے بعض لوگوں نے سیّدُنا امام علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف بھی بغاوت کرنے، اور آپ کو شہید کرنے کا عزم کر رکھا تھا؛ کیونکہ حضرت مَولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگِ جمل کے روز، یہ اعلان فرمایا تھا کہ قاتلینِ عثمان (ہماری صفوں سے) نکل جائیں۔ جبکہ اس مُعاملے میں حضرت امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے یہ تھی، کہ ان قاتلوں سے قصاص لینے میں جلدی کرنا زیادہ صحیح ہے۔ اور یہ دونوں حضرات مجتہد ہیں، اور ان کے مابین اختلاف کی بنیاد یہی اَمر ہے!"۔

فرمانِ مجدّدِ الف ثانی

شاہِ نقشبند، حضور مجدّدِ الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ "پیغمبر خدا کے تمام صحابہ کو بزرگ سمجھنا چاہیے، ان سب حضرات کو نیکی سے یاد کرنا چاہیے، ان میں سے کسی بزرگ کے بارے میں بُرا نہیں سوچنا چاہیے، نہ بدگمانی کرنی چاہیے، اور ان کے جھگڑوں کو دوسروں کی مُصالحت سے بہتر سمجھنا چاہیے، نَجات اور خلاصی کا یہی طریقہ ہے"[1]۔

اسی طرح ایک اَور مقام پر مزید ارشاد فرمایا کہ "حضرات صحابہ کے مابین جو لڑائی جھگڑے ہوئے، انہیں نیکی پر محمول کرنا چاہیے، ان حضرات کو خواہشاتِ نفسانیہ اور تعصب سے دُور سمجھنا چاہیے؛ کیونکہ وہ اختلافات تاویل واجتہاد پر مبنی تھے، اور یہی اہلِ سنّت کا مذہب ہے"[2]۔

فرمانِ شیخ محقِق عبدالحق محدّث دہلوی

شیخ محقِق علّامہ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ "اہلِ سنّت وجماعت کا مسلک یہ ہے، کہ نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ کو ہمیشہ نیک الفاظ سے یاد کرنا چاہیے، بُغض، سبّ وشتم، ان کی ذات پر اعتراضات وانکار کرنا انتہائی نامناسب ہے، اور ان کے مُعاملے میں کسی کی بے ادبی رَوا نہیں رکھنی چاہیے

---

(١) "مکتوباتِ امامِ ربّانی" دفترِ دُوم ٢، ص١١٦٧۔

(٢) "مکتوباتِ امامِ ربّانی" دفترِ اوّل، مکتوب نمبر ٢٥١، ص٥١٥-٥١٦

...سلَف صالحین میں سے کسی نے بھی حضرت امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر لعنت نہیں بھیجی، اور حقیقت یہ ہے کہ علمائے اہلِ سنّت کی عادت ہے، کہ وہ لعن طعن سے کنارہ کشی کرتے ہیں"[۱]۔

فرمانِ شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی

شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ "باید دانست کہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما یکے از اصحاب آنحضرت بود، او صاحب فضیلت جلیلہ وزمرۂ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم زنہار در حق او سوء ظن نکنی ورطۂ سب او نہ افوتی تا مرتکب حرام نشوی"[۲] "جاننا چاہیے کہ حضرت امیر مُعاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک ایسے شخص تھے، جو اصحابِ رسول میں سے تھے، اور زُمرۂ صحابہ میں بڑے صاحبِ فضیلت تھے، تم کبھی ان کے حق میں بدگمانی نہ کرنا، اور ان کی بدگوئی میں مبتلا نہ ہونا، ورنہ تم حرام کے مرتکب ہوگے!"۔

فرمانِ خواجہ فخر الدین چشتی نظامی

فخرِ جہاں خواجہ فخر الدین چشتی نظامی دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ "ہم صحابۂ کرام میں سے ہر ایک کو خیر سے یاد کرتے ہیں، ان حضرات کے مُعاملات میں اختلافات وغیرہ معرکوں کے مثل، جو اُن سے وُقوع میں آئے، ذکر کرنے سے پرہیز کرو، اور ان کی طرف نسبت کرکے ملامت و خود رائی زنی سے اِفراط و تفریط (یعنی زیادتی و کمی کرنے) سے بھی بچو"[۳]۔

فرمانِ شاہ عبد العزیز محدّث دہلوی

شاہ عبد العزیز محدّث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں، کہ "فقہی اجتہادی مسائل مثلاً امامت، میراثِ پیغمبر، تقسیم خمس، حج تمتع وغیرہ میں، جناب امیر (سیّدُنا علی مرتضی) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مخالفت ہرگز کفر نہیں، کفر کیا معصیت و گناہ بھی نہیں؛ کیونکہ آپ بھی مِن جملہ مجتہدین ایک مجتہد ہیں، اور مسائلِ اجتہادیّہ میں

---

(۱) "تکمیل الایمان" اردو، ص۱۷۶-۱۷۷۔

(۲) "اِزالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء" اردو، فصل۵، ۱/۵۷۱۔

(۳) "نظام العقائد المعروف عقائد نظامیہ" ص۳۷۔

مجتہدین کا اختلاف جائز ہے، اور ہر مجتہد اجر کا مستحق ہے۔ ہاں بُغض، عداوت اور عِناد کے جذبہ سے جس نے آپ سے لڑائی لڑی، وہ اہلِ سنّت کے نزدیک بھی کافر ہے، اس پر سب کا اِجماع ہے، خوارج واہلِ نہروان کے بارے میں اہلِ سنّت کی یہی رائے اور مسلک ہے!"[1]۔

فرمانِ امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا

امام اہلِ سنّت امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مُشاجَرات صحابہ سے متعلق، عقیدۂ اہلِ سنّت بیان کرتے ہوئے فرمایا، کہ "ہم اہلِ سنّت ان میں حق، جانبِ جناب مَولیٰ علی (مانتے) اور ان سب کو (موردِ لغزش) بر غلط و خطا، اور حضرت اسد اللہ کو بدرجہا ان سے اکمل واعلیٰ جانتے ہیں۔ مگر بایں ہمہ بلحاظِ احادیثِ مذکورہ (کہ ان حضرات کے مَناقب و فضائل میں مروی ہیں) زبانِ طعن و تشنیع ان دوسروں کے حق میں نہیں کھولتے، اور انہیں ان کے مَراتب پر جو اُن کے لیے شرع میں ثابت ہوئے، رکھتے ہیں۔ کسی کو کسی پر اپنی ہَوائے نفس سے فضیلت نہیں دیتے، اور ان کے مُشاجَرات میں دخل اندازی کو حرام جانتے ہیں، اور ان کے اختلافات کو ابو حنیفہ و شافعی جیسا اختلاف سمجھتے ہیں، تو ہم اہلِ سنّت کے نزدیک ان میں سے کسی ادنیٰ صحابی پر بھی طعن جائز نہیں! چہ جائیکہ اُمّ المومنین صدیقہ (عائشہ طیّبہ طاہرہ) رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی جناب رفیع اور بارگاہِ وقیع) میں طعن کریں، حاش! یہ اللہ ورسول کی جناب میں گستاخی ہے، اللہ تعالی ان کی تطہیر و بریّت (پاکدامنی و عفّت اور منافقین کی بہتان تراشی سے براءَت) میں آیات نازل فرمائے، اور ان پر تہمت دھرنے والوں کو وعیدیں عذابِ الیم کی سنائے، وہ صدیقہ کہ یوسف صدیق علیہ الصلاۃ والسلام کی براءَت و پاکدامنی کی شہادت اَہلِ زلیخا سے ایک بچہ ادا کرے، بتول مریم کی تطہیر وعفّت آبي، رُوح اللہ کلمۃُاللہ فرمائیں، مگر ان کی براءَت، پاک طینتی، پاکدامنی وطہارت کی گواہی میں قرآن کریم کی آیاتِ کریمہ نزول فرمائیں۔

(۱) "تحفہ اثناعشریہ" باب ۱۲، صـ۴۸۷۔

اور زبیر و طلحہ رضی اللہ تعالٰی عنہما ان سے بھی افضل، کہ عشرۂ مبشّرہ سے ہیں، وہ (یعنی زبیر بن العوام) رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی اور حواری (جاں باز، مُعاوِن و مددگار) اور یہ (یعنی طلحہ) رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے چہرۂ انور کے لیے سپرِ وقت جاں نثاری (جیسے ایک جاں نثار نڈر سپاہی و سرفروش مُحافظ)۔

رہے امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ تواُن کا درجہ ان سب کے بعد ہے، اور حضرت مَولیٰ علی (مرتضیٰ کرّم اللہ تعالیٰ وجہہُ الاسنی) کے مقامِ رفیع (مَراتب بلند وبالا) و شانِ مَنیع (عظمت و منزلتِ محکَم واَعلا) تک توان سے وہ دُور دراز منزلیں ہیں، جن [میں] ہزاروں ہزار، رہوار برق کردار (ایسے کشادہ فراخ قدم گھوڑے جیسے بجلی کا کوندا) صبار فتار (ہوا سے بات کرنے والے، تیز رو، تیز گام) تھک رہیں، اور قطع (مَسافت) نہ کر سکیں، مگر فضلِ صحبت (و شرفِ صحابیت و فضل) و شرفِ سعادت خدائی دَین ہے (جس سے مسلمان آنکھ بند نہیں کر سکتے، تو ان پر لعن طعن یا ان کی توہین تنقیص کیسے گوارا رکھیں؟! اور کیسے سمجھ لیں کہ مَولیٰ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے مقابلے میں انہوں نے جو کچھ کیا، بَربنائے نفسانیت تھا؟! صاحبِ ایمان مسلمان کے خواب و خیال میں بھی یہ بات نہیں آسکتی!۔

ہاں ایک بات کہتے ہیں، اور ایمان لگتی کہتے ہیں کہ ہم تو -بحمد اللہ- سرکارِ اہلِ بیت (کرام) کے غلامانِ خانہ زاد ہیں، (اور مَوروثی خدمتگار، خدمت گزار) ہمیں (امیر) مُعاویہ (رضی اللہ تعالٰی عنہ) سے کیا رشتہ؟ خدانخواستہ ان کی حمایت بے جا کریں! مگر ہاں اپنی سرکار کی طرفداری (اور امرِ حق میں ان کی حمایت و پاسداری) اور ان (حضرتِ امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ) کا (خصوصًا) اِلزام بدگویاں (اور دریدہ دہنوں، بدزبانوں کی تہمتوں سے بَری رکھنا منظور ہے، کہ ہمارے شہزادۂ اکبر حضرت سبطِ (اکبر، حسن) مجتبیٰ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حسب بِشارت اپنے جدِّ امجد سیّدالمرسَلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے، بعد اختتامِ مدّتِ (خلافت راشدہ، کہ منہاجِ نُبوّت پر تیس ۳۰ سال رہی، اور سیّدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے چھ ۶ ماہ مدّتِ خلافت پر ختم ہوئی) عین معرکۂ جنگ میں ایک فوج جرّار کی ہمراہی کے باوُجود) ہتھیار رکھ دیے (بالقصد والاختیار)، اور مُلک (اور اُمورِ مسلمین کا انتظام و انصرام) امیر مُعاویہ کو سپرد کر دیا (اور ان کے ہاتھ پر بیعتِ اِطاعت فرمالی) اگر امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ -العیاذ باللہ- کافر یا فاسق تھے، یا ظالم جائر تھے، یا غاصب جابر تھے (ظلم و جور پر کمربستہ تھے)، توالزام امام حسن پر آتا ہے؛ کہ انہوں نے کاروبارِ مسلمین

وانتظامِ شرع ودِین، باختیارِ خود (بلا جبر واکراہ، بلاضرورتِ شرعیہ، باوُجودِ مَقدرَت) ایسے شخص کو تفویض فرما دیا (اور اس کی تحویل میں دے دیا)، اور خیر خواہیٔ اسلام کو -معاذ اللہ- کام نہ فرمایا، (اس سے ہاتھ اٹھالیا)، اگر مدّتِ خلافت ختم ہوچکی تھی، اور آپ (خود) بادشاہت منظور نہیں فرماتے تھے) توصحابۂ حجاز میں کوئی اَور قابلیتِ نظم ونسقِ دِین نہ رکھتا تھا؟ جو انہیں کو اختیار کیا! اور انہیں کے ہاتھ پر بیعتِ اطاعت کرلی!)

حاش للہ! بلکہ یہ بات خود رسول اللہ ﷺ تک پہنچتی ہے؛ کہ حضور ﷺ نے اپنی پیش گوئی میں ان کے اس فعل کو پسند فرمایا، اور ان کی سیادت کا نتیجہ ٹھہرایا، كما في "صحيح البخاري" (جیسا کہ "صحیح بخاری" میں ہے) صادق ومصدوق ﷺ نے امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ کی نسبت فرمایا: «إنّ ابني هذا سيِّدٌ، لعلّ اللهَ أنْ يُصلِحَ به بين فئتَين عظيمتَين من المسلمين!»[۱] "میرا یہ بیٹا سیّد ہے (سیادت کا علمبردار ہے) میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالی اس کے باعث، دو ۲ بڑے گروہِ اسلام میں صلح کرادے گا!"[۲]۔

(۱) "صحيح البخاري" كتاب الصلح، باب قول النبي ﷺ للحسن بن علي رضي الله عنهما، ر: ۲۷۰٤، صـ٤٤٢. و"سنن أبي داود" كتاب السنّة، باب ما يدلّ على ترك الكلام في الفتنة، ر: ٤٦٦٢، صـ٦٥٩. و"سنن الترمذي" أبواب المناقب، باب، ر: ٣٧٧٣، صـ٨٥٧. [قال أبو عيسى:] "هذا حديثٌ حسنٌ صحيح".

(۲) "فتاوی رضویہ" "کتاب الشتی، رسالہ "اعتقاد الأحباب في الجميل والمصطفى والآل والأصحاب" عقیدہ سابعہ: مُشاجَرات صحابۂ کرام، ۱۸/۲۵۱-۲۵۳، ملتقطاً۔

بابِ اوّل

عظمتِ صحابۂ کِرام

رضی اللہ تعالیٰ عنہم

باب اوّل

عظمتِ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم

فصل اوّل

حضراتِ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم قرآنِ کریم کی روشنی میں

مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے پیارے اور جانثار صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم، رسول اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے سچی اور والہانہ محبت کرتے، اور تعظیم و توقیر بجالایا کرتے، آقا کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے مقام و مرتبہ کی قدر و حفاظت کرتے، آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے ہر حکم پر عمل پیرا ہوتے، اور مال ودَولت کے ساتھ ساتھ، آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر اپنی جان بھی قربان کرنے سے گریز نہیں کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ ربّ العزّت نے اپنے مقدّس اور پاک کلام مجید کی متعدّد آیات میں، ان مقدّس ہستیوں کا بارہا ذکر فرمایا، جواِن حضرات کے مقام، مرتبے اور فضیلت پر شاہد ہے۔

صحابی کی تعریف

لفظ صحابي سے کیا مراد ہے؟ اس بارے میں امام ابنِ حجر عَسقلانی رحمہ اللہ تعالی بیان فرماتے ہیں: "الصحابيّ: مَن لقيَ النبيَّ صلی اللہ علیہ وسلم مؤمناً به، وماتَ على الإسلام"[۱] "صحابی وہ ہے جو نبیٔ پاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے حالتِ ایمان میں ملاقات کرے، اور دینِ اسلام پر اسے مَوت آئے" ؏

جس مسلماں نے دیکھا انہیں اِک نظر　　　اس نظر کی بَصارت پہ لاکھوں سلام[۲]

---

(۱) "الإصابة في تمييز الصحابة" الفصل ۱ في تعريف الصحابي، ۱/ ۱۵۸.

(۲) "حدائق بخشش" حصّہ دُوم ۲، صـ۳۱۳۔

ایمان کا معیار کیا ہے؟

(۱) اللہ رب العزّت نے قرآن پاک میں، صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کے ایمان کو تمام امّت کے لیے، معیارِ ایمان قرار دیا، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَاۤ اٰمَنَ النَّاسُ﴾[1] "جب اُن (منافقوں) سے کہا جائے، کہ ایمان لاؤ جیسے اَور لوگ (یعنی صحابہ) ایمان لائے ہیں!"۔

اس آیت میں "النّاس" سے حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم اور ان کے بعد، ان کی کامل اتّباع کرنے والے مسلمان مراد ہیں، یعنی جو شخص صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کی طرح ایمان لائے اور تصدیق کرے، وہی مؤمن ومسلمان ہے![2]۔

(۲) اللہ رب العالمین نے ایک اَور مقام پر ارشاد فرمایا: ﴿فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَاۤ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا﴾[3] "پھر اگر وہ بھی یونہی ایمان لائے جیسا تم لائے، تب تو وہ ہدایت پاگئے!"۔

اس آیتِ کریمہ میں یہود کو، صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کی طرح ایمان لانے کے لیے فرمایا گیا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کا ایمان، بارگاہِ الٰہی عزّوجلّ میں معتبر، اور دوسروں کے لیے مثال ہے۔

اللہ کے ہدایت یافتہ بندے

(۳) اللہ عزّوجلّ نے قرآن پاک میں، صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کو اپنے ہدایت یافتہ بندوں میں شمار فرمایا، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَاۤ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ؕ وَ اِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ

---

(۱) پ۱، البقرة: ۱۳.

(۲) انظر: "جامع البيان عن تأويل آي القرآن" پ۱، البقرة، تحت الآية: ۱۳، ر: ۳٤۳، ۱/ ۲۹۲. و"تفسير ابن أبي حاتم" پ۱، البقرة، تحت الآية: ۱۳، ر: ۱۲۷، ۱/ ٤٦.

(۳) پ۱، البقرة: ۱۳۷.

لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾[1] "اے حبیب! تم پہلے جس قبلہ پر تھے، ہم نے وہ اسی لیے مقرّر کیا تھا، کہ دیکھیں کون رسول کی پیروی کرتا ہے! اور کون اُلٹے پاؤں پھر جاتا ہے! اور بے شک یہ بھاری (آزمائش) تھی، مگر اُن پر جنہیں اللہ تعالی نے ہدایت دی، اور اللہ کی شان نہیں کہ تمھارا ایمان ضائع کر دے، بے شک اللہ تعالی لوگوں پر بہت مہربان، رحمت والا ہے!"۔

صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کے لیے مُعافی کا پروانہ اور فضلِ الٰہی

(۴) جنگِ اُحد کے دَوران ہونے والی لغزش پر، اللہ کریم نے اپنے فضل واحسان سے، ان حضرات کو مُعافی کا پروانہ[2] عطا کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ﴾[3] "یقیناً اللہ تعالی نے تمہیں مُعاف کر دیا، اور اللہ مسلمانوں پر فضل فرماتا ہے"۔

لہٰذا جو شخص اس طرح کے واقعات کو بنیاد بنا کر، صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کی شان میں گستاخی کرے، وہ بدبخت ہے؛ کیونکہ حضرات صحابہ کی عام مُعافی کا اعلان، اللہ رب العزّت خود فرما چکا ہے۔

صحابۂ کرام کا جذبۂ اِطاعتِ رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم

(۵) اللہ تعالی کا ارشادِ پاک ہے: ﴿اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا﴾[4] "جبکہ تم نے کہا، کہ ہم نے سنا اور مانا"۔ اس آیت مبارکہ میں نبئ کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے بیعت کرتے وقت، شبِ عقبہ اور بیعتِ رِضوان میں، حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے ہر حکم کو سن کر، ہر حال میں ماننے کا اِقرار ہے، جو صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم نے اُس وقت کیا[5]۔

---

(۱) پ۲، البقرة: ۱٤٣.

(۲) "تفسير القُرطبي" پ٤، آل عمران، تحت الآية: ١٥٢، ٤/ ٢٣٢.

(۳) پ ٤، آل عمران: ١٥٢.

(٤) پ ٦، المائدة: ٧.

(٥) "تفسير النَّسَفي" پ ٦، المائدة، تحت الآية: ٧، ١/ ٣١٠.

دلوں کا ملاپ اور جہنم سے آزادی

(۶) ربِ کریم نے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم پر، اپنے خصوصی فضل واحسان کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿وَ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا ۚ وَ كُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ﴾(۱) "اور اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو! جب تم میں دشمنی تھی، اس نے تمھارے دلوں میں ملاپ کر دیا، تو اللہ کے فضل سے تم آپس میں بھائی بھائی ہوگئے، اور تم ایک غارِ دوزخ کے کنارے پر تھے، تو اللہ نے تمہیں اس سے بچالیا، اللہ تم سے یونہی اپنی آیتیں بیان فرماتا ہے؛ کہ کہیں تم ہدایت پاؤ!"۔

نبی پاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے مددگاروں میں صحابۂ کرام کا شمار

(۷) اللہ ربّ العزّت نے قرآن پاک میں، تمام مہاجرین وانصار صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کا شمار، بشمول اپنی ذات کے، سرورِ کونین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے مددگاروں میں فرماکر، رہتی دنیا تک کے مسلمانوں، اور صحابہ کی شان میں ہرزہ سرائی کرنے والے نامُرادوں کو، اُن کے مقام ومرتبے سے آگاہ فرمایا ہے، ارشاد فرماتا ہے: ﴿يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَ مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾(۲) "اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی)! اللہ تعالی تمہیں کافی ہے، اور یہ جتنے مسلمان تمہارے پیرو کار ہوئے"، یعنی تمام مہاجرین وانصار رضی اللہ تعالی عنہم۔

---

(۱) پ ٤، آل عمران: ۱۰۳.

(۲) پ ۱۰، الأنفال: ٦٤.

صحابۂ کرام کا جذبۂ جہاد وایثار

(۸) اللہ تعالی اپنے حبیب کریم ﷺ کے پیارے اصحاب رضی اللہ عنہم کے، جذبۂ جہاد واِیثار کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْۤا اُولٰٓىِٕكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ﴾[1] "یقیناً جو ایمان لائے، اور اللہ کے لیے گھربار چھوڑے، اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے لڑے، اور وہ جنہوں نے جگہ دی اور مدد کی، وہ ایک دوسرے کے وارث ہیں"۔ یہ مہاجرین اوّلین ہیں، جنہوں نے اپنے جان ومال کی قربانیاں دیں، اور انصار جنہوں نے انہیں اپنے مکانوں میں ٹھہرایا، اُن کی مدد کی[2]، پھر ان مہاجرین اور انصار، دونوں کے لیے ارشاد فرمایا کہ مہاجرین انصار کے، اور انصار مہاجرین کے وارِث ہیں۔

صحابہ دونوں جہاں کی بھلائیوں کے حقدار ہیں

(۹) ربِ کریم نے اصحابِ رسول ﷺ کو، ایمان لانے اور راہِ خدا میں اپنی جان ومال کے ساتھ جہاد کرنے کے سبب، دونوں جہاں کی بھلائیوں کا حقدار قرار دیا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاُولٰٓىِٕكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ﴾[3] "لیکن رسول اور جو اِن کے ساتھ ایمان لائے، انہوں نے اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کیا، اور انہیں کے لیے بھلائیاں ہیں!"۔

---

(۱) پ ۱۰، الأنفال: ۷۲.

(۲) "تفسیر ابن کثیر" پ۱۰، الأنفال، تحت الآیة: ۷۲، ۲/ ۳۳۹.

(۳) پ ۱۰، التوبة: ۸۸.

اللہ تعالی کے حکم پر سرِ تسلیم خم کرنے والے

(۱۰) رب تعالی کا ارشاد ہے: ﴿ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ۚ فَإِن يَكْفُرْ بِهَا هَٰؤُلَاءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوا بِهَا بِكَافِرِينَ ﴾[۱] "یہ ہیں جن کو ہم نے کتاب اور حکمت اور نُبوّت عطا کی، تو اگر یہ لوگ اس سے منکِر ہوں، تو ہم نے اس کے لیے ایک ایسی قوم (یعنی جماعتِ صحابہ) لگا رکھی ہے، جو انکار والی نہیں!"۔

اللہ کی رحمتیں مہاجرین اور انصار پر

(۱۱) اللہ تعالی کا فرمان عالی شان ہے: ﴿ لَقَد تَّابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ ﴾[۲] "اللہ تعالی کی رحمتیں متوجہ ہوئیں، اس غیب کی خبریں بتانے والے (نبی)، اور ان مہاجرین وانصار پر، جنہوں نے مشکل کی گھڑی میں اِن کا ساتھ دیا"۔

صحابۂ کرام کے لیے جنّت کا وعدہ اور خوشخبری

(۱۲) اللہ کریم صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم سے جنّت کا وعدہ کرتے ہوئے، انہیں خوشخبری دیتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: ﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَن يُكَفِّرَ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ ۖ نُورُهُمْ يَسْعَىٰ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَتْمِمْ لَنَا نُورَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۖ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴾[۳]۔

"اے ایمان والو! اللہ کی طرف ایسی توبہ کرو جو آئندہ کے لیے نصیحت ہو جائے! عنقریب تمھارا رب تمھاری برائیاں تم سے اتار دے گا، اور تمہیں باغات میں لے جائے گا، جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، جس دن اللہ تعالی رُسوا نہ کرے گا، نبی اور اُن کے اصحاب ایمان والوں کو، اُن کا نور دَوڑتا ہو گا، اُن کے آگے

---

(۱) پ ۷، الأنعام: ۸۹.

(۲) پ ۱۱، التوبة: ۱۱۷.

(۳) پ۲۸، التحريم: ۸.

اور اُن کے داہنے، عرض کریں گے کہ اے ہمارے رب! ہمارے لیے ہمارا نُور پورا کر دے! اور ہمیں بخش دے! بے شک تجھے ہر چیز پر قدرت ہے!" ع

اُن کے مَولی کی اُن پر کروڑوں دُرود   ان کے اَصحاب وعترت پہ لاکھوں سلام[1]

صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کے سینے عداوت سے پاک ہیں

(۱۳) اللہ کریم نے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کے سینوں کو کینے اور عداوت سے پاک قرار دیا، اور ان کی طبیعتوں میں جو کدُورت وکشیدگی تھی، اسے رفق واُلفت سے بدل دیا، ارشاد فرمایا: ﴿وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ﴾[2] "اور ہم نے ان کے سینوں میں جوکچھ کینے (یعنی بُغض وحسد اور عداوت وعناد) تھے، سب کھینچ لیے، آپس میں بھائی ہیں، (جنّت میں) تختوں پر رُوبرُو بیٹھے"۔

حضرت سیّدنا علی المرتضی رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: «إنّي لأرجُو أن أكونَ أنا وطلحةُ والزبيرُ مِنَ الَّذِينَ قَالَ اللهُ فِي حَقِّهِمْ: ﴿وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ﴾[3]»[4] "میں امید کرتا ہوں کہ میں (علی)، طلحہ اور زبیر اُن لوگوں میں سے ہیں، جن کے بارے میں اللہ رب العالمین نے یہ ارشاد فرمایا، کہ ہم نے ان کے سینوں میں جوکچھ کینے تھے سب کھینچ لیے، آپس میں بھائی ہیں، (جنّت میں) تختوں پر رُوبرُو بیٹھے"۔

---

(۱) "حدائق بخشش" حصّہ دُوم ۲، ص۳۰۸۔

(٢) پ ١٤، الحجر: ٤٧.

(٣) پ ١٤، الحجر: ٤٧.

(٤) "الطبقات الكُبرى" لابن سعد، الطبقة الأولى على السابقة في الإسلام ممن شهد بدراً، ذكر قتل الزبير، ٣/ ١١٣. و"فضائل الصحابة" للإمام أحمد، فضائل طلحة بن عبيد الله رضي الله تعالى عنه، ر: ١٢٩٩، ٢/ ٧٤٧. وإسنادُه صحيحٌ، ورجالُه ثِقات.

صحابۂ کرام کا باہمی اختلافِ رائے اور معاملۂ تعظیم واحترام

امام اہلِ سنّت امام احمد رضا قدّس سرّہ ارشاد فرماتے ہیں کہ "سیّدنا مَولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس ارشاد کے بعد بھی، ان (صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم) پر اِلزام دینا، عقل وخِرد سے جنگ ہے، (خود) مَولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جنگ ہے، اور خدا عزّوجلّ ورسول صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے بھی جنگ ہے (والعیاذ باللہ!)۔

جبکہ تاریخ کے اَوراق شاہدِ عدل ہیں، کہ حضرت سیّدنا زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جونہی اپنی لغزش کا احساس ہوا، انہوں نے فوراً جنگ سے کنارہ کشی کرلی[1]، اور حضرت سیّدنا طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعلق بھی روایات میں آتا ہے، کہ انہوں نے اپنے ایک مددگار کے ذریعے، حضرت سیّدنا مَولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کرلی تھی[2]، اور تاریخ سے ان واقعات کو کون چھپا سکتا ہے؟ کہ جنگِ جمل ختم ہونے کے بعد، حضرت سیّدنا مَولیٰ علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے برادرِ معظّم سیّدنا محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا، کہ وہ جائیں اور دیکھیں کہ حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو، خدانخواستہ کوئی زخم وغیرہ تو نہیں پہنچا! بلکہ بہ عجلت تمام خود بھی تشریف لے گئے اور پوچھا: "آپ کا مزاج کیسا ہے؟" انہوں نے جواب دیا: "الحمد للہ اچھی ہوں!" سیّدنا مَولیٰ علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ آپ کی بخشش فرمائے!" حضرت سیّدہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا: "اور تمھاری بھی!"۔

پھر مقتولین کی تجہیز وتکفین سے فارغ ہوکر، سیّدنا مَولیٰ علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی واپسی کا انتظام کیا، اور پورے اِعزاز واِکرام کے ساتھ، سیّدنا محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگرانی میں، چالیس ۴۰ معزّز خواتین کے جھرمٹ میں، ان کو جانبِ حجاز رخصت کیا، خود سیّدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دُور تک مُشایَعت کی، ہمراہ رہے، سیّدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ میلوں تک ساتھ گئے۔

---

(١) "تاريخ دِمشق" حرف الزاي، الزبير بن العوام بن خُوَيلد بن أسد، ١٨/ ٤٠٩، ٤١٠.
(٢) "تاريخ الطَبَري" خلافة أمير المؤمنين علي بن أبي طالب رضي الله عنه، ٤/ ٤٢٩.

چلتے وقت حضرت سیّدہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجمع میں اِقرار فرمایا، کہ مجھ کو سیّدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نہ کسی قسم کی کدُورت پہلے تھی اور نہ اب ہے، ہاں ساس داماد میں کبھی کبھی جو بات ہو جایا کرتی ہے، اس سے مجھے انکار نہیں! حضرت سیّدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر ارشاد فرمایا: "لوگو! حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سچ کہہ رہی ہیں، خدا کی قسم! مجھ میں اور ان میں اس سے زیادہ اختلاف نہیں ہے!"[1] بہرحال چاہے کچھ بھی ہو «إِنَّهَا لَزَوْجَةُ نَبِيِّكُمْ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ»[2] "یہ دنیا وآخرت میں تمھارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زوجۂ محترمہ ہیں" (اور ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا)۔

اللہ اللہ! ان یارانِ پیکرِ صدق وصفا میں، باہمی رفق، مَوَدّت، عزّت، اِکرام، اور ایک دوسرے کے ساتھ یہ مُعاملۂ تعظیم واحترام! اور ان عقل سے بیگانوں اور نادان دوستوں کی حمایتِ علی کا یہ عالم، کہ اصحابِ رسول پر لعن طعن کو اپنا مذہب اور اپنا شِعار بنائیں! اور ان سے کدُورت ودشمنی کو، سیّدنا مَولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت وعقیدت ٹھہرائیں!"[3]۔(ولا حولَ ولا قوّۃَ اِلّا باللہ العلی العظیم!) ع

تیر اکھائیں تیرے غلاموں سے اُلجھیں ہیں منکرِ عجب کھانے غرّانے والے![4]

ام المؤمنین سیّدہ عائشہ کی پاکدامنی کا بیان

(۱۴) ربِ ذو الجلال کا ارشاد ہے: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ

---

(۱) انظر: "عمدة القاری شرح صحيح البخاری" كتاب الفرض الخمس، باب بركة الغازي في ماله حيّاً وميّتاً...، ذكر بيان قصة وقعة الجمل، ر: ۳۱۲۹، ۱۵/ ۵۰.

(۲) "صحيح البخاری" كتاب الفِتن، باب الفتنة التی تموج كموج البحر، ر: ۷۱۰۰، صـ۱۲۲٤.

(۳) "فتاوی رضویہ" کتاب العقائد والکلام، رسالہ "اعتقاد الأحباب في الجميل والمصطفى والآل والأصحاب" ۲۵۳/۱۸، ۲۵۴۔

(۴) "حدائق بخشش" حصّہ اوّل، ص۱۵۹۔

عَظِيْمٌ ﴾[1] "یقیناً وہ جو یہ بڑا بہتان لائے ہیں، تمہیں میں سے ایک جماعت ہے، اسے اپنے لیے بُرا نہ سمجھو، بلکہ وہ تمہارے لیے بہتر ہے! ان میں ہر شخص کے لیے وہ گناہ ہے جو اُس نے کمایا، اور ان میں وہ جس نے سب سے بڑا حصہ لیا، اس کے لیے بڑا عذاب ہے!"۔

امام ابنِ کثیر رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ "یہ آیات مبارکہ امّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالی عنہا کے بارے میں نازل ہوئیں، جس وقت منافقین نے آپ رضی اللہ تعالی عنہا پر بہتان باندھا، اس پر اللہ تعالی نے مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی قرابتداری کے سبب، آپ پر انعام فرماکر یہ آیاتِ مبارکہ نازل فرمائیں؛ تاکہ سرکار دوعالَم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی آبرو پر حرف نہ آئے۔ ان بہتان بازوں کی ایک تعداد تھی، اس بُرے کام میں سب سے پیش پیش منافقوں کا سردار، عبد اللہ بن اُبَی بن سَلول تھا، جس نے اپنی طرف سے باتیں گھڑ گھڑ کر لوگوں کے کان بھرے تھے، اور یہ چہ میگوئیاں قریب ایک مہینے تک جاری رہیں، یہاں تک کہ قرآنِ مجید کی یہ آیات مبارکہ نازل ہوئیں"[2]۔ اور اللہ تعالی کی طرف سے حضرت سیّدہ عائشہ صدّیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالی عنہا کی پاکدامنی کا بیان واضح کر دیا گیا۔

صحابۂ کرام کو زمین میں خلافت دی گئی

(۱۵) اللہ جَلَّ جلالہ کا ارشاد ہے: ﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَ لَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا﴾[3] "اللہ تعالی نے ان کو وعدہ دیا، کہ جو تم میں سے ایمان لائے اور اچھے کام کیے، ضرور انہیں (یعنی صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کو) زمین میں خلافت دے گا، جیسی ان سے پہلوں (یعنی حضرت داوٗد اور

---

(۱) پ ۱۸، النور: ۱۱.

(۲) "تفسير ابن كثير" النور، تحت الآية: ۱۱، ۳/ ۲۷۲، ۲۷۳ ملتقطاً.

(۳) پ ۱۸، النور: ۵۵.

حضرت سلیمان وغیرہ انبیائے کرام علیہم السلام) کودی، اور ضرور ان کے لیے جما دے گا ان کا وہ دین، جو ان کے لیے پسند فرمایا ہے، اور ضرور ان کے اگلے خوف کو امن سے بدل دے گا!"۔

علّامہ علی بن محمد خازن قدّس سرّہ ارشاد فرماتے ہیں: "وفي الآية دليلٌ على صحة خلافةِ أبي بكر الصِّديق والخلفاءِ الرّاشِدين بعدَه؛ لأنّ في أيّامِهم كانت الفُتوحات العظيمة، وفُتحت كُنوز كِسرى وغيرِه من المُلوك، وحصلَ الأمنُ والتمكينُ وظُهور الدّين عن سفينة"[1] "اس آیت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور آپ کے بعد والے خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خلافت حقّہ کی دلیل ہے؛ کیونکہ ان کے زمانے میں عظیم فتوحات ہوئیں، اور کسریٰ وغیرہ بادشاہوں کے خزانے مسلمانوں کے قبضے میں آئے، اور امن، قوّت، شوکت اور دین کا غلبہ حاصل ہوا"۔

اللہ تعالیٰ کے منتخب بندے

(۱۶) ربِ کریم نے ارشاد فرمایا: ﴿قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى﴾[2] "تم کہو کہ سب خوبیاں اللہ تعالیٰ کو ہیں، اور اس کے چُنے ہوئے (منتخب) بندوں پر سلام!"۔

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: «هُم أصحابُ محمّدٍ ﷺ»[3] کہ "وہ (منتخب بندے) اصحابِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں"۔

---

(۱) "تفسير الخازِن" پ ۱۸، النور، تحت الآية: ۵۵، ۳/ ۳۰۳.

(۲) پ ۱۹، النمل: ۵۹.

(۳) "تفسير ابن كثير" پ ۱۹، النمل، تحت الآية: ۵۹، ٦/ ۱۸۱. و"حلية الأولياء" سفيان الثوري، ۷/ ۷۷.

صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم شہادت کا انتظار کیا کرتے

(۱۷) رب تعالی کا ارشاد ہے: ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ﴾[1] "مسلمانوں میں کچھ وہ مرد ہیں، جنہوں نے سچا کر دیا جو عہد اللہ تعالی سے کیا تھا، تو ان میں کوئی اپنی منّت پوری کر چکا، اور کوئی راہ دیکھ رہا ہے"۔

یعنی حضرت سیّدنا عثمانِ غنی، حضرت سیّدنا طلحہ، حضرت سیّدنا سعید بن زید، حضرت سیّدنا حمزہ، اور حضرت سیّدنا مصعب وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عہد کیا، ان میں سے حضرت سیّدنا حمزہ، اور حضرت سیّدنا مصعب رضی اللہ تعالیٰ عنہما جیسے مجاہدین نے اپنی منّت پوری کر دی، اور حضرت سیّدنا عثمان اور حضرت سیّدنا طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما جیسے بزرگ حضرات شہادت کے انتظار میں ہیں۔

ذکرِ اہل بیت اَطہار اور دعائے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

(۱۸) اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾[2] "اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو! کہ تم سے ہر ناپاکی دُور فرما دے! اور تمہیں پاک کر کے خُوب ستھرا کر دے!"۔

جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی، تو حضرت سیّدہ اُم سلَمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک روایت میں ہے، کہ نبئ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سیّدنا امام حَسن سیّدنا امام حسین، سیّدنا مَولیٰ علی اور سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ایک چادر میں لے کر فرمایا: «اللَّهُمَّ هَؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي وَخَاصَّتِي، أَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ! وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيراً!» "اے اللہ! یہ میرے اہلِ بیت ہیں، ان سے گندگی دُور رکھ، اور انہیں خوب پاک صاف کر دے!"۔ حضرت سیّدہ اُمِّ سلَمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: یارسولَ اللہ! کیا میں بھی اِن کے ساتھ ہوں؟ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

(۱) پ ۲۱، الأحزاب: ۲۳.

(۲) پ ۲۲، الأحزاب: ۳۳.

«أَنْتِ عَلَى مَكَانِكِ، وَأَنْتِ على خَيْرٍ!»[1] "اہلِ بیت میں تمہاری تو اپنی جگہ ہے، اور تم بھی خیر پر ہو!"۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ اہلِ بیت میں نبی کریم ﷺ کی اَزواجِ مطہّرات، حضرت سیّدہ خاتونِ جنّت فاطمہ زہرا طیّبہ طاہرہ، حضرت سیّدنا علیِ مرتضیٰ اور حسنینِ کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب داخل ہیں۔

اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کا صحابہ پر درود بھیجنا

(۱۹) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿هُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْكُمْ وَ مَلٰٓىِٕكَتُهٗ لِیُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِؕ وَ كَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا﴾[2] "وہی ہے کہ درود بھیجتا ہے تم پر، وہ اور اس کے فرشتے، کہ تمہیں اندھیریوں سے اُجالے کی طرف نکالے، اور وہ مسلمانوں پر مہربان ہے!"۔

جلیل القدر صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شان

(۲۰) صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عظمت وشان کا اندازہ، اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے، کہ اللہ رب العزّت نے متعدّد آیاتِ قرآنیہ نازل فرما کر، ان حضرات کا مقام ومرتبہ بیان فرمایا، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّیْلِ سَاجِدًا وَّ قَآىِٕمًا یَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَ یَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ﴾[3] "وہ جس کی رات کی گھڑیاں گزریں فرمانبرداری میں، سجود وقیام کرتے، کیا وہ آخرت سے ڈرتا ہے؟ اور اپنے رب کی رحمت کی آس لگائے، کیا وہ نافرمانوں جیسا ہو جائے گا؟!"۔

---

(١) "سنن الترمذي" أبواب المناقب، باب في مناقب أهل بيت النّبي ﷺ، ر: ٣٧٨٧، صـ٨٥٩. [وقال أبو عيسى:] "وهذا حديثٌ غريبٌ من هذا الوجه". و"مستدرَك الحاكم" تفسير سورة الأحزاب، ر: ٣٥٥٨، ٢/ ٤٥١. [قال الحاكم:] "هذا حديثٌ صحيحٌ على شرط البخاري ولم يخرجاه. [وقال الذهبي:] "على شرط مسلم".

(٢) پ ٢٢، الأحزاب: ٤٣.

(٣) پ ٢٣، الزمر: ٩.

صحابۂ کرام پر اللہ تعالی کا دستِ قدرت

(۲۱) اللہ رب العزّت نے مصطفی جانِ رحمت ﷺ کے دست اقدس پر، صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کی بیعت کو اپنی بیعت قرار دیا، اور ان حضرات پر اپنا خاص کرم اور دستِ قدرت ہونے کو بیان فرمایا، ارشاد فرمایا: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ﴾[1] "وہ (صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم) جو تمہاری بیعت کرتے ہیں، وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں! ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے!"۔

اس آیت مبارکہ کا خلاصہ یہ ہے، کہ اے پیارے حبیب ﷺ! جو لوگ (یعنی صحابۂ کرام) آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں، وہ تو اللہ تعالی ہی سے بیعت کرتے ہیں؛ کیونکہ رسول ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کرنا، اللہ تعالی ہی سے بیعت کرنا ہے، اور جن ہاتھوں سے انہوں نے نبئ پاک ﷺ کی بیعت کا شرف حاصل کیا، ان پر اللہ تعالی کا دستِ قدرت ہے![2]۔

بیعتِ رضوان والے صحابۂ کرام کو رضائے الٰہی کی سند

(۲۲) اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ﴾[3] "یقیناً اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے، جب وہ اُس پیڑ کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے!"۔

اس آیت مبارکہ میں جس بیعت کا ذکر ہے، اس سے مراد بیعتِ رضوان ہے، جو حدَیبیہ کے مقام پر ہوئی، اس بیعت میں موجود تمام صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کو، تاجدارِ رسالت ﷺ کے ساتھ ان حضرات کے

---

(١) پ ٢٦، الفتح: ١٠.

(٢) انظر: "تفسير البغوي" پ ٢٦، الفتح، تحت الآية: ١٠، ٤/ ٢٢٤. و"التفسير الكبير" پ ٢٦، الفتح، تحت الآية: ١٠، ١٠/ ٧٣.

(٣) پ ٢٦، الفتح: ١٨.

صدق، اِخلاص اور وفاداری کے باعث، اللہ رب العزّت نے اپنی رِضا و خوشنودی کی سند عطا فرمادی![1] ؏

جاں نثارانِ بدر و اُحُد پر دُرود حق گزارانِ بیعت پہ لاکھوں سلام[2]

اصحابِ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کی صفت تَوریت واِنجیل میں

(۲۳) اللہ تعالی نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے پیارے صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم کا ذکر، نہ صرف قرآن مجید میں ارشاد فرمایا، بلکہ اس سے قبل نازل ہونے والی آسمانی کتب توریت وانجیل میں بھی، ان حضرات مقدّسہ کی عمدہ صفات بیان فرمائیں، جسے قرآن پاک میں اللہ تعالی نے یوں بیان فرمایا: ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا٘ سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ ۛۖ وَمَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ﴾[3]

"محمد اللہ کے رسول اور ان کے اصحاب رضی اللہ تعالی عنہم، کافروں پر سخت ہیں، اور آپس میں نرم دل ہیں، تم انہیں اللہ کا فضل ورِضا چاہتے ہوئے، رکوع کرتے، سجدے میں گرتے دیکھو گے! ان کی علامت ان کے چہروں میں سجدوں کا نشان ہے، یہ ان کی صفت تَوریت میں ہے، اور ان کی صفت اِنجیل میں ہے"۔

---

(۱) انظر: "تفسير الطبَري" پ ٢٦، الفتح، تحت الآية: ١٨، ٢٢/ ٢٢٣. و"التفسير الكبير" پ ٢٦، الفتح، تحت الآية: ١٨، ١٠/ ٧٩.

(۲) "حدائق بخشش" حصّہ دُوم ۲، ص۳۱۱۔

(۳) پ ٢٦، الفتح: ٢٩.

صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے دشمنی رکھنے والوں کے بارے میں حکمِ شریعت

علّامہ حافظ ابنِ کثیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ "امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ایک روایت ہے، کہ انہوں نے اس آیتِ مبارکہ کی رُو سے، اُن روافض کی تکفیر کی، جو صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے دشمنی رکھتے ہیں، اور ان سے جلتے ہیں، اور جو صحابۂ کرام سے جلے، وہ اس آیت مبارکہ کی بنیاد پر کافر ہے۔ اس پر علمائے کرام کے ایک گروہ نے ان کی مُوافقت کی ہے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فضائل، اور ان کی برائی کرنے سے ممانعت میں، احادیثِ مبارکہ بکثرت ہیں، ان حضرات کی عظمتِ شان کے لیے، اللہ تعالی کی طرف سے تعریفی کلمات ہی کافی ہیں، اور اللہ تعالی ان سے راضی ہے!"[1]۔

متقی، پرہیزگار اور مبارک ہستیاں

(۲۴) اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِندَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ﴾[2] "یقیناً وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ کے پاس، وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیزگاری کے لیے پرکھ لیا ہے، ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے!"۔ یعنی ان مقدّس حضرات کے دلوں کو، اللہ تعالی تقوی و پرہیزگاری کے لیے منتخب فرما چکا!۔

جب یہ آیت مبارکہ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ﴾[3] نازل ہوئی، تو حضرت سیّدنا ابوبکر صدّیق و حضرت سیّدنا عمر فاروق، اور کچھ دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے، بہت احتیاط لازم کر لی، اور مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بہت ہی پست آواز سے عرض و معروض کرتے، ان مبارک ہستیوں کی شان میں یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی[4]۔ ان حضرات کے عمل کو سراہتے ہوئے ارشاد

---

(١) "تفسير ابن كثير" پ ٢٦، الفتح، تحت الآية: ٢٩، ٧/ ٣٦٢.

(٢) پ ٢٦، الحجرات: ٣.

(٣) پ ٢٦، الحجرات: ٢.

(٤) انظر: "تفسير الخازن" پ ٢٦، الحجرات، تحت الآية: ٣، ٤/ ١٧٦.

فرمایا گیا کہ "بے شک جو لوگ ادب اور تعظیم کے طور پر، رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو، اللہ تعالی نے پرہیزگاری کے لیے پرکھ لیا ہے، ان کے لیے آخرت میں بخشش اور بڑا ثواب ہے"[۱] ؏

صدیق و عمر عثمان و علی اور ان کے سِوا اَصحابِ نبی　　قربان رہے آقا پہ سبھی کی خوب رَفاقت کیا کہنا![۲]

صحابۂ کرام کے دلوں میں ایمان راسخ کر دیا گیا ہے

(۲۵) ارشاد فرمایا: ﴿وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَ زَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَ كَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ﴾[۳] "اللہ تعالی نے تمہیں ایمان پیارا کر دیا، اور اسے تمہارے دلوں میں آراستہ کر دیا، اور کفر اور حکم عدولی اور نافرمانی تمہیں ناگوار کر دیے"۔

دنیا وآخرت میں سبقت لے جانے والے خوش نصیب لوگ

(۲۶) اللہ رب العالمین ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ﴾[٤] "جو سبقت لے گئے، وہ تو سبقت ہی لے گئے!" ۔ یہاں وہ لوگ مراد ہیں، جو ہجرت اور اسلام میں سبقت کرنے والے ہیں، وہ آخرت میں بھی جنّت کی طرف سبقت کریں گے"۔ یعنی سب سے بلند وبالا مَراتب پر ہوں گے۔

---

(١) "تفسير البيضاوي" پ ٢٦، الحجرات، تحت الآية: ٣، ٥/ ١٣٣. و"تفسير الجلالين" پ ٢٦، الحجرات، تحت الآية: ٣، ١/ ٦٨٥.

(۲) "قبالۂ بخشش" صـ۲۱۔

(٣) پ ٢٦، الحجرات: ٧.

(٤) پ ٢٧، الواقعة: ١٠.

راہِ خدا میں خرچ کرنے اور جہاد میں حصہ لینے والوں کا رُتبہ

(۲۷) ربّ کریم جو عالمُ الغیب والشہادہ ہے، اس نے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کی دو ۲ قسمیں ارشاد فرمائیں: (۱) مؤمنین قبل الفتح، جنہوں نے فتحِ مکّہ سے پہلے راہِ خدا میں خرچ اور جہاد کیا، (۲) اور مؤمنین بعد الفتح، جنہوں نے بعد میں راہِ خدا میں خرچ اور جہاد کیا۔

فریقِ اوّل کو فریقِ دُوم پر افضلیت عطا فرمائی: ﴿لَا یَسْتَوِیْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ اُولٰٓىٕكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْا﴾[۱] "تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتحِ مکّہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا، وہ مرتبہ میں اُن سے بڑے ہیں، جنہوں نے فتح کے بعد خرچ اور جہاد کیا"۔

اور ساتھ ہی فرما دیا: ﴿وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى﴾[۲] "دونوں فریق سے اللہ تعالی نے بھلائی (جنّت) کا وعدہ فرما لیا"۔ اور ان کے افعال پر جاہلانہ نکتہ چینی کا دروازہ بھی بند فرما دیا؛ کہ ساتھ ہی ارشاد ہوا: ﴿وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ﴾[۳] "اللہ تعالی کو تمہارے اعمال کی خوب خبر ہے"۔ یعنی جو کچھ تم کرنے والے ہو مستقبل میں، وہ سب جانتا ہے، اس کے باوجود تم سب سے بھلائی (جنّت) کا وعدہ فرما چکا، چاہے سابقین ہوں یا لاحقین! ع

مؤمنیں پیشِ فتح وپسِ فتح سب اہلِ خیر وعدالت پہ لاکھوں سلام[۴]

---

(۱) پ ۲۷، الحدید: ۱۰.

(۲) پ ۲۷، الحدید: ۱۰.

(۳) پ ۲۷، الحدید: ۱۰.

(۴) "حدائق بخشش" حصّہ دُوم ۲، ص۳۱۳۔

رضائے الٰہی کی خاطر ہجرت کرنے والے سچے لوگ

(۲۸) اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: ﴿ لِلۡفُقَرَآءِ الۡمُهٰجِرِيۡنَ الَّذِيۡنَ اُخۡرِجُوۡا مِنۡ دِيَارِهِمۡ وَ اَمۡوَالِهِمۡ يَبۡتَغُوۡنَ فَضۡلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضۡوَانًا وَّ يَنۡصُرُوۡنَ اللّٰهَ وَ رَسُوۡلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوۡنَ ﴾[1] "ان فقیر (غریب ونادار) ہجرت کرنے والوں کے لیے، جو اللہ کا فضل اور اس کی رِضا چاہتے ہیں، اور اللہ ورسول کی مدد کرتے ہیں، اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے (ان کے لیے یہ انعام ہے کہ) وہی لوگ سچے ہیں!"۔

اس آیت مبارکہ میں ان مہاجر صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کو، اللہ رب العالمین سچے لوگ قرار دے رہا ہے، جن کے گھروں اور مالوں پر کفّارِ مکّہ نے قبضہ کر لیا، اور اس کے باوُجود ان کا حال یہ ہے، کہ وہ اپنے جان ومال سے دین کی حمایت میں لگے ہیں، اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی مدد کرتے ہیں، وہی لوگ ایمان اور اِخلاص میں سچے ہیں[2]۔

اپنے دل میں صحابۂ کرام کے لیے کینہ یا دشمنی رکھنے کی ممانعت

(۲۹) رب تعالی کا ارشاد ہے: ﴿ وَالَّذِيۡنَ جَآءُوۡ مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ يَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَا اغۡفِرۡ لَنَا وَلِاِخۡوَانِنَا الَّذِيۡنَ سَبَقُوۡنَا بِالۡاِيۡمَانِ وَلَا تَجۡعَلۡ فِىۡ قُلُوۡبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا ﴾[3] "وہ جو اِن (مہاجرین وانصار) کے بعد آئے، عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں اور ہمارے بھائیوں کو بخش دے، جو ہم سے پہلے ایمان لائے! اور ہمارے دل میں ایمان والوں (یعنی اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) کی طرف سے کینہ نہ رکھ!"۔

میرے عزیزو! اس آیت مبارکہ کے مفہوم میں، مہاجرین وانصار کے بعد آنے والوں میں، قیامت تک پیدا ہونے والے تمام مسلمان داخل ہیں، اور ان سے پہلے ایمان لانے والوں میں، تمام صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم داخل ہیں۔

---

(۱) پ ۲۸، الحشر: ۸.

(۲) انظر: "تفسير الخازِن" پ ۲۸، الحشر، تحت الآية: ۸، ٤/ ۲۷۰.

(۳) پ ۲۸، الحشر: ۱۰.

اس آیت مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا، کہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لیے اپنے دل میں کینہ وعداوت نہ رکھنا، ایمان کی علامت ہے، اور ان مقدّس ہستیوں کے لیے، اپنے دل میں بغض سے بچنے کی دعا کرنا، مسلمانوں کا طریقہ ہے۔

رضائے الٰہی کے حصول کی خاطر اپنی جان کا سودا کرنے والے صحابی

(۳۰) اللہ عزّوجلّ نے ارشاد فرمایا: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللهِ﴾[1] "کوئی آدمی اپنی جان اللہ کی مرضی چاہنے میں بیچتا ہے"۔ اس آیتِ مبارکہ میں صحابیٔ رسول، حضرت سیّدنا صہیب بن سنان رُومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف وتوصیف کا بیان ہے، جنہوں نے اسلام کی خاطر اپنا مال قربان کر دیا۔ ابن جریج رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "نزلت في صهيب بن سنان وأبي ذرٍّ"[2] "یہ آیت سیّدنا صہیب بن سنان رُومی، اور سیّدنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شان میں نازل ہوئی"۔

اللہ تعالی کے پیارے بندے

(۳۱) ربِ کریم ارشاد فرماتا ہے: ﴿فَسَوْفَ يَأْتِي اللهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۡ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ﴾[3] "تو عنقریب اللہ تعالی ایسے لوگ لائے گا، جو اللہ کے پیارے ہیں اور اللہ ان کا پیارا ہے، وہ مسلمانوں پر نرم اور کافروں پر سخت ہیں، اللہ کی راہ میں لڑیں گے، اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کریں گے!"۔

---

(۱) پ ۲، البقرة: ۲۰۷.

(۲) "المعجم الكبير" للطَبَراني، باب الصاد، صهيب بن سنان بن مالك، ر: ۷۲۸۹، ۸/ ۲۹. و"مستدرَك الحاكم" كتاب معرفة الصحابة، ذكر مناقب صهيب بن سنان مولى رسول الله ﷺ، ر: ۵۷۰۷، ۳/ ٤٥۳. و"مجمع الزوائد" كتاب التفسير، باب سورة البقرة، ر: ۱۰۸٥٦، ٦/ ۳۱۸. [قال الهيثمي:] "رواه الطَبَراني ورجالُه ثِقات إلى ابن جريج".

(۳) پ ٦، المائدة: ٥٤.

اس آیت مبارکہ سے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ اور ان کے وہ ساتھی مراد ہیں، جنہوں نے نبئ کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے بعد مرتد ہونے والوں اور زکاۃ کے منکِروں پر جہاد کیا"[1]۔

صحابۂ کرام کی معیّت اختیار کرنے کا حکم

(۳۲) ارشاد فرمایا: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ﴾[2] "اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو! اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ!"۔ حضرت ضحّاک رحمہ اللہ اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ "اس میں سچوں سے مراد حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق، سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہما اور ان کے رُفقاء ہیں"[3]۔

صحابہ سے اللہ راضی، اور وہ اللہ سے راضی

(۳۳) ربّ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ وَ اَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾[4] "سب میں اگلے پہلے مُہاجرین واَنصار، اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیروکار ہوئے، اللہ اُن سے راضی اور وہ اللہ سے راضی ہیں، اور ان کے لیے باغات تیار کر رکھے ہیں، جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گے، یہی بڑی کامیابی ہے!"۔

امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا قدس سرہ ارشاد فرماتے ہیں کہ "اگر صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کے دلوں میں کھوٹ، نیّتوں میں فتور، اور مُعاملات میں فتنہ وفساد ہوتا (جیسا کہ بعض نادان لوگ خیال کرتے ہیں) تو "رضی اللہ عنہم" کے کوئی معنی ہی نہیں، صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کے عند اللہ مرضی وپسندیدہ ہونے کے معنی یہی تو

---

(١) انظر: "تفسير الطبَري" پ ٦، المائدة، تحت الآية: ٥٤، ٨/ ٥١٩. و"تفسير النَّسَفي" پ ٦، المائدة، تحت الآية: ٥٤، ١/ ٤٥٤. و"تفسير الخازِن" پ ٦، المائدة، تحت الآية: ٥٤، ٢/ ٥٤.

(٢) پ ١١، التوبة: ١١٩.

(٣) "تفسير ابن أبي حاتم" والوجه الثالث، ر: ١٠٠٩٨، ٦/ ١٩٠٦.

(٤) پ ١١، التوبة: ١٠٠.

ہیں، کہ وہ مَولائے کریم عزّوجلّ ان کے ظاہر وباطن سے راضی ہے، ان کی نیتوں اور مافی الضمیر سے خوش ہے، اور ان کے اَخلاق واعمال بارگاہِ الٰہی میں پسندیدہ ہیں"[1]۔

افضلِ صحابہ سے دشمنی رکھنے اور انہیں بُرا کہنے والا، رُسوائے زمانہ گروہِ روافض

حافظ ابنِ کثیر رحمۃ اللہ علیہ اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالی عظیم وکبیر خبر دیتا ہے، کہ وہ سابقینِ اوّلین مُہاجر واَنصار سے راضی ہے، اور اُن سے بھی راضی ہے جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیَرو کار ہوئے۔ افسوس اُن پر ہے جو اِن سے دشمنی رکھیں، انہیں بُرا کہیں، یا ان میں سے کسی ایک کو بھی بُرا کہیں، یا اس سے دشمنی رکھیں، خصوصًا جو تمام صحابۂ اَنصار ومُہاجرین کے سردار، سب سے بہتر وافضل، صدیقِ اکبر، خلیفۂ رسول اللہ، حضرت ابوبکر بن ابی قُحافہ رضی اللہ تعالی عنہ سے بُغض وعداوت رکھے، یا ان کی شان میں گستاخی کا کوئی کلمہ کہے، اللہ تعالی اُس سے ناراض ہے۔ رُسوائے زمانہ رافضیوں کا بدترین گروہ، افضلِ صحابہ صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کو بُرا کہتا ہے، ان سے دشمنی رکھتا ہے، اللہ تعالی ہمیں اس سے اپنی پناہ میں رکھے! یہی بات دلیل ہے اس پر کہ ان کی عقلیں اُلٹی ہیں، اور ان کے دل اَوندھے ہیں، انہیں قرآن پر ایمان کہاں؟! جبکہ یہ لوگ ان صحابہ پر تبرّا (گالی گلوچ) بھیجتے ہیں، جن کے بارے میں قرآنِ کریم میں، اللہ تعالی کی رضا کا اِظہار کُھلے لفظوں میں بیان کیا گیا ہے، ہاں اہلِ سنّت ان سے راضی ہیں، جن سے اللہ تعالی راضی ہے!"[2] ع

ذِکر روکے، فضل کاٹے، نَقص کا جُویاں رہے پھر کہے مَردَک کہ ہوں اُمّت رسولُ اللہ کی[3]

(۱) "فتاوی رضویہ" کتاب العقائد والکلام، ۱۸/۲۵۴۔

(۲) "تفسير ابن كثير" التوبة، تحت الآية: ۱۰۰، ٤/ ۱۷۷، ۱۷۸.

(۳) "حدائق بخشش" حصّہ دُوم ۲، صـ ۱۵۲۔

فصل ۲

حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حدیثِ نبوی کی رَوشنی میں

سب سے بہتر زمانہ

(۱) حضرت سیّدنا عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي»[۱] "لوگوں میں سب سے بہتر میرا زمانہ ہے"۔ حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں: قَوله: "قَرني" أي: أَصْحَابِي[۲] (حدیث پاک میں) مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان: "میرا زمانہ" سے مراد "میرے اصحاب" ہیں۔

اُمّت کے بہترین لوگ

(۲) حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «خَيْرُ أُمَّتِي: القَرْنُ الَّذِيْ بُعِثْتُ فِيْهِمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ!»[۳] "میری اُمّت کے بہترین لوگ،

---

(۱) "صحيح البخاري" كتاب الرقاق، باب ما يحذر من زهرة الدنيا والتنافُس فيها، ر: ٦٤٢٩، صـ١١١٦. و"صحيح مسلم" كتاب فضائل الصّحابة، باب فضل الصّحابة، ثمّ الذين يلونهم، ثمّ الذين يلونهم، ر: ٦٤٧٢، صـ١١١١. و"سنن الترمذي" أبواب المناقب، باب ما جاء في فضل مَن رأى النبيَّ صلى الله تعالى عليه وسلم وصحبه، ر: ٣٨٥٩، صـ٨٧٢. [قال أبو عيسى:] "هذا حديثٌ حسنٌ صحيح".

(۲) "هَديُ السّاري مقدّمة فتح الباري" الفصل ٥، حرف القاف، صـ٢٣٥.

(۳) "مسند الإمام أحمد" مسند أبي هريرة رضي الله تعالى عنه، ر: ٧١٢٣، ١٢/ ٢٠. و"صحيح مسلم" كتاب فضائل الصحابة، باب فضل الصّحابة، ر:٦٤٧٣، صـ١١١١. و"شرح السنّة" للبَغَوي كتاب فضائل الصّحابة، باب خير القُرون، ر: ٣٨٥٨، ١٤/ ٦٧.

اس زمانہ کے ہیں جس میں، میں تشریف لایا، پھر وہ لوگ جو اُن کے بعد ہیں!"۔

صحابۂ کرام کی برکت سے جہاد میں فتح

(۳) حضرت سیّدنا ابوسعید خُدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، اللہ کے حبیب صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: «يَأْتِي زَمَانٌ يَغْزُو فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ فَيُقَالُ: فِيكُمْ مَنْ صَحِبَ النَّبِيَّ ﷺ؟ فَيُقَالُ: نَعَمْ، فَيُفْتَحُ عَلَيْهِ. ثُمَّ يَأْتِي زَمَانٌ فَيُقَالُ: فِيكُمْ مَنْ صَحِبَ أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ؟ فَيُقَالُ: نَعَمْ، فَيُفْتَحُ. ثُمَّ يَأْتِي زَمَانٌ فَيُقَالُ: فِيكُمْ مَنْ صَحِبَ صَاحِبَ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ؟ فَيُقَالُ: نَعَمْ، فَيُفْتَحُ»[1].

"ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ کچھ لوگ جہاد کریں گے، توان سے پوچھا جائے گا، کہ کیا تم میں کوئی ایسا ہے جس نے اللہ کے رسول صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کی صحبت پائی ہو؟ (یعنی تم میں کوئی صحابیٔ رسول صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم ہے؟) وہ کہیں گے: جی ہاں، توانہیں فتح نصیب ہوگی۔ پھر لوگوں پر ایک زمانہ وہ آئے گا کہ جہاد کریں گے، توان سے پوچھا جائے گا، کہ کیا تم میں کوئی ایسا ہے جس نے کسی صحابی کی صحبت پائی ہو؟ (یعنی تم میں کوئی تابعی ہے؟) وہ کہیں گے: جی ہاں، تو انہیں بھی فتح نصیب ہوگی۔ پھر لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ جہاد کریں گے، توان سے کہا جائے گا کہ کیا تم میں کوئی ایسا ہے، جس نے کسی تابعی کی صحبت پائی ہو؟ (یعنی تم میں کوئی تبع تابعی ہے؟) وہ کہیں گے: جی ہاں، تب انہیں بھی فتح ملے گی!"۔

اُمّت کی ڈھال

(۴) مصطفٰی جانِ رحمت صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: «النُّجُومُ أَمَنَةٌ لِلسَّمَاءِ، فَإِذَا ذَهَبَتِ النُّجُومُ أَتَى السَّمَاءَ مَا تُوعَدُ! وَأَنَا أَمَنَةٌ لِأَصْحَابِي، فَإِذَا ذَهَبْتُ أَتَى أَصْحَابِي مَا يُوعَدُونَ!

---

(۱) "صحيح البخاري" كتاب الجهاد والسير، باب من استعان بالضعفاء ...إلخ، ر: ٢٨٩٧، صـ٤٧٩.
و"صحيح مسلم" كتاب فضائل الصحابة، باب فضل الصحابة، ر: ٦٤٦٧، صـ١١١٠.

وَأَصْحَابِي أَمَنَةٌ لِأُمَّتِي، فَإِذَا ذَهَبَ أَصْحَابِي أَتَى أُمَّتِي مَا يُوعَدُونَ!»[1] "ستارے آسمان کے لیے حفاظت کا سامان ہیں، جب ستارے ختم ہو جائیں گے تو جس چیز کا وعدہ ہے، وہ (یعنی قیامت) آسمان پر آپڑے گی! اور میں اپنے صحابہ کے لیے ڈھال ہوں، جب میں چلا جاؤں گا تو میرے صحابہ پر بھی، وہ وقت آئے گا جس کا اُن سے وعدہ ہے! اور میرے صحابہ میری امّت کے لیے ڈھال ہیں، جب میرے صحابہ چلے جائیں گے، تو میری امّت پر وہ وقت آئے گا جس کا اُن سے وعدہ ہے!"۔یعنی شُرور، فتن اور فسادات۔

صحابۂ کرام کے بارے میں خوب لحاظ رکھنا ہے

(۵) حضرت سیّدنا عمر بن خطّاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «احْفَظُونِي فِي أَصْحَابِي، ثُم الَّذِينَ يَلُوْنَهُمْ»[2] "میرے اصحاب کے بارے میں میرا لحاظ رکھو! پھر ان لوگوں میں جو صحابہ کے بعد ہیں!"۔

سنّتِ رسول اور خلفائے راشدین کا طریقہ اپنانے کی ضرورت

(۶) حضرت سیّدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک دن صبح کی نماز کے بعد، ہمیں نہایت ہی بلیغ وعظ فرمایا، جس سے آنکھیں بہہ پڑیں اور دل لرز گئے، ایک شخص نے عرض کی کہ یہ تو رخصت ہونے والے شخص کے وعظ جیسا ہے، یا رسولَ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ ہمیں کس بات کا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا: «أُوصِيكُمْ بِتَقْوَى اللهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ! وَإِنْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ؛ فَإِنَّهُ مَنْ

---

(۱) "مسند الإمام أحمد" مسند الكوفيين، حديث أبي موسى الأشعري، ر: ١٩٥٦٦، ٣٢/ ٣٦٥. و"صحيح مسلم" كتاب فضائل الصحابة رضي الله عنهم، باب بيان أنّ بقاءَ النّبي ﷺ أمانٌ لأصحابه، وبقاءُ أصحابه أمانٌ للأمّة، ر: ٦٤٦٦، صـ١١١٠. و"صحيح ابن حِبّان" باب فضل الصحابة والتابعين، ذكر البيان بأنّ الله ﷻ جعل صَفِيَّه ﷺ أَمَنَةَ أصحابه، وأصحابَه أمنةَ أمّته، ر: ٧٢٤٩، ١٦/ ٢٣٤.

(۲) "مستدرَك الحاكم" كتاب العلم، ومنهم يحيى بن أبي المطاع القرشي، ر: ٣٩٠، ١/ ١٩٩. [وقال الذهبي:] "وهذا صحيحٌ".

يَعِشْ مِنْكُمْ يَرَى اختِلافًا كثيراً، وإيَّاكم وَمُحْدَثَاتِ الأمُورِ؛ فَإِنَّهَا ضَلالَةٌ! فَمَنْ أَدْرَكَ ذَلِكَ مِنْكُمْ، فَعَلَيْهِ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ المَهْدِيِّين، عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ!»[1] "میں تمہیں اللہ عزّوجلّ سے ڈرتے رہنے، اور امیر کی اطاعت وفرمانبرداری کا حکم دیتا ہوں، اگرچہ وہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو! بے شک تم میں سے جو زندہ رہے گا وہ بہت اختلاف دیکھے گا، (خلافِ شریعت) نئی باتوں سے بچتے رہنا؛ کیونکہ یہ گمراہی ہے! تم میں سے جو شخص وہ زمانہ پائے، اس پر میری سنّت اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کا طریقہ اختیار کرنا لازم ہے! اس بات کو مضبوطی سے تھامے رکھنا!"۔

صحابۂ کرام کا وُجود بروزِ قیامت، نُورانیت اور رَہنمائی کا باعث

(۷) تاجدارِ رسالت ﷺ نے ارشاد فرمایا: «مَا مِنْ أَحَدٍ مِنْ أَصْحَابِي يَمُوتُ بِأَرْضٍ، إلّا بُعِثَ قَائِداً وَنُوراً لَهُمْ يَوْمَ القِيَامَةِ!»[2] "جب کسی جگہ میرا کوئی صحابی وفات پاتا ہے، تو اُسے اس علاقہ کے لوگوں کے لیے بروزِ قیامت، قائد اور نُور بنا کر لایا جائے گا"۔

نبئ کریم ﷺ اور صحابۂ کرام کی زیارت، جہنم سے بچاؤ کا ذریعہ ہے

(۸) امام ترمذی قدّس سرّہ نے حضرت سیّدنا جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی، نبئ کریم ﷺ نے ارشاد

---

(۱) "سنن الترمذي" أبواب العلم، باب ما جاء في الأخذ بالسنة واجتناب البدع، ر: ٢٦٧٦، صـ٦٠٧. [قال أبو عيسى:] "هذا حديثٌ حسنٌ صحيح".

(۲) "سنن الترمذي" كتاب المناقب، باب فيمن سبّ أصحاب النبي ﷺ، ر: ٣٨٦٥، صـ٨٧٣. [قال أبو عيسى:] "هذا حديثٌ غريب، ورُوي هذا الحديثُ عن عبد الله بن مسلم أبي طيبة، عن ابن بريدة، عن النّبي ﷺ مرسَلاً، وهذا أصَح". ولفظه: «مَن ماتَ من أصحابي بأرضٍ، كان نورُهم وقائدُهم يومَ القيامة!». ["فوائد تمام" أحاديث جميع بن ثوب الرحبي، ر: ٢٥١، ١/١٠٧].

فرمایا: «لاَ تَمَسُّ النَّارُ مُسْلِمًا رَآنِي أَوْ رَأَى مَنْ رَآنِي!»[۱] "اُس مسلمان کو آگ نہیں چُھوئے گی، جس نے مجھے دیکھا، یا میرے دیکھنے والے (یعنی صحابہ) کو دیکھا!"۔

ایمان کی نشانی اور بُغض وعداوت کی علامت

(۹) نبئ رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا: «آيَةُ الإِيمَانِ حُبُّ الأَنْصَارِ، وَآيَةُ النِّفَاقِ بُغْضُ الأَنْصَارِ»[۲] "انصار (صحابہ) سے محبت ایمان کی نشانی ہے، اور انصار (صحابہ) سے بُغض وعداوَت نِفاق کی علامت ہے"۔

حقیقی مؤمن کی پہچان

(۱۰) حضرت سیّدنا بَراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبئ کریم سے سنا ہے: «الأَنْصَارُ لاَ يُحِبُّهُمْ إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلَا يُبْغِضُهُمْ إِلَّا مُنَافِقٌ، فَمَنْ أَحَبَّهُمْ أَحَبَّهُ اللهُ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ أَبْغَضَهُ اللهُ!»[۳] "انصار (صحابہ) سے صرف مؤمن ہی محبت کرے گا، اور ان سے صرف مُنافق ہی بغض (دشمنی) رکھے گا، توجوان سے محبت کرے، اس سے اللہ تعالی محبت فرمائے گا، اور جواِن سے بُغض رکھے

---

(۱) "سنن الترمذي" كتاب المناقب، باب ما جاء في فضل مَن رأى النبيَّ ﷺ، ر: ۳۸۵۸، صـ۸۷۲. [قال أبو عيسى:] "هذا حديثٌ حسنٌ غريب، لا نعرفه إلّا من حديث موسى بن إبراهيم الأنصاري، وروى علي بن المدِيني وغيرُ واحدٍ من أهل الحديث، عن موسى هذا الحديث". و"الأحاديث المختارة" للمقدسي، عبد الله بن بسر، ر: ۸۷، ۹/ ۹۹.

(۲) "صحيح البخاري" كتاب الإيمان، باب: علامة الإيمان حبّ الأنصار، ر: ۱۷، صـ٦. و"صحيح مسلم" كتاب الإيمان، باب الدليل على أنّ حبَّ الأنصار وعلي رضي الله عنهم من الإيمان وعلاماته، ر: ۲۳۵، صـ۵۰. و"سنن النَّسائي" كتاب الإيمان وشرائعه، علامة الإيمان، ر: ۵۰۲۲، صـ٦۸۹.

(۳) "صحيح البخاري" كتاب مناقب الأنصار، باب حبّ الأنصار من الإيمان، ر: ۳۷۸۳، صـ٦۳۵.

گا، اس سے اللہ تعالی بُغض رکھے گا!"۔ تو معلوم ہوا کہ انصار (صحابہ) کی محبت نشانِ ایمان ہے، اور ان سے بُغض (عداوت ودشمنی) رکھنا، بے ایمان لوگوں کا کام ہے۔

صحابۂ کرام کی عزّت وتکریم ضروری ہے

(۱۱) حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: «أَكْرِمُوا أَصْحَابِي؛ فَإِنَّهُمْ خِيَارُكُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ!»[1] "میرے اصحاب کی عزّت کرو! کیونکہ وہ تم میں سے بہترین لوگ ہیں، پھر وہ جواُن کے بعد ہیں!" یعنی تابعین کِرام۔

صحابہ کی موجودگی تک لوگ خیر سے رہیں گے

(۱۲) رسولِ کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «لا تَزَالُونَ بِخَيْرٍ مَادَامَ فِيكُمْ مَنْ رَآنِي وَصَاحَبَنِي. وَاللهِ! لا تَزَالُونَ بِخَيْرٍ مَادَامَ فِيكُمْ مَنْ رَأَى مَنْ رَآنِي، وَصَاحَبَ مَنْ صَاحَبَنِي. وَاللهِ! لا تَزَالُونَ بِخَيْرٍ مَادَامَ فِيكُمْ مَنْ رَأَى مَنْ رَأَى مَنْ رَآنِي، وَصَاحَبَ مَنْ صَاحَبَ مَنْ صَاحَبَنِي»[2] "تم لوگ اس وقت تک خیر سے رہوگے، جب تک تم میں وہ شخص رہے گا، جس نے مجھے دیکھا اور میری صحبت پائی (یعنی صحابی)۔ اللہ کی قسم! تم لوگ اس وقت تک خیر سے رہوگے،

---

(۱) "السنن الكُبرى" للنَّسائي" كتاب عشرة النساء، ذكر اختلاف ألفاظ الناقلين لخبر عمر فيه، ر: ۹۱۸۲، ۸/ ۲۸۷. و"الإبانة الكبرى" لابن بطّة، باب ذكر ما أمر به النّبي صلى الله عليه وسلم من لُزوم الجماعة والتحذير من الفرقة، ر: ۱۱٤، ۱/ ۲۸٥. و"الأمالي المطلقة" لابن حجر، ۸۹- ثمّ أملانا، ۱/ ٦۳، ٦٤. حديثٌ صحيح. و"هداية الرُّواة" لابن حجر، كتاب المناقب، باب مناقب الصحابة، ر: ٥۹٥۷، ٥/ ۳۸۹. [قال ابن حجر:] "عن عمر بسندٍ صحيح".

(۲) "مصنَّف ابن أبي شَيبة" كتاب الفضائل، ما ذكر في الكف عن أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، ر: ۳۲٤۱۷، ٦/ ٤۰٥. و"المعجم الكبير" باب الواو، عبد الله بن عامر اليحصبي عن واثلة، ر: ۲۰۷، ۲۲/ ۸٥. و"فتح الباري" لابن حجر، قوله: باب فضائل أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم، ر: ۳٦٤۹، ۷/ ٥. [قال ابن حجر:] "أخرجه ابن أبي شَيبة، وإسنادُه حَسن".

جب تک تم میں وہ شخص رہے گا، جس نے میرے صحابی کو دیکھا اور اس کی صحبت پائی (یعنی تابعی)۔ خدا کی قسم! تم لوگ اس وقت تک خیر سے رہوگے، جب تک تم میں وہ شخص موجود ہے، جس نے کسی تابعی کو دیکھا اور اس کی صحبت پائی (یعنی تبع تابعی)"۔

قلبِ سرکار ﷺ کے بعد، صحابہ کے دل سب سے عمدہ ہیں

(۱۳) حضرت سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: «إِنَّ اللهَ نَظَرَ فِي قُلُوبِ الْعِبَادِ، فَوَجَدَ قَلْبَ مُحَمَّدٍ ﷺ خَيْرَ قُلُوبِ الْعِبَادِ، فَاصْطَفَاهُ لِنَفْسِهِ، فَابْتَعَثَهُ بِرِسَالَتِه، ثُمَّ نَظَرَ فِي قُلُوبِ الْعِبَادِ بَعْدَ قَلْبِ مُحَمَّدٍ، فَوَجَدَ قُلُوبَ أَصْحَابِهِ خَيْرَ قُلُوبِ الْعِبَادِ، فَجَعَلَهُمْ وُزَرَاءَ نَبِيِّه، يُقَاتِلُونَ عَلَى دِينِه. فَمَا رَأَى الْمُسْلِمُونَ حَسَنًا، فَهُوَ عِنْدَ اللهِ حَسَنٌ، وَمَا رَأَوْا سَيِّئاً فَهُوَ عِنْدَ اللهِ سَيِّئٌ»[1].

"اللہ تعالیٰ نے بندوں کے دلوں پر نظر فرمائی، تو جنابِ محمد ﷺ کا دل، تمام بندوں کے دلوں سے بہترین پایا، تو انہیں اپنے لیے منتخب فرمالیا، اور حضور کو اپنا رسول بناکر بھیجا۔ پھر قلبِ محمد ﷺ کے بعد قلوبِ بندگاں ملاحظہ فرمائے، تو (بعد انبیاء) اصحابِ محمد ﷺ کے دل سب سے عمدہ پائے، لہٰذا انہیں اپنے حبیب ﷺ کا وزیر بنالیا، جو اِس کے دین کی حفاظت کے لیے قِتال (جہاد) کرتے

---

(١) "مسند الإمام أحمد" مسند عبد الله بن مسعود، ر: ٣٦٠٠، ٦/ ٨٤. و"الشّريعة" للآجرّي، كتاب الإيمان والتصديق بأنّ الجنّةَ والنّارَ مخلوقتان، باب ذكر فضل جميع الصّحابة، ر: ١١٤٦، ٤/ ١٦٧٦. و"المعجم الكبير" للطَبَراني، خطبة ابن مسعود ومن كلامه، ر: ٨٥٨٢، ٩/ ١١٢. و"مستدرَك الحاكم" كتاب معرفة الصحابة، أمّا حديث ضمرة وأبو طلحة، ر: ٤٤٦٥، ٣/ ٨٣، ومن طريق أحمد رواه الحاكم وقال: "هذا حديثٌ صحيحُ الإسناد ولم يخرجاه، وله شاهدٌ أصَح منه، إلّا أنّ فيه إرسالاً". [وقال الذّهبي:] "صحيح". و"الأمالي المطلقة" لابن حجر، ثمّ أملأنا، ١/ ٦٥. [وقال العسقلاني:] "هذا حديثٌ حسن".

ہیں۔ تو جس چیز کو مسلمانوں کی اکثریت اچھا جانے، وہ اللہ تعالی کے ہاں بھی اچھی ہے، اور جس چیز کو مسلمانوں کی اکثریت بُرا جانے، وہ اللہ عزّوجلّ کے نزدیک بھی بُری ہے"۔

فصل ۳

عظمتِ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم اقوالِ علماء کی رَوشنی میں

صحابۂ کرام کے ذکرِ خیر کی برکتیں

(۱) حضرت عوّام بن حوشب رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں: "اذكروا محَاسِن أصحاب محمدٍ تأتلف عليه قلوبُكم، ولا تذكروا غيرَه فتحرشوا النّاس عليهم"(۱) "رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے اصحابِ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کے مَحاسن (خوبیاں) بیان کرو! اس سے تمہارے دلوں میں ملاپ ہوگا! اس کے سوا ان کے بارے میں کچھ نہ کہو! ورنہ لوگوں کو تم میرے صحابہ کے خلاف کر بیٹھوگے!"۔

صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کے ساتھ، کسی کو قیاس نہیں کیا جاسکتا!

(۲) امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام ابن ابی شَیبہ رحمۃ اللہ علیہم جیسے عظیم محدثین کے استاد، امام حمّاد بن اُسامہ بن زید رحمہ اللہ تعالی سے، کسی نے دریافت کیا کہ حضرت مُعاویہ افضل ہیں یا حضرت عمر بن عبد العزیز؟ تو انہوں نے فرمایا: "أصحاب رسول الله ﷺ لا يُقاس بهم أحدٌ"(۲) "صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کے ساتھ کسی کو قیاس نہیں کیا جاسکتا!"۔

---

(۱) "الشّريعة" للآجرّي، كتاب فضائل مُعاوية بن أبي سفيان رضي الله عنهما، ذكر الكف عمّا شجر بين أصحاب رسول الله ﷺ، ر: ۱۹۸۱، ۵/ ۲٤۹۲.

(۲) المرجع نفسه، باب ذكر تواضُع معاوية رضي الله عنه في خلافته، ر: ۱۹٥٤، ٥/ 2465.

صحابی کی برائی کرنے والے کا ایمان مشکوک ہے!

(۲) حضرت میمونی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، کہ مجھ سے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: "يا أبا الحسن! إذا رأيت رجلاً يذكر أحداً من الصّحابة بسوءٍ، فاتّهِمْه على الإسلام"[۱] "اے ابوالحسن! جب تم کسی شخص کو، صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کسی کا ذکر، بُرے انداز سے کرتے دیکھو، تو سمجھ لو کہ اس کا مسلمان ہونا مشکوک ہے!"۔

صحابہ کا دشمن ہمارا دشمن

(۳) امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: "ونحبّ أصحابَ رسولِ الله، ولا نُفرط في حبِّ أحدٍ منهم، ولا نتبرّأ من أحدٍ منهم، ونبغض مَن يبغضهم، وبغير الخير يذكرهم، ولا نذكرهُم إلّا بخيرٍ، وحبُّهم دينٌ وإيمانٌ وإحسان، وبغضُهم كفرٌ ونفاقٌ وطُغيان!"[۲]. "ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام اصحابِ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے محبت کرتے ہیں، البتہ نہ کسی کی محبت میں غُلو کرتے ہیں، نہ کسی پر تبرّا کرتے ہیں۔ اور جو کسی صحابی سے عداوت رکھے، یا کسی صحابی کا خیر کے سِوا ذکر کرے، ہم اس سے دشمنی رکھتے ہیں! ہم تو صحابۂ کرام کا ذکر خیر ہی کے ساتھ کرتے ہیں۔ صحابہ سے محبت دین، ایمان اور بھلائی ہے، اور اِن سے عداوت ودشمنی، کفر، نِفاق اور سرکشی ہے!"۔

ہمیشہ صحابۂ کرام کا ذکر خیر کے ساتھ کیا جائے!

(۴) شیخ الاسلام ابوحفص نَسَفی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ، اہلِ سنّت کا عقیدہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "ويكفّ عن ذكر الصّحابة إلّا بخير"[۳] "صحابۂ کرام کا ذکر، سوائے خیر کے ہرگز نہ کیا جائے!"۔

---

(۱) "البداية والنّهاية" سنة ستّين من الهجرة النّبوية، ترجمة معاوية وذكر شيء من أيّامه، وما ورد في مناقبه وفضائله، ۸/ ۱٤۸.

(۲) "العقيدة الطحاويّة" صـ۸.

(۳) "العقائد النَسَفية" صـ۲۱، من مجموع المتون المستعملة.

صحابۂ کرام سے متعلق اہلِ سنّت کا اتفاق

(۵) سرکارِ غوثِ اعظم، حضرت سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی قدّس سرّہٗ ارشاد فرماتے ہیں: "اتّفق أهلُ السُنّة على وُجوب الكفّ، فيما شجرَ بينهم، والإمساكِ عن مساوئهم، وإظهارِ فضلِهم ومَحاسنِهم، وتسليم أمرِهم إلى الله على ما كان"[1]. "تمام اہلِ سنّت اس پر متفق ہیں، کہ صحابۂ کرام کے آپسی اختلافات پر خاموشی اختیار کرنا، ان حضرات کے عیوب ونقائص تلاش کرنے سے باز رہنا، ان کے فضائل ومَحاسن کا اظہار کرنا، اور ان کے تمام مُعاملات (چاہے جیسے بھی ہوں) اللہ تعالی کے سپرد کرنا لازم وضروری ہے!"۔

صحابۂ کرام سے متعلق مَطاعن کی کوئی حقیقت نہیں

(۶) علّامہ بیضاوی قدّس سرّہٗ ارشاد فرماتے ہیں: "يجب تعظيمُهم والكف عن مَطاعنهم، وما نقل من المطاعن، فله مَحامل وتأويلات، ومع ذلك فلا تعادل ما ورد في مناقبهم، وحكي عن آثارهم، نفعنا الله بمحبّتهم أجمعين"[2]. "جو مَطاعن (برائیاں) صحابۂ کرام کے بارے میں منقول ہیں، ان کی تاویلات بھی ہوسکتی ہیں، اور وہ محتمل المعنیٰ بھی ہیں، مگر جو کچھ ان کے فضائل ومَناقب کے بارے میں بیان کیا گیا ہے، اس کے مدِ مقابل اُن مَطاعن کی کوئی حقیقت وحیثیت نہیں۔ اللہ تعالی حضرات صحابۂ کرام کی محبت ہمارے لیے باعثِ برکت بنائے!"۔

صحابۂ کرام کے مابین اختلاف، اجتہاد وقیاس کی بناء پر تھا

(۷) امام ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی حضرت امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: "ثمّ كان ما كان بينه وبين علي، بعد قتل عثمان، على سبيل الاجتهاد والرأي، فجرى بينهما قتالٌ عظيم... وكان الحقُّ والصّوابُ مع علي، ومعاويةُ معذورٌ عند جُمهور العلماء،

---

(۱) "غنية الطالبين" كتاب الآداب، فصل في اعقاد أهل السنّة أن أمّة محمد ﷺ خير الأمم، ۱/ ۱۱۳.

(۲) "طوالع الأنوار" الكتاب الثالث في النُبوّات، الباب الثالث في الإمامة، صـ۲٤٦، ۲٤۷.

سلَفاً وخلَفاً"[1]. "پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کی شہادت کے بعد، سیّدنا مُعاویہ رضی اللہ تعالی عنہ اور سیّدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ کے درمیان جو کچھ ہوا، وہ سب اجتہاد وقیاس کی بناء پر تھا، ان حضرات کے مابین عظیم جنگ ہوئی ...سلَف وخلَف میں جُمہور علمائے کرام کا یہی مَوقف رہا ہے، کہ حق وصواب حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کے ساتھ تھا، اور حضرت امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالی عنہ شرعًا معذور تھے"۔

صحابۂ کرام کی تعظیم اور ان پر طعن سے بچنا واجب ہے!

(۸) علّامہ سعد الدین تفتازانی رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں: "يجبُ تَعْظيمُ الصحابةِ، والكفُّ عَنْ مَطاعنِهم، وحملُ ما يُوجِبُ بظاهِره الطَّعنُ فيهم على محامل وتأويلاتٍ، سِيَما للمُهاجِرين والأنصارِ وأهل بيعةِ الرّضوان، وَمَنْ شَهِدَ بَدْراً وأُحُداً وَالحديبيةَ، فقال: انعقدَ على عُلُوِّ شأنِهم الإجماعُ"[2]. "صحابۂ کرام کی تعظیم واجب ہے، ان پر طعن (برائی کرنے) سے بچنا واجب ہے، اور جو باتیں ان حضرات کے بارے میں، بظاہر طعن کی صورت میں نظر آتی ہیں، ان کی بہترین تاویلات کرنا ضروری ہے، خصوصًا مہاجرین، انصار، بیتِ رضوان والے، اور بدر، اُحُد، حدیبیہ میں شریک صحابۂ کرام کے بارے میں، یہ صورت اختیار کرنا واجب ہے؛ کیونکہ ان حضرات کی رفعتِ شان کے بارے میں اِجماع واتفاق ہوچکا ہے!"۔

روافض سے متعلق شرعی حکم

(۹) امام ابن ہمام حنفی رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں: "وفي الروافض أنّ مَن فضّل عليّاً على الثلاثة فمبتدعٌ، وإن أنكرَ خلافةَ الصّديق أو عمر رضي الله عنهما فهو كافر"[3] "روافض (شیعہ) کے

---

(۱) "البداية والنهاية" ترجمة معاوية وذكر شيءٍ من أيّامه...، ۸/ ۱۳۵ ملتقطاً.

(۲) "شرح المقاصد" الفصل ٤، المبحث ٦: الأفضلية بين الخلفاء الراشدين، اتفق أهل الحقّ على وجوب تعظيم الصّحابة، والكفّ عن طعن فيهم، ٥/ ٣٠٣.

(۳) "فتح القدير" كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٣٥٠.

بارے میں حکم یہ ہے، کہ جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو، خلفائے ثلاثہ سے افضل کہے وہ بدعتی ہے، اور جو حضرت ابوبکر یا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خلافت کا انکار کرے وہ کافر ہے"۔

تمام صحابہ کو عادِل اور مُعاشرتی برائیوں سے پاک جاننا واجب ہے!

(۱۰) کمال الدین ابن ابی شریف قدسی شافعی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں: "(اعتقادُ أهل السُّنة) والجماعة (تزكيةُ جميع الصّحابة) رضي الله تعالى عنهم وُجوباً، بإثباتُ العدالة لكلٍّ منهم، والكفُ عَن الطعن فيهم"[۱] "اہلِ سنّت وجماعت کا یہ عقیدہ ہے، کہ تمام صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو وُجوبی طور پر عادِل جانتے ہوئے، انہیں (مُعاشَرتی برائیوں سے) پاک جانیں، اور ان کی شان میں کسی بھی قسم کے طعن (برائی کرنے) سے باز رہیں"۔

صحابۂ کرام کو عادِل جانیں، اور اُن پر طعنہ زَنی نہ کریں

(۱۱) امام ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "اعلم أنّ الذي أجمعَ عليه أهلُ السُّنّة والجماعة: أنّه يجب على كلِّ أحدٍ، تزكيةُ جميع الصّحابة، بإثبات العدالة لهم، والكفُ عن الطعن فيهم"[۲] "جان لو! کہ اہلِ سنّت وجماعت کا اس بات پر اِجماع واتفاق ہے کہ "تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ سارے صحابۂ کرام کو عادِل جانتے ہوئے، انہیں پاک صاف جانیں! اور ان حضرات مقدّسہ پر طعنہ زنی سے باز رہیں!" ؏

ماحیٔ رفض وتفضیل ونَصب وخُروج حامیٔ دین وسنّت پہ لاکھوں سلام[۳]

(۱) "المسامَرة شرح المسايَرة" الأصل ٨: فضل الصحابة الأربعة، صـ١٥٨.

(۲) "الصواعق المحرقة" الخاتمة في بيان اعتقاد أهل السنّة والجماعة في الصّحابة، ٢/ ٦٠٣.

(۳) "حدائق بخشش" حصہ دُوم ۲، صـ۳۱۳۔

باب دُوم ۲

عظمتِ اہلِ بیتِ اَطہار

رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم

باب ۲

عظمتِ اہلِ بیتِ اَطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم

فصل اوّل

عظمتِ اہلِ بیتِ اَطہار قرآن کریم کی رَوشنی میں

نبی کے گھر والوں سے ہر طرح کی ناپاکی اور برائی دُور ہے

(۱) اللہ تعالی کا فرمان عالی شان ہے: ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾[1] "اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو! کہ تم سے ہر ناپاکی دُور فرمادے! اور تمہیں پاک کر کے خُوب ستھرا کر دے!"۔

حضرت عمر بن ابی سلَمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو نبئ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پروردہ ہیں، روایت کرتے ہیں کہ یہ آیتِ کریمہ حضرت سیّدہ اُمِّ سلَمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر نازل ہوئی، اس موقع پر نبئ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضراتِ سادات کِرام: فاطمہ وحَسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بُلا کر انہیں اپنی چادر مبارکہ میں لے لیا، حضرت سیّدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پیچھے تھے، انہیں بھی چادر میں لے لیا، پھر یوں دعا فرمائی: «اللَّهُمَّ هَؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي! فَأَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ! وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيراً!» "اے اللہ! یہ میرے اہلِ بیت ہیں، ان سے گندگی دُور رکھ، اور انہیں خوب پاک وصاف کردے!"۔

---

(۱) پ ۲۲، الأحزاب: ۳۳.

حضرت سیّدہ اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا نے عرض کی: یارسولَ اللہ! کیا میں بھی اِن کے ساتھ ہوں؟ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: «أَنْتِ عَلَى مَكَانِكِ، وَأَنْتِ على خَيْرٍ!»[1] "اہلِ بیت میں تمہاری تو اپنی جگہ ہے، اور تم بھی خیر پر ہو!"۔

قرابت کی محبت

(۲) اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿ذٰلِكَ الَّذِيْ يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ قُلْ لَّاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ؕ وَ مَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ﴾[2] "یہ ہے وہ جس کی خوشخبری دیتا ہے اللہ اپنے بندوں کو، جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے، تم فرماؤ: میں اس پر تم سے کچھ اُجرت نہیں مانگتا، سوائے قرابت کی محبت کے، اور جو نیک کام کرے ہم اس کے لیے اس میں اَور خوبی بڑھائیں گے، بے شک اللہ تعالی بخشنے والا، قدر فرمانے والا ہے!"۔

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں، حضرت سیّدنا سعید بن جبیر رضی اللہ تعالی عنہ ارشاد فرماتے ہیں: «قُرْبَى آلِ مُحَمَّدٍ صلى الله تعالى عليه وسلم»[3] "قُربیٰ سے مراد آلِ محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ہیں"۔

---

(۱) "سنن الترمذي" أبواب المناقب، باب في مناقب أهل بيت النّبي صلى الله تعالى عليه وسلم، ر: ۳۷۸۷، صـ۸۵۹. [وقال أبو عيسى:] "وهذا حديثٌ غريبٌ من هذا الوجه". و"مستدرَك الحاكم" تفسير سورة الأحزاب، ر: ۳۵۵۸، ۲/ ۴۵۱. [قال الحاكم:] "هذا حديثٌ صحيحٌ على شرط البخاري ولم يخرجاه. [وقال الذَهبي:] "على شرط مسلم".

(۲) پ ۲۵، الشُوریٰ: ۲۳.

(۳) "مسند الإمام أحمد" مسند عبد الله ابن عباس رضي الله تعالى عنهما، ر: ۲۵۹۹، ۴/ ۳۶۱. و"صحيح البخاري" كتاب التفسير، باب قوله: ﴿إِلَّا الْمُوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى﴾ ر: ۴۸۱۸، صـ۸۵۱. و"سنن الترمذي" أبواب تفسير القرآن، سورة الشورى، ر: ۳۲۵۱، صـ۷۳۹. [قال أبو عيسى:] "هذا حديثٌ حسنٌ صحيح، وقد رُوي من غير وجه عن ابن عباس".

اللہ کی رسّی سے مراد اہلِ بیت بھی ہیں

(۳) اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَ اعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا﴾[1] "اللہ کی رسی کو مضبوط تھام لو سب مل کر، اور آپس میں پھٹ نہ جانا!"۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں: "نَحن حَبل الله الَّذِي قَالَ اللهُ فِيه!"[2] "اللہ تعالی کی وہ رسی ہم ہیں، جس کے بارے میں اللہ تعالی نے یہ ارشاد فرمایا ہے!"۔

(١) پ ٤، آل عمران: ١٠٣.

(٢) "تفسير الثعلبي" پ ٤، آل عمران: ١٠٣، ٣/ ١٦٣.
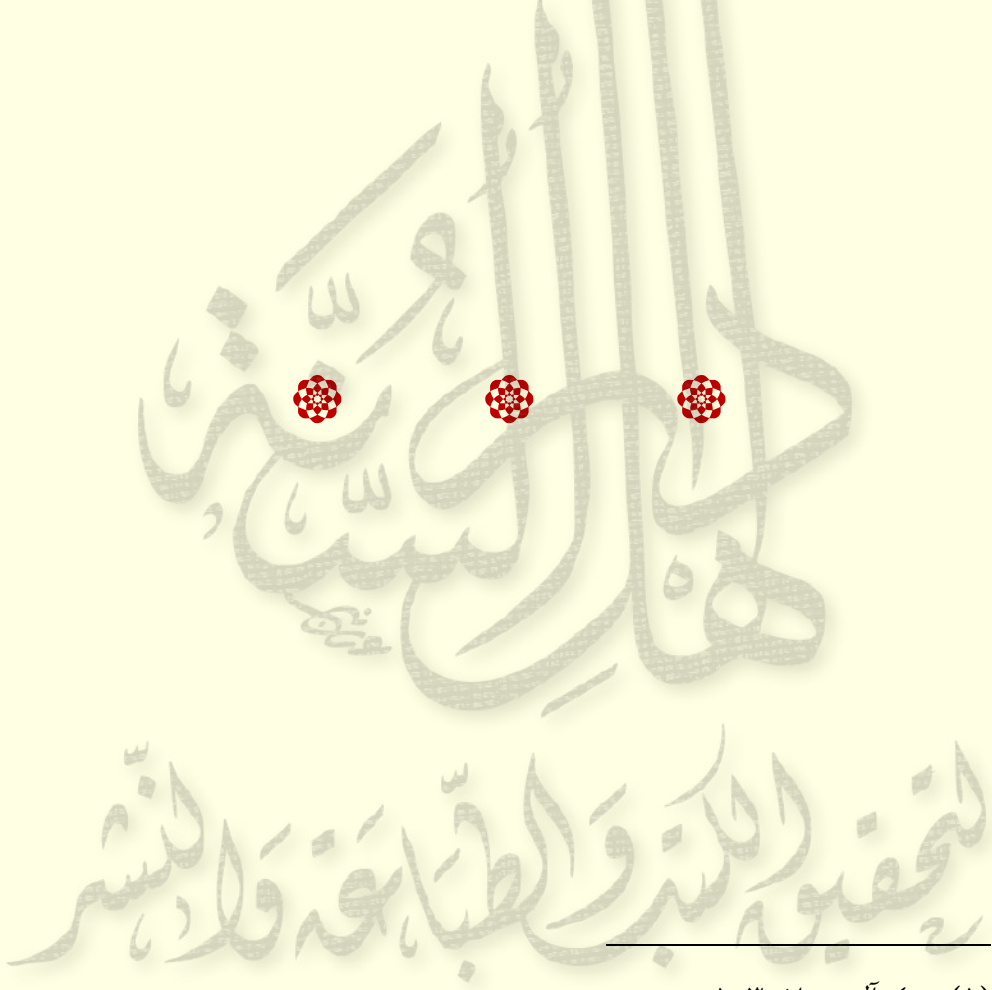
فصل ۲

عظمتِ اہلِ بیت اَطہار حدیثِ نبوی کی رَوشنی میں

کتاب اللہ اور دامنِ اہلِ بیت سے وابستہ رہنے کی تلقین

(۱) حضرت سیّدنا زید بن اَرقم رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، حضورِ اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمْ مَا إِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِ، لَنْ تَضِلُّوا بَعْدِي، أَحَدُهُمَا أَعْظَمُ مِنَ الآخَرِ: (۱) كِتَابُ اللهِ حَبْلٌ مَمْدُودٌ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الأَرْضِ، (۲) وَعِتْرَتِي أَهْلُ بَيْتِي. وَلَنْ يَتَفَرَّقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ الحَوْضَ، فَانْظُرُوا كَيْفَ تَخْلُفُونِي فِيهِمَا!»[۱] "تم میں ایسی دو۲ چیزیں چھوڑے جارہا ہوں، کہ اگر تم نے ان کو مضبوطی سے تھامے رکھا، تو میرے بعد ہر گز گمراہ نہیں ہوگے، ان میں سے ہر ایک، دوسری سے بڑھ کر ہے: (۱) اللہ تعالی کی کتاب، یہ آسمان سے زمین تک لٹکی ہوئی رسی ہے، (۲) اور میری اولاد یعنی اہلِ بیت۔ یہ دونوں چیزیں ہر گز جدا نہ ہوں گی، یہاں تک کہ دونوں میرے پاس حوضِ کوثر پر آکر ملیں گی، لہٰذا دیکھنا یہ ہے کہ تم لوگ میرے بعد اِن دونوں سے کیا سُلوک کرتے ہو!"۔

محبتِ رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی خاطر اہلِ بیت سے محبت رکھو!

(۲) حضرت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے، حضورِ اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «أَحِبُّوا اللهَ لِمَا يَغْذُوكُمْ مِنْ نِعَمِهِ، وَأَحِبُّونِي بِحُبِّ اللهِ، وَأَحِبُّوا أَهْلَ بَيْتِي لِحُبِّي!»[۲] "جو

(۱) "سنن الترمذي" أبواب المناقب، باب في مناقب أهل بيت النّبي ﷺ، ر: ۳۷۸۸، صـ۸۵۹. [قال أبو عيسى:] "هذا حديثٌ حسنٌ غريب".

(۲) "سنن الترمذي" أبواب المناقب، باب مناقب أهل بيت النّبي ﷺ، ر: ۳۷۸۹، صـ۸۵۹. [قال أبو عيسى:] "هذا حديثٌ حسنٌ غريب، إنّما نعرفه من هذا الوجه". و"المعجم الكبير" =

نعمتیں اللہ عزّوجلّ تمہیں دے رہا ہے، ان کے باعث اُس سے محبت رکھو، اور مجھ سے محبتِ الٰہی کے سبب محبت رکھو، اور میری محبت کے سبب میرے اہلِ بیت سے محبت رکھو!"۔

اہلِ بیت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی نسبت کا لحاظ رکھو!

(۳) حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: «ارْقُبُوا مُحَمَّداً ﷺ فِي أَهْلِ بَيْتِهِ»[1] "(اے لوگو!) نبئ کریم ﷺ کے اہلِ بیت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھو!"، یعنی ان سے سُلوک میں حضور ﷺ کا لحاظ رکھو، اور انہیں تکلیف نہ پہنچاؤ!۔

اہلِ بیت کِرام کو اَذیت دینا

(۴) حضرت مطلب بن ربیعہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَا يَدْخُلُ قَلْبَ رَجُلٍ الإِيمَانُ، حَتَّى يُحِبَّكُمْ لله وَلِرَسُولِهِ!»[2] "مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! کسی آدمی کے دل میں اس وقت تک ایمان داخل نہیں ہوسکتا، جب تک وہ اللہ ورسول کی خاطر تم (اہلِ بیت) سے محبت نہ رکھے!"۔

=

للطَبَراني، باب العين، علي بن عبد الله بن عباس عن أبيه، ر: ١٠٦٦٤، ١٠/ ٢٨١. و"مستدرَك الحاكم" كتاب معرفة الصحابة، ومن مناقب أهل رسول الله ﷺ، ر: ٤٧١٦، ٣/ / ١٦٢. [قال الحاكم:] "هذا حديثٌ صحيحُ الإسناد ولم يخرجاه". [وقال الذَهبي:] "صحيحٌ".

(١) "فضائل الصحابة" للإمام أحمد، فضائل علي رضي الله عنه، ر: ٩٧١، ٢/ ٥٧٤. و"صحيح البخاري" كتاب أصحاب النبي ﷺ، باب مناقب قرابة رسول الله ﷺ، ر: ٣٧١٣، صـ٦٢٦.

(٢) "سنن الترمذي" أبواب المناقب، باب مناقب أبي الفضل عم النّبي ﷺ وهو العباس بن عبد المطلب رضي الله عنه، ر: ٣٧٥٨، صـ٨٥٤. [قال أبو عيسى:] "هذا حديثٌ حسنٌ صحيح". و"السنن الكبرى" للنَّسائي، كتاب المناقب، العباس بن عبد المطلب، ر: ٨١٢٠، ٧/ ٣٢٠.

اہلِ بیت سے متعلق خاص تاکید

(۵) سرورِ کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا: «وَأنا تَارِكٌ فِيكُمْ ثَقَلَيْنِ: أوّلهما كِتَابُ الله فِيهِ الْهُدَى وَالنُّورُ، فَخُذُوا بِكِتَابِ الله وَاسْتَمْسِكُوا بِهِ!» "میں تم میں دو ۲ چیزیں چھوڑے جارہا ہوں: ان میں سے **ایک** تو کتابُ اللہ ہے، جس میں نُور وہدایت ہے، لہذا کتاب الٰہی کو پکڑ لو، اور اسے مضبوطی سے تھامے رکھو!"۔ (راوی فرماتے ہیں کہ) آپ ﷺ نے اس کے بارے میں بڑی ترغیب دلائی، پھر فرمایا: «وَأَهْلُ بَيْتِي، أُذَكِّرُكُمُ اللهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي! أُذَكِّرُكُمُ اللهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي! أُذَكِّرُكُمُ اللهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي!»[1] "**دوسرے** میرے اہلِ بیت ہیں، میں تم کو اپنے اہلِ بیت سے متعلق اللہ کا حکم یاد دلاتا ہوں!"۔ راوی فرماتے ہیں کہ یہ بات رسول اللہ ﷺ نے تین ۳ بار دُہرا کر ارشاد فرمائی۔

اہلِ بیتِ اَطہار سے بھلائی کی وصیت

(۶) حضرت سیّدنا عبد الرحمن بن عَوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبئ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: «أَيُّها النَّاسُ! إنِّي لَكُم فَرَطٌ، وإنِّي أُوصِيكُم بِعِترتِي خَيْرًا! مَوعِدُكُمُ الْحَوْضُ!»[2] "اے لوگو! میں تم سے پہلے حوضِ کوثر پر موجود رہوں گا، اور میں تمہیں اپنی عترت (اولاد) کے ساتھ بھلائی کی وصیت کرتا ہوں! اور اس بدلے میں حوضِ کوثر پر تم سے ملاقات کروں گا!" ع

---

(۱) "مسند ابن أبي شَيبة" حديث زيد بن أرقم عن النّبي ﷺ، ر: ٥١٤، ١/ ٣٥١. و"سنن الدارمي" كتاب فضائل القرآن، باب فضل من قرأ القرآن، ر: ٣٣٥٩، ٤/ ٢٠٩٠. و"صحيح مسلم" كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل علي بن أبي طالب رضي الله عنه، ر: ٦٢٢٥، صـ١٠٦١.

(۲) "مستدرَك الحاكم" كتاب الجهاد، وأما حديث عبد الله بن يزيد الأنصاري رضي الله عنه، ر: ٢٥٥٩، ١٢/ ١٣١. [قال الحاكم:] "هذا حديثٌ صحيح الإسناد ولم يخرجاه". [وقال الذهبي:] "طلحة ليس بعمدة".

سوختہ جانوں پہ وہ پُرجوش رحمت آئے آبِ کوثر سے لگی دل کی بجھاتے جائیں گے[1]

سب سے بہترین شخص

(۷) حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، سرورِ کونین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي مِنْ بَعْدِي!»[2] "تم میں سب سے بہتر وہ ہے، جو میرے بعد میرے اہلِ بیت کے لیے سب سے بھلا ہے!"۔

---

(۱) "حدائق بخشش"حصّہ اوّل، ص۱۵۶۔

(۲) "مستدرَك الحاكم" كتاب النكاح، أما حديث سالم، ر: ٥٣٥٩، ٣/ ٢٥٢. [قال الحاكم:] "هذا حديثٌ صحيحٌ على شرط مسلم ولم يخرجاه، وله شاهدٌ صحيحٌ على شرط الشيخَين". [وقال الذَهبي:] "على شرط مسلم".

فصل ۳

عظمتِ اہلِ بیتِ اَطہار اقوالِ علماء کی رَوشنی میں

اہلِ بیتِ کِرام کا مقام ومرتبہ

(۱) حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ایک شعر میں اہلِ بیت کی شان بیان کرتے ہوئے، ارشاد فرماتے ہیں: ع

يَا أهلَ بَيتِ رَسُولِ الله حبُّكم فرضٌ من الله في القُرآنِ أنزلهُ

كَفَاكُم من عَظِيم القدر أنّكُم مَن لم يُصلِّ عَلَيكُمُ لَا صَلَاةَ لَهُ[1]

"اے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہلِ بیتِ کِرام! تمھاری محبت اللہ عزوجل کے نازِل کردہ قرآن پاک میں، فرض قرار دی گئی ہے، تمھاری عظمتِ شان کے لیے یہی کافی ہے، کہ جو تم پر صلاۃ (درود) نہ پڑھے، اس کی نماز ہی نہیں!"

شانِ اہلِ بیتِ کِرام

(۲) امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ شانِ اہلِ بیت میں بیان کرتے ہیں: "إنّ أهلَ بَيته صلى الله تعالى عليه وسلم يساوُونه فِي خَمْسَة أَشْياء: (۱) فِي السَّلَام، قَالَ صلى الله عليه وسلم: «السَّلَام عَلَيْك أَيها النَّبِي!»[2] وَقَال تَعَالَى: ﴿سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلْ يَاسِيْنَ﴾[3]. (۲) وَفِي الصَّلَاة عَلَيْهِم فِي التَّشَهُّد. (۳) وَفِي

(۱) "الصواعق المحرقة" الفصل ۱ في الآيات الواردة فيهم، ۲/ ۴۳۵.

(۲) "صحيح البخاري" كتاب الأذان، باب التشهد في الآخرة، ر: ۸۳۱، صـ۱۳۵.

(۳) پ ۲۳، الصافات: ۱۳۰.

الطَّهَارَة، قَالَ تَعَالَى: ﴿طٰهٰ﴾[1] أَي: يَا طَاهِر! وَقَالَ: ﴿وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾[2]. (٤) وَفِي تَحْرِيم الصَّدَقَة. (٥) وَفِي المحبَّة، قَالَ تَعَالَى: ﴿فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾[3] وَقَالَ: ﴿قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى﴾[4]"[5].

"نبئ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہلِ بیت کرام، پانچ ۵ باتوں میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شانہ بہ شانہ ہیں: (۱) سلام میں، جیساکہ (حدیث پاک میں نبئ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو تشہد کی تعلیم دیتے ہوئے ارشاد) فرمایا کہ (یوں کہو): "اے نبی آپ پر سلام ہو!" جبکہ (قرآن پاک میں) اللہ تعالی نے بھی (اہلِ بیتِ رسول کے لیے) ارشاد فرمایا: "سلام ہو اِل یاسین" (یعنی آلِ رسول) پر"۔ (۲) تشہد کی صلاۃ (درود شریف) میں، (۳) اور طہارت میں، جبکہ اللہ تعالی (سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں) فرماتا ہے: "اے طاہر"۔ نیز دوسری جگہ (اہلِ بیتِ رسول کے لیے) ارشاد فرمایا: "(اے نبی کے گھر والو!) اللہ تعالی تمہیں پاک کرکے خوب ستھرا کرنا چاہتا ہے"۔ (۴) (اسی طرح) صدقۂ واجبہ کی تحریم میں۔ (۵) اور محبت میں شراکت کے لیے ارشاد فرمایا کہ "اگر تم اللہ تعالی سے محبت کرتے ہو، تو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اتباع کرو!"۔ جبکہ (اہلِ بیت کرام کے حق میں ارشاد) فرمایا کہ "تم فرماؤ کہ میں اس پر تم سے کچھ اُجرت نہیں مانگتا، سوائے قرابتداروں کی محبت کے!" ع

اہلِ سنّت کا ہے بیڑا پار، اَصحابِ حضور نجم ہیں، اور ناؤ ہے عترت رسولُ اللہ کی[6]

(۱) پ ۱۳، طه: ۱.
(۲) پ ۲۲، الأحزاب: ۳۳.
(۳) پ ۳، آل عمران: ۳۱.
(٤) پ ۲۵، الشُّوریٰ: ۲۳.
(٥) "الصواعق المحرقة" الفصل ۱ في الآيات الواردة فيهم، ۲/ ٤۳٦، ٤۳۷.
(٦) "حدائق بخشش" حصّہ اوّل، صـ۱۵۳۔

بابِ سوم ۳

صحابہ و اہلِ بیتِ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

میں باہمی محبت واُلفت

باب ۳
صحابہ واہلِ بیتِ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں باہمی محبت واُلفت

صحابہ اور اہلِ بیتِ کرام سے محبت، اہلِ سنّت وجماعت کے عقیدے اور ایمان کا حصّہ ہے، ہم دونوں کو قدر واحترام کا مستحق جانتے ہیں، ان میں سے کسی کی بھی توہین وتنقیص کو جائز نہیں سمجھتے، جو بدبخت اہلِ بیتِ کرام سے محبت کا ڈھونگ رچاتے ہوئے، صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی توہین کرے، وہ پکا رافضی شیعہ ہے، اور جو صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے محبت کے نام پر اہلِ بیتِ کرام کی توہین کی جسارت کرے، وہ ناصبی ہے، ایسا شخص گمراہ ہے بددین ہے، اس کا اہلِ سنّت وجماعت سے کوئی تعلق نہیں۔

جو لوگ جہالت ولاعلمی یا اپنے دل کی کَجی کے باعث، صحابۂ کرام اور اہلِ بیتِ اَطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مابین باہمی اختلافِ رائے کو بنیاد بنا کر، ان میں سے کسی کی شان میں نازیبا کلمات کہنے کی ناپاک جسارت کرتے ہیں، انہیں کچھ حرف گیری کرنے سے پہلے یہ بات اچھی طرح جان لینی چاہیے، کہ حضراتِ صحابۂ کرام اور اہلِ بیتِ اَطہار کے مابین میل جول کیسا تھا؟ ان کے باہمی تعلقات میں گرمجوشی کا عالَم کیا تھا؟ ان حضرات مقدّسہ کے دلوں میں ایک دوسرے کے لیے اَدب واحترام، اور محبت ویگانگت کے جذبات کیا تھے؟ ان کے دَرمیان کس قسم کی قریبی رشتہ داریاں تھیں؟ اور وہ باہم اجتہادی اختلافات کے باوُجود، ایک دوسرے کے ناموں پر اپنے بچوں کے نام کیسے رکھتے تھے؟ جو شخص غیر جانبدار نظر سے ان حقائق کو جان لے گا، امیدِ واثق ہے کہ صحابۂ کرام اور اہلِ بیتِ اَطہار کے باہمی تعلقات کی اَہمیت اور نَوعیت، اُس پر اچھی طرح آشکار ہوجائے گی، اور وہ ان مقدّس ہستیوں کی شان وعظمت سے خوب آگاہ ہوجائے گا!۔

بارگاہِ الٰہی میں صحابۂ کرام اور اہلِ بیتِ اَطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مقام ومرتبہ کس قدر بلند وبالا ہے، اس کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے، کہ اللہ رب العالمین نے ان حضرات کی شان وعظمت کو خاص طَور

پر قرآنِ پاک میں بیان فرمایا ہے، خالقِ کائنات عزّوجلّ نے شرفِ صحابیت سے مُشرّف ہونے والوں کو، اپنی رِضا وخوشنودی کا مژدۂ جانفزا سناتے ہوئے، انہیں باغِ جنّت کی خوشخبری دی، ان سے اپنی مدد اور کامیابی کا وعدہ فرمایا، اور انہیں اپنی جماعت قرار دیا، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ ۖ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۚ أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ ۚ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾[۱] "یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا، اور اپنی طرف کی رُوح[۲] سے اُن کی مدد فرمائی، اور انہیں باغوں میں لے جائے گا، جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، اُن میں ہمیشہ رہیں گے، اللہ اُن سے راضی اور وہ اللہ سے راضی ہیں، یہ اللہ کی جماعت ہے، سنتے ہو! اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے!"۔

اسی طرح اہلِ بیتِ کرام کی شان وعظمت کو بیان کرتے ہوئے اِرشاد فرمایا: ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾[۳] "اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو! کہ تم سے ہر ناپاکی دُور فرمادے! اور تمہیں پاک کر کے خُوب ستھرا کر دے!"۔

صدر الاَفاضل حضرت مفتی سیّد نعیم الدین مُرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ "اس آیت سے اہلِ بیت کی فضیلت ثابت ہوتی ہے، اور اہلِ بیت میں نبئ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اَزواجِ مُطہّرات، حضرت خاتونِ جنّت فاطمہ زہراء، حضرت علی مرتضیٰ، اور حسنینِ کریمین سب داخل ہیں، آیات واحادیث جمع کرنے سے یہی نتیجہ نکلتا ہے، اور یہی (امامِ اہلِ سنّت) حضرت امام ابو منصور ماتُریدی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے، ان آیات میں اہلِ بیتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو نصیحت فرمائی گئی ہے، کہ وہ گناہوں سے بچیں،

---

(۱) پ۲۸، المجادلة: ۲۲.

(۲) صدر الاَفاضل مفتی سیّد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ لفظ "رُوح" کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ "یہاں رُوح سے مراد یا تو اللہ کی ذات ہے، یا ایمان، یا قرآن، یا جبریل، یا رحمتِ الٰہی، یا نُور"۔ ["تفسیر خزائن العرفان" ص۱۰۰۷]

(۳) پ ۲۲، الأحزاب: ۳۳.

اور تقوی وپرہیز گاری کے پابند رہیں، گناہوں کو ناپاکی سے، اور پرہیز گاری کو پاکی سے اِستعارہ فرمایا گیا ہے؛ کیونکہ گناہوں کا مرتکِب ان سے ایسا ہی ملوّث ہوتا ہے جیسا جسم نَجاستوں سے، اس طرزِ کلام سے مقصود یہ ہے کہ اَربابِ عقل کو گناہوں سے نفرت دِلائی جائے، اور تقوی وپرہیز گاری کی ترغیب دی جائے"[1]۔

(۱) "تفسیر خزائن العرفان" صـ۷۸۰۔

فصل اوّل

صحابہ واہلِ بیتِ کرام میں باہمی محبّت واُلفت، قرآن کریم کی رَوشنی میں

صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کی ایک دوسرے کے لیے قلبی کیفیت

(۱) اللہ تعالی صحابۂ کرام (بشمول اہلِ بیتِ اَطہار) رضی اللہ تعالی عنہم کے خوشگوار باہمی تعلقات کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا٘ سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ ۛۖۚ وَ مَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ﴾[1] "محمد اللہ کے رسول ہیں، اور ان کے ساتھ والے (یعنی صحابہ واہلِ بیتِ کرام) کافروں پر سخت ہیں، اور آپس میں نرم دل، تم انہیں دیکھوگے رکوع کرتے، سجدے میں گرتے، اللہ کا فضل ورِضا چاہتے، ان کی علامت ان کے چہروں میں ہے سجدوں کے نشان، یہ اُن کی صفت توریت میں ہے، اور ان کی صفت انجیل میں ہے"۔

اس آیتِ مبارکہ میں اللہ رب العالمین، صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کی خاص طَور پر یہ صفت بیان فرمارہا ہے، کہ وہ کُفّار پر بہت سخت ہوں گے، لیکن ان کے باہمی تعلّقات اتنے خوشگوار ہوں گے، کہ وہ اپنے دِلوں میں ایک دوسرے کے لیے عزّت واحترام کے سبب نرم گوشہ رکھتے ہیں، عبادت گزار ہیں، ان کی زندگی کا مقصد کوئی دنیاوی مقام ومرتبہ ہرگز نہیں، بلکہ ان کی تمام تر جد وجہد خالصۃً اللہ تعالی کے فضل ورِضا کے لیے ہے۔

---

(۱) پ٢٦، الفتح: ٢٩.

صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مابین باہمی اُلفت

(۲) اللہ تعالی نے تمام صحابہ واہلِ بیتِ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دل باہمی محبت سے جوڑ دیے ہیں، یہ اللہ کا اُن پر خاص فضل ہے، ورنہ اسلام سے پہلے ان کے درمیان جیسی دشمنی اور نفرت وکدُورت تھی، ویسے حالات میں اتنی گہری محبت واُلفت کسی صورت ممکن نہیں تھی۔ اسی اَمر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: ﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝۶۲ وَ اَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ؕ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ؕ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ﴾[1] "وہی ہے جس نے تمہیں قوّت دی اپنی مدد سے اور مسلمانوں سے، اور ان کے دلوں میں ملاپ کر دیا (یعنی باہم اُلفت پیدا کر دی)، جو کچھ زمین میں ہے، اگر تم وہ سب کا سب بھی خرچ کر دیتے، تب بھی ان کے دل نہ ملا سکتے، لیکن اللہ تعالی نے ان کے دل ملا دیے، بے شک وہی ہے غالب حکمت والا"۔

اہلِ بیتِ اَطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے محبت مطلوب ہے

(۳) اہلِ بیتِ اَطہار سے محبت، اللہ ورسول کی بارگاہ میں بھی مطلوب ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى﴾[2] "اے حبیب آپ فرما دیجیے، کہ میں اس (خدمتِ دین اور احسان) پر تم سے کچھ اُجرت نہیں مانگتا، سوائے قَرابت کی محبت کے!" یعنی میرے قریبی لوگوں سے محبت کرو!۔

---

(۱) پ۱۰، الأنفال: ٦٢.

(۲) پ ۲۵، الشُّوری: ۲۳.

صحابۂ کرام کے مابین عظیم بھائی چارہ اور جذبۂ ایثار

(۴) صحابۂ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کی باہمی محبت کا اس سے بڑا ثبوت اَور کیا ہوگا؟ کہ ہجرت کے موقع پر مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے انصار ومہاجر صحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کے درمیان، جب بھائی چارہ قائم فرمایا، توانہوں نے خوشی خوشی اپنا آدھا مال اپنے مہاجر بھائیوں کے لیے پیش کردیا، اللہ تعالی نے اسی عظیم بھائی چارے اور جذبۂ ایثار کو قرآنِ پاک میں یوں بیان فرمایا ہے: ﴿وَ الَّذِیْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَ الْاِیْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ یُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَیْهِمْ وَ لَا یَجِدُوْنَ فِیْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّاۤ اُوْتُوْا وَ یُؤْثِرُوْنَ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ﳴ وَ مَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾[1] "جنھوں نے پہلے سے اس شہر (مدینہ منوّرہ) اور ایمان میں گھر بنالیا، وہ محبت رکھتے ہیں ان سے جواُن کی طرف ہجرت کرکے آئے، اور اپنے دلوں میں کوئی حاجت نہیں پاتے، اس چیز کی جو دیے گئے، اور اپنی جانوں پر اُن کو ترجیح دیتے ہیں، اگرچہ انہیں شدید محتاجی ہو، اور جو اپنے نفس کے لالچ سے بچایا گیا، وہی لوگ کامیاب ہیں"۔

❁ ❁ ❁

(۱) پ۲۸، الحشر: ۹.

فصل ۲

صحابہ واہلِ بیتِ کرام میں باہمی محبت واُلفت، حدیث نبوی کی رَوشنی میں

سیّدُنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اہلِ بیت اَطہار سے محبت

(۱) امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی، اہلِ بیتِ کرام سے محبت کا یہ عالَم تھا، کہ ایک بار آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے اہلِ بیت کا ذکرِ خیر ہوا، تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَقَرَابَةُ رَسُولِ الله ﷺ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِي»[۱] "اُس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قُدرت میں میری جان ہے! رسولِ اکرم ﷺ کے قَرابَت داروں کے ساتھ حُسنِ سُلوک کرنا، مجھے اپنے قَرابَت داروں کے ساتھ صِلہ رحمی سے زیادہ محبوب و پسندیدہ ہے"۔

سیّدُنا ابوبکر صدیق کی بات پر سیّدُنا مَولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسکرانا

(۲) حضرت سیّدُنا عقبہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، کہ حضرت سیّدُنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نمازِ عصر کی ادائیگی کے بعد باہر نکلے، حضرت سیّدُنا مَولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آپ کے ساتھ تھے، راستے میں حضرت سیّدُنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بچوں کے ساتھ کھیلتے دیکھا، تو حضرت سیّدُنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں اپنی گود میں اٹھا لیا اور فرمایا: «بِأَبِي شَبِيهٌ بِالنَّبِيِّ! لَيْسَ شَبِيهٌ بِعَلِيٍّ» "میرے والد آپ پر قربان ہوں! آپ تو ہمشکلِ مصطفی ﷺ ہیں، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمشکل نہیں" (راوی فرماتے ہیں کہ) حضرت سیّدُنا مَولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ بات سُن کر خوشی سے) مسکرانے لگے[۲]۔ حضرت سیّدُنا ابو بکر

---

(۱) "صحيح البخاري" كتاب أصحاب النبي ﷺ، باب مناقب الحسن والحسين رضي الله عنهما، ر: ۳۷۵۰، صـ۶۳۱.

(۲) المرجع نفسه، باب مناقب قرابة رسول الله ﷺ، ر: ۳۷۱۲، صـ۶۲۶.

صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا حضرت سیّدُنا امام حسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے یہ فرمانا کہ "میرے والد آپ پر قربان ہوں" جنابِ صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی اہلِ بیت سے والہانہ محبت کا واضح ثبوت ہے۔

سیّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی اہلِ بیت اَطہار سے محبت

(۳) ایک بار امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عمر فاروق، حضرت سیّدہ فاطمۃُ الزہراء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے ہاں گئے تو فرمایا: «يَا فَاطِمَةُ! وَاللهِ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْكِ! وَاللهِ مَا كَانَ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ بَعْدَ أَبِيكِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْكِ!»[1] "اے فاطمہ! اللہ کی قسم آپ سے بڑھ کر میں نے کسی کو رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا محبوب نہیں دیکھا! اور اللہ کی قسم! آپ کے والدِ گرامی (یعنی نبیٔ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) کے بعد لوگوں میں سے، کوئی بھی مجھے آپ سے بڑھ کر عزیز و پیارا نہیں!"۔

سیّدُنا علی مرتضی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا خلفائے ثلاثہ سے محبت کا ایک انداز

(۴) حضرت سیّدُنا علی مرتضی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی خلفائے ثلاثہ (یعنی حضرت سیّدُنا ابو بکر صدیق، حضرت سیّدُنا عمر فاروق، اور حضرت سیّدُنا عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ) سے عقیدت و محبت، اس بات سے بھی خوب آشکار ہے کہ جب وہ خلیفہ بنے، تو انہوں نے قدرت واختیار کے باوجود "باغِ فدک" کی حیثیت کو تبدیل نہیں کیا، بلکہ حضرت سیّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت کردہ حدیث پاک: «لَا نُورَثُ، مَا تَرَكْنَاهُ صَدَقَةٌ»[2] "ہم کوئی چیز بطور وراثت نہیں چھوڑتے، بلکہ ہم جو کچھ چھوڑیں، وہ سب اللہ کی راہ میں صدقہ ہے" کو صدقِ دل وجان سے قبول فرمایا۔

---

(۱) "مُستدرَك الحاكم" كتاب معرفة الصحابة، ذكر مناقب فاطمة بنت رسول الله، ر: ٤٧٣٦، ٣/ ١٦٨. [قال الحاكم:] "هذا حديثٌ صحيحُ الإسناد على شرط الشيخَين ولم يخرجاه". [وقال الذَّهبي:] "غريبٌ عجيب".

(۲) "صحيح مسلم" كتاب الجهاد والسير، باب حكم الفيء، ر: ٤٥٧٧، صـ٧٧٨.

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اہلِ بیتِ اَطہار سے محبت

(۵) ام المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت سیّدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اپنی محبت کا اظہار کرتے ہوئے ارشاد فرماتی ہیں: «مَا رَأَيْتُ أَحَدًا كَانَ أَشْبَهَ كَلَامًا وَحَدِيثًا، مِنْ فَاطِمَةَ بِرَسُولِ الله ﷺ، وَكَانَتْ إِذَا دَخَلَتْ عَلَيْهِ رَحَّبَ بِهَا، وَقَامَ إِلَيْهَا فَأَخَذَ بِيَدِهَا فَقَبَّلَهَا وَأَجْلَسَهَا فِي مَجْلِسِهِ»[1] "میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے زیادہ رسول اللہ ﷺ سے مشابہ گفتگو کرتے کسی کو نہیں دیکھا، اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب بھی حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوتیں، تو آپ ﷺ انہیں خوش آمدید کہتے، ان کے لیے کھڑے ہو جاتے، ان کا ہاتھ پکڑ کر (پدرانہ شفقت سے) بوسہ دیتے، اور انہیں اپنی جگہ پر بٹھایا کرتے"۔

سیّدہ فاطمہ زہراء کی سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے محبت

(۶) "مسلم شریف" کی حدیث میں ہے، کہ مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے سیّدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: «أي بُنيّة! ألستِ تحبِّينَ ما أحِبُّ؟» "اے میری پیاری بیٹی! جس سے میں محبت کرتا ہوں، کیا تم بھی اس سے محبت رکھتی ہو؟" عرض کی: جی بالکل (جسے آپ چاہیں میں بھی ضرور اسے چاہوں گی) فرمایا: «فأحبِّي هذه!»[2] "تو تم اس عائشہ سے محبت رکھو!"۔

---

(۱) "مُستدرَك الحاكم" كتاب معرفة الصحابة، ذكر مناقب فاطمة بنت رسول الله، ر: ٤٧٣٢، ٣/ ١٦٧. [قال الحاكم:] "هذا حديثٌ صحيحُ الإسناد على شرط الشيخَين ولم يخرجاه". [وقال الذَّهبي:] "بل صحيح".

(۲) "صحيح مسلم" كتاب فضائل الصحابة، باب [في] فضائل عائشة أم المؤمنين رضي الله تعالى عنها، ر: ٦٢٩٠، صـ١٠٧٢.

سیّدُنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی اہلِ بیتِ اَطہار سے محبّت

(۷) حضرت سیّدُنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے کسی نے مُحرِم (جس نے حج یا عمرہ کے لیے اِحرام پہنا ہوا ہو) کے بارے میں یہ پوچھا، کہ کیا مُحرِم مکھی مار سکتا ہے، تو حضرت سیّدُنا ابن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے ارشاد فرمایا: «أَهْلُ العِرَاقِ يَسْأَلُونَ عَنِ الذُّبَابِ! وَقَدْ قَتَلُوا ابْنَ ابْنَةِ رَسُولِ الله!»[1] "عراقی لوگ اب مجھ سے مکھی کے بارے میں پوچھتے ہیں! اور (ان کا حال یہ ہے کہ) رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے نواسے کو شہید کر چکے ہیں!"۔

(۱) "صحيح البخاري" كتاب أصحاب النّبي صلى الله تعالى عليه وسلم، باب مناقب الحسن والحسين رضي الله تعالى عنهما، ر: ۳۷۵۳، صـ۶۳۱.

فصل ۳

صحابہ واہلِ بیتِ کرام میں باہمی محبت واُلفت، اقوالِ علماء کی رَوشنی میں

سیّدُنا امیر مُعاویہ کا سیّدُنا امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ سے اظہارِ محبت وشفقت

(۱) حضرت امام شعبی رحمۃ اللہ تعالی علیہ ارشاد فرماتے ہیں: "دخل الحسينُ بن عليّ يوماً على معاوية، ومعه مَولى له، يقال له ذكوان، وعند مُعاوية جماعةٌ من قريش فيهم ابنُ الزبير، فرحّبَ مُعاويةُ بالحسَين وأجلسه على سريره"[۱] "حضرت سیّدُنا امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ ذکوان نامی اپنے ایک غلام کے ہمراہ، حضرت سیّدُنا امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس تشریف لے گئے، اُس وقت حضرت امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس قریش کا ایک وفد موجود تھا، جس میں حضرت سیّدُنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالی عنہ بھی تھے، حضرت سیّدُنا امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالی عنہ نے انتہائی محبت اور خوشدلی سے سیّدُنا امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کا استقبال کیا، اور انہیں اپنی نشست پر بٹھایا"۔

سیّدُنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کا، اہلِ بیتِ اَطہار کے ساتھ ادب واحترام کا ایک انداز

(۲) امام ذَہبی تحریر کرتے ہیں، کہ حضرت ابو مُہزِم رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ارشاد فرمایا: "كنّا في جنازةٍ فأقبل أبو هريرة ينفض بثوبِه الترابَ عن قدم الحسَين"[۲] "ہم ایک جنازے میں شریک تھے تو وہاں دیکھا، کہ حضرت سیّدُنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ اپنے کپڑوں سے، حضرت سیّدُنا امام حُسین رضی اللہ تعالی عنہ کے پَیروں سے مٹی صاف کر رہے ہیں"۔

---

(۱) "العِقد الفريد" للأندلُسي، كتاب المجنبة في الأجوِبة، مجاوبة بني هاشم وبني عبد شمس لابن الزبير، الحسين ومُعاوية، ٤/ ٩٩.

(۲) "سِيَر أعلام النُبلاء" الطبقة الأولى: الصحابة وكبار التابعين، ومن صِغار الصحابة، الحسين الشهيد رضي الله تعالى عنه، ٤/ ٣٥٣.

سیّدُنا امیر مُعاویہ کی طرف سے حضرت سیّدُنا علی رضی اللہ تعالی کا دِفاع

(۳) امام ابن کثیر، صحابہ واہلِ بیتِ اَطہار کے باہمی ہمدردانہ تعلق کے بارے میں فرماتے ہیں، کہ جب قیصرِ رُوم نے امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا علی رضی اللہ عنہ کے، بعض مفتوحہ علاقوں پر قبضہ کرنے کے لیے، اُن سے جنگ کا ارادہ کیا، تو اس پر حضرت سیّدُنا امیر مُعاویہ رضی اللہ عنہ نے رُوم کے بادشاہ کو ایک دھمکی آمیز خط کے ذریعے خبردار کرتے ہوئے فرمایا: "والله لئن لم تنتهِ وترجع إلى بلادِك يا لعين! لأصطلحنّ أنا وابنُ عمّي عليك! ولأخرجنّك من جميع بلادِك! ولأضيقنّ عليك الأرضَ بما رحبتْ". "اے لعین شخص! مجھے اپنے رب تعالی کی قسم! اگر تو اپنے ارادے سے باز نہ آیا، اور اپنے ملک کی طرف واپس نہ لَوٹا، تو میں اور میرے چچا زاد بھائی (حضرت علی رضی اللہ عنہ) تیرے خلاف صُلح کر لیں گے! پھر تجھے تیرے ہی ملک سے نکال بھگائیں گے! اور اس زمین کو اس کی وُسعتوں کے باوجود تجھ پر تنگ کر کے رکھ دیں گے!"۔ (حضرت سیّدُنا امیر مُعاویہ رضی اللہ عنہ کے اس حکمت آمیز خط کا خاطر خواہ اثر ہوا) اور رُومیوں کے بادشاہ کو حملہ کرنے کی ہمت نہ ہو سکی[1]۔

غور وفکر کا مقام ہے، کہ حضرت سیّدُنا علی مرتضیٰ اور حضرت سیّدُنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالی کے مابین، اگر ذاتی نَوعیت کی رنجش ہوتی، یا اقتدار کا جھگڑا ہوتا، تو حضرت سیّدُنا امیر مُعاویہ رضی اللہ عنہ رُومی بادشاہ کو جنگ سے باز رہنے کے لیے ہرگز خبردار نہ کرتے! حضرت سیّدُنا امیر مُعاویہ رضی اللہ عنہ کا باہمی تعاوُن پر مبنی یہ طرزِ عمل، اُن کے محبت بھرے برادرانہ تعلق پر واضح دلیل ہے!!۔

---

(۱) "البداية والنهاية" سنة ستّين من الهجرة النَّبويّة، ترجمة مُعاوية وذكر شيء من أيّامه وما ورد في مناقبه وفضائله، ۸/ ۱۲۷.

اہلِ بیتِ اَطہار کے مقام ومرتبے سے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کی آگاہی

(۴) حدیث پاک میں فرمایا: «مَنْ آذَى عَلِيًّا فَقَدْ آذَانِي!»[1] "جس نے علی رضی اللہ تعالی عنہ کو تکلیف پہنچائی، اس نے مجھے تکلیف پہنچائی"۔ حضرت علاّمہ عبد الرؤف مُناوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: "وقد كانت الصحابةُ يعرفون له ذلك"[2] "صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم اس بات کو بہت اچھی طرح جانتے تھے، کہ حضرت سیّدُنا مَولا علی رضی اللہ تعالی عنہ کو تکلیف دینا، نبئ کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف دینے کے مترادِف ہے"۔

(۱) "مُستدرَك الحاكم" كتاب معرفة الصحابة، وأما قصة اعتزال محمد بن مسلمة الأنصاري عن البيعة، ر: ٤٦١٩، ٣/ ١٣١. [قال الحاكم:] "هذا حديثٌ صحيحُ الإسناد ولم يخرجاه". [وقال الذَّهبي:] "صحيحٌ".

(۲) "فيض القدير شرح الجامع الصغير" للمُناوي، حرف الميم، ر: ٨٢٦٦، ٦/ ١٨.

فصل ۴

صحابہ واہلِ بیتِ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی باہمی رشتہ داریاں اور ان کے ناموں میں یکسانیت

صحابہ واہلِ بیتِ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں باہم حد درجہ محبت واُخوّت تھی، وہ ایک دوسرے کے حق کو خوب جانتے پہچانتے، باہمی اَدب واحترام کے تقاضے ملحوظِ خاطر رکھتے، ایک دوسرے کے ناموں پر اپنی اَولاد کے نام رکھا کرتے، نکاح کے خوبصورت بندھن کے ذریعے باہم تعلق جوڑنے، اَور رشتہ داری قائم کرنے میں فخر محسوس کیا کرتے، اور یہ بات ہر ذی شُعور پر روزِ رَوشن کی طرح بالکل عیاں ہے، کہ دو۲ خاندانوں میں رشتہ داری تب ہوتی ہے، جب دِلوں میں ایک دوسرے کے لیے محبت واُخوّت اور اَدب واحترام کے جذبات واحساسات موجود ہوں۔

صحابۂ کرام بالخصوص خلفائے راشدین اور اہلِ بیتِ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا باہم رشتہ داریاں قائم کرنا، اور ایک دوسرے کے ناموں پر اپنے بچوں کے نام رکھنا، اس اَمر پر واضح اور رَوشن دلیل ہے، کہ ان نُفوسِ مقدّسہ کے درمیان باہم محبت، اُلفت اور اُخوّت ویگانگت کا عظیم رشتہ قائم تھا، وہ حضرات ایک دوسرے پر اعتماد کرتے، اور اُن کے دل حَسد، بُغض اور کینہ سے پاک رہا کرتے۔

آج رافضی شیعوں کا ان برگزیدہ ہستیوں میں سے، بعض کے خلاف ہرزہ سرائی کرنا، اِن پر طرح طرح کے الزامات لگانا، اور انتہائی غیر شائستہ انداز میں ان بزرگوں کے بارے میں گفتگو کرنا، ان رافضیوں کے خُبثِ باطن کا نتیجہ ہے؛ کیونکہ اگر صحابہ واہلِ بیتِ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں باہمی اختلافات، اجتہادی اختلافِ رائے کے بجائے ذاتی نَوعیت کے ہوتے، یا اگر وہ حضرات ایک دوسرے کو منافق یا (معاذاللہ) کافر و مرتَد جانتے، تو اپنی بیٹیاں ایک دوسرے کے نکاح میں ہرگز نہ دیتے! اور نہ ہی ایک دوسرے کے ناموں پر اپنے بچوں کے نام رکھتے! لہذا رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں شب وروز گزارنے والے، اور اسلام کے لیے

اپنی بے پناہ خدمات پیش کرنے والے، ان حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے خلاف، رافضی شیعوں کا تمام تر پروپیگنڈہ بے بنیاد، اوران کے ٹیڑھے دِلوں کا شاخسانہ ہے!!۔

نبئ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور سیّدُنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان رشتہ داری

امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بہت ہی پیارے صحابی، اور سفر وحضر کے ساتھی ہیں، آپ رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بے حد محبت کرتے ہیں، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے نکاح کا پیغام بھیجا، تو سیّدُنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سعادت سمجھتے ہوئے اسے قبول فرمایا، اور اپنی بیٹی سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عقدِ مبارک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کردیا، اس رشتے کے لحاظ سے آپ کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سُسر ہونے کا شرف حاصل ہے [1]۔

علاوہ ازیں نبئ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زوجۂ محترمہ اُمّ المؤمنین سیّدہ میمونہ بنت حارث [2]، اور سیّدُنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ محترمہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا، اپنی والدہ ہند بنت عَوف کی طرف سے باہم بہنیں ہیں [3]، اس حیثیت سے بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رشتہ دار ہیں۔

نبئ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور سیّدُنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان رشتہ داری

نبئ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ام المؤمنین حضرت سیّدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے نکاح کا پیغام بھیجا، تو امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اسے، دونوں جہاں کی سعادت جانتے ہوئے خوشی خوشی قبول کیا، اور اپنی بیٹی اُمّ المؤمنین سیّدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نبئ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نکاح میں دے کر، اس

---

(۱) انظر: "الطبقات الكبرى" الطبقة ٦، عائشة بنت أبي بكر الصديق، ٨/ ٥٨.

(۲) المرجع نفسه، أم الفضل وهي لُبابة الكبرى ابنة الحارث بن حزن، ٨/ ٢٧٧.

(۳) المرجع السابق، أسماء بنت عميس بن معد، ٨/ ٢٨٢.

عالی گھرانے سے اپنی نسبت کو مضبوط کیا، اس رشتے کے لحاظ سے سیّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو بھی حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے سُسر ہونے کا شرف حاصل ہے[1]۔

سیّدُنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی اہلِ بیتِ اَطہار سے رشتہ داری

حضرت سیّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی پوتی، اور حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی بیٹی سیّدہ حفصہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا، نواسۂ رسول حضرت سیّدنا امام حسن بن علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی زَوجۂ محترمہ ہیں، اس رشتے سے حضرت سیّدُنا امام حسن بن علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا، سیّدُنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے داماد ہیں[2]۔ اہلِ بیتِ کرام اور آلِ صدیقِ اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم کا باہم رشتہ داریاں قائم کرنا، ان حضرات کے درمیان پیار، محبت اور اُلفت ویگانگت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

سیّدُنا فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی اہلِ بیتِ اَطہار سے رشتہ داری

حضرت سیّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اہلِ بیتِ اَطہار کے عظیم اور صالح گھرانے سے، اپنی نسبت قائم کرنے کے لیے سرورِ کونَین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی نواسی، اور سیّدہ فاطمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی بیٹی سیّدہ اُمِ کُلثوم بنت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے نکاح فرمایا، یوں آپ سیّدُنا مَولا علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے داماد، سیّدُنا امام حسن وحسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے بہنوئی، سیّدُنا امام زین العابدین کے پھوپھا، اور سیّدُنا امام جعفر صادق رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے رشتے میں دادا ہیں[3]۔

اہلِ بیتِ کرام اور صدیقی خاندان میں نسل درنسل رشتہ داریوں کا سلسلہ

اہلِ بیتِ کرام اور سیّدُنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے خاندان میں، باہمی محبت واُلفت کے سبب، نسل دَرنسل رشتہ داریوں کا سلسلہ جاری رہا۔ سیّدہ اُمِ فروہ بنت قاسم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا، حضرت سیّدُنا محمد

---

(١) "تهذيب التهذيب" كتاب النساء، حرف الحاء، من اسمها حفصة، ر: ٢٧٦٣، ١٢/ ٤١٠.

(٢) انظر: "الطبقات الكبرى" الطبقة ٦، حفصة بنت عبد الرحمن بن أبي بكر الصديق، ٨/ ٤٦٨.

(٣) انظر: "أسد الغابة" كتاب النساء، الكُنى من النساء الصحابيات، حرف الكاف، أم كُلثوم بنت علي، ر: ٧٥٨٦، ٧/ ٣٧٧. و"الإصابة في تمييز الصحابة" كتاب النساء، حرف الكاف، القسم ٤، أم كُلثوم بنت علي، ر: ١٢٢٣٧، ٨/ ٤٦٥.

بن ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی پوتی، حضرت سیّدُنا عبد الرحمن بن ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ کی نواسی، اور امیر المؤمنین سیّدُنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پڑپوتی وپڑنواسی تھیں، ان کا نکاح سیّدُنا امام زین العابدین ابن امام حسین رضی اللہ تعالیٰ کے صاحبزادے امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا، حضرت امام جعفرِ صادق رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سیّدہ اُمّ فروہ بنت قاسم اور سیّدُناامام باقر ابن امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے صاحبزادے ہیں[1]۔

سیّدُنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اہلِ بیتِ اَطہار میں رشتہ داری

سیّدُناعثمانِ غنی اور سیّدُناعلی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ کے درمیان، سب سے اہم رشتہ یہ ہے کہ ان دونوں برگزیدہ ہستیوں کو، دامادِ رسول ہونے کا عظیم شرف حاصل ہے، سیّدُناعثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نکاح یکے بعد دیگرے حضور نبیِّ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دو۲ صاحبزادیوں (سیّدہ رُقیّہ اور سیّدہ اِمِ کُلثوم رضی اللہ تعالیٰ) سے ہوا[2]، جبکہ حضرت سیّدُنامَولاعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نکاح خاتونِ جنّت سیّدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ سے ہوا[3]۔

نیز سیّدُنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے، حضرت عبد اللہ بن عَمرو بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نکاح سیّدُنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پوتی، اور سیّدُناامام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی سیّدہ فاطمہ بنت حسین رضی اللہ تعالیٰ سے ہوا[4]۔

اسی طرح سیّدُنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوسرے پوتے، حضرت زید بن عَمرو بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نکاح، سیّدُنا مَولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دوسری پوتی سیّدہ سکینہ بنت حسین رضی اللہ تعالیٰ سے ہوا[5]۔

---

(١) انظر: "الكاشِف في معرفة مَن له رواية في الكتب الستّة" للذّهبي، حرف الجيم، ر: ٧٩٨، ١/ ٢٩٥.

(٢) انظر: "الإصابة في تمييز الصحابة" كتاب النساء، حرف الكاف، القسم الأول، أم كُلثوم، ر: ١٢٢٢٦، ٨/ ٤٦٠.

(٣) المرجع نفسه.

(٤) انظر: "المنتظم في تاريخ الأمم والملوك" ثمّ دخلت سنة سبع عشرة ومئة، ذكر من توفّي في هذه السنة من الأكابر، فاطمة بنت الحسين بن علي بن أبي طالب، ر: ٦٣٠، ٧/ ١٨٢.

(٥) المرجع نفسه، سكَينة بنت الحسين بن علي بن أبي طالب، ر: ٦٢٣، ٧/ ١٧٦.

صحابہ واہلِ بیتِ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ناموں میں یکسانیت

خاندانِ اہلِ بیت سے نام نہاد محبت کے نام پر، رَوافض (شیعوں) نے خلفائے راشدین، اور بعض دیگر صحابہ کی توہین وتنقیص کا وطیرہ اپنا رکھا ہے، جس کی شریعتِ اسلامیہ میں کسی طَور پر اجازت نہیں، نیز صحابہ واہلِ بیتِ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے باہمی تعلق کا جو بناوٹی نقشہ، یہ گمراہ وبددین لوگ پیش کرتے ہیں، اس کا حقائق سے کوئی تعلق نہیں؛ کیونکہ ان مقدّس ہستیوں کے باہمی پیار ومحبت کا تو یہ عالَم ہے، کہ اہلِ بیتِ کرام جلیل القدر صحابہ، مثلاً سیّدُنا ابو بکر صدیق، سیّدُنا عمر، اور سیّدُنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ کے ناموں کی نسبت سے، اپنے بچوں کے نام رکھنے میں فخر محسوس کرتے ہیں، بلکہ ان بزرگ صحابہ کے ناموں کو برکت کا ذریعہ جانتے تھے، اہلِ بیتِ کرام کی جانب سے خُلفائے راشدین کے اسمائے گرامی کی مُناسبت سے رکھے جانے والے، چند نام حسبِ ذیل ہیں:

(۱) حضرت ابوبکر بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

یہ حضرت سیّدُنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے ہیں، ان کی والدہ کا نام "اُمِ لَیلی بنت مسعود نہشلی" ہے[1]، مَولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کا نام امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام پر رکھ کر، سیّدُنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنی محبت کا اظہار فرمایا۔

(۲) حضرت عمر بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

یہ بھی امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے ہیں، ان کی والدہ کا نام "صہباء بنت حبیب بن بُجَیر" ہے، حضرت احمد عجلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، کہ حضرت عمر بن علی

---

(۱) انظر: "تاريخ الطَبَري" سنة ٦١، مقتل الحسين رضي الله عنه، ذكر أسماء مَن قُتل من بني هاشم مع الحسين، ٥/ ٤٦٨.

بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ ثقہ تابعی ہیں[1]۔

(۳) حضرت عثمان بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ:

یہ بھی حضرت سیّدُنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالی عنہ کے بیٹے ہیں، ان کی والدہ کا نام "ام البنین" ہے، ان کا نام امیر المؤمنین سیّدُنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالی عنہ کے نام پاک پر رکھا گیا، یہ اپنے بھائی سیّدُنا امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کے ساتھ میدانِ کربلا میں شہید ہوئے[2]۔

(۴) حضرت ابوبکر بن حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہم:

یہ حضرت سیّدُنا امام حسن بن علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالی عنہ کے بیٹے ہیں، ان کی والدہ ام وَلَد (ایک لَونڈی) تھی، آپ بھی اپنے چچا سیّدُنا امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کے ساتھ میدانِ کربلا میں شہید ہوئے[3]۔

(۱) انظر: "الكامل في التاريخ" لابن الأثير، ثم دخلت سنة ثلاث عشرة، ذكر مسير خالد بن الوليد من العراق إلى الشام، ۲/ ۲۵۳. و"تاريخ الإسلام" للذهبي، الطبقة التاسعة أحداث الحوادث من سنة ۸۱ إلى ۹۰، تراجم رجال هذه الطبقة، عمر بن علي بن أبي طالب، ٦/ ٨٦.

(۲) انظر: "تاريخ الطَبَري" سنة إحدى وستين، مقتل الحسين رضي الله عنه، ذكر أسماء من قتل من بني هاشم مع الحسين، ٥/ ٤٦٨.

(۳) المرجع نفسه.

بابِ چہارم ۴

خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مقام و مرتبہ

باب۴

خلفائے راشدین رضی اللہ تعالی عنہم کا مقام ومرتبہ

فصل اوّل

سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ قرآن کریم کی رَوشنی میں

امیر المؤمنین سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کا نام عبد اللہ اور لقب صدیق وعتیق ہے۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہ کے والد گرامی کا نام ابو قُحافہ عثمان، اور والدہ محترمہ کا نام امّ الخیر سلمٰی ہے۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہ کا سلسلۂ نسب ساتویں پشت میں، رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے نسب شریف سے ملتا ہے۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہ نبئ کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے عمر میں تقریبًا ۲ سال چھوٹے ہیں، آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے مَردوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا، آپ رضی اللہ تعالی عنہ زمانۂ جاہلیت میں بھی اپنی قوم میں معزّز ومکرّم تھے، قبلِ اسلام بھی آپ نے کبھی شراب نوشی نہیں کی، آپ رضی اللہ تعالی عنہ تمام غزوات میں شریک رہے[1]۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہ کی شانِ اقدس میں متعدّد آیات قرآنیہ نازل ہوئیں، اور آپ رضی اللہ تعالی عنہ وہ واحد صحابی ہیں، جن کی صحابیت قرآنِ کریم سے ثابت ہے!۔

یارِ غار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ

(۱) مکۂ مکرّمہ سے ہجرت کے وقت، رحمتِ عالمیان صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ دَورانِ سفر، غارِ ثَور میں بھی قیام پذیر ہوئے، اللہ تعالی نے اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ﴾[2] "صرف دو ۲ جان سے، جب وہ دونوں (سیّد العالمین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اور حضرت

---

(۱) "تاريخ الخلفاء" الخليفة الأوّل: أبو بكر الصدّيق رضي الله تعالى عنه، صـ۴۱.

(۲) پ ۱۰، التوبة: ۴۰.

ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) غار میں تھے"۔ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک کثیر جماعت ہونے کے باوجود، اللہ تعالی نے ہجرت کے وقت مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف، حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ، کسی اَور کو نہیں بخشا۔ یہ خصوصیت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عظیم مرتبہ، اور دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر آپ کی افضلیت پر دلالت کرتی ہے، ع

سایۂ مصطفی مایۂ اصطفی عزّ ونازِ خلافت پہ لاکھوں سلام

یعنی اُس افضلُ الخلق بعدَ الرُسُل ثانی اثنَینِ ہجرت پہ لاکھوں سلام[۱]

علاوہ ازیں علمائے کرام فرماتے ہیں، کہ حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحابیت، اس آیت مبارکہ سے بھی ثابت ہے[۲]۔ لہٰذا ان کی صحابیت کا انکار کفر ہے[۳]۔ امام فخر الدین رازی قدّس سرّہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں: "قال الحسينُ بن فضيل البجلي: من أنكَر أن يكونَ أبو بكر صاحبَ رسولِ الله ﷺ، كان كافراً"[٤] "حسین بن فضیل بَجلی رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں، کہ جس نے سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صحابیٔ رسول ہونے کا انکار کیا، وہ کافر ہے"۔

---

(۱) "حدائق بخشش" حصّہ دُوم ۲، صـ۳۱۱- ۳۱۲۔

(٢) "التفسير الكبير" پ ١٠، التوبة، تحت الآية: ٤٠، ١٦/ ٥١. و"تاريخ الخلفاء" الخلفاء الراشدون، صـ٢٦-٣٠ ملتقطاً.

(٣) "الدرّ المختار" كتاب الصلاة، باب الإمامة، ٣/ ٥٦١.

(٤) "التفسير الكبير" پ ١٠، التوبة، تحت الآية: ٤٠، ١٦/ ٥١.

حضرت سیّدنا ابو بکر صدّیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فضیلت اور وُسعت والے ہیں

(۲) اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: ﴿وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ﴾[1] "قسم نہ کھائیں وہ جو تم میں فضیلت اور وُسعت والے ہیں"۔ یعنی حضرت سیّدنا ابو بکر صِدّیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ[2]۔

یہ آیت مبارکہ بھی سیّدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی شان میں نازل ہوئی، اس کا پس منظر یہ ہے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے قسم کھالی تھی، کہ اپنی خالہ کے بیٹے حضرت سیّدنا مِسطَح رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو (اُن کی غربت کے سبب) جو وظیفہ دیتے ہیں، نہیں دیں گے؛ کیونکہ انہوں نے حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا پر تہمت لگانے والوں کے ساتھ مُوافقت کی تھی، چنانچہ جب اس بارے میں یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی، تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: «وَاللهِ! إِنِّي لَأُحِبُّ أَنْ يَغْفِرَ اللهُ لِي، فَرَجَعَ إِلَى مِسْطَحٍ نَفَقَتَهُ الَّتِي كَانَ يُنْفِقُ عَلَيْهِ، وَقَالَ: وَاللهِ لَا أَنْزِعُهَا مِنْهُ أَبَداً!»[3] "بے شک میری آرزو ہے، کہ اللہ ربّ العزّت میری مغفرت فرما دے! پھر حضرت سیّدنا مِسطَح رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا وظیفہ دوبارہ جاری کر دیا، اور فرمایا کہ خدا کی قسم! اسے کبھی موقوف نہیں کروں گا"۔

حق لانے والے اور اُس کی تصدیق کرنے والے

(۳) اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: ﴿وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ﴾[4] "وہ جو یہ سچ لے کر تشریف لائے، اور وہ جنہوں نے ان کی تصدیق کی، یہی خوفِ خدا والے

---

(۱) پ ۱۸، النور: ۲۲.

(۲) "تفسير ابن كثير" پ ۱۸، النور، تحت الآية: ۲۲، ۳/ ۲۸۰.

(۳) "صحيح البخاري" كتاب المغازي، باب حديث الأفك، ر: ٤١٤١، صـ٧٠٤. و"تفسير الطبَري" پ ۱۸، النور، تحت الآية: ۲۲، ۱۹/ ۱۳٦، ۱۳۷.

(٤) پ ۲٤، الزمر: ۳۳.

ہیں"۔ اس آیت مبارکہ سے متعلق مفسّرین کرام فرماتے ہیں کہ "سچ لے کر تشریف لانے والے رسول اکرم ﷺ ہیں، اور اس کی تصدیق کرنے والے حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں"[1]۔

بارگاہِ ربّ العزّت میں سیّدنا ابوبکر صدیق کی عرض

(۴) رب کریم کا ارشادِ مبارک ہے: ﴿حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَ بَلَغَ اَرْبَعِیْنَ سَنَةًۙ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْۤ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَ عَلٰى وَالِدَیَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَ اَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْكَ وَ اِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ﴾[2] "یہاں تک کہ جب اپنے زور کو پہنچا، اور چالیس ۴۰ برس کا ہوا، عرض کی: اے میرے رب! میرے دل میں ڈال کہ میں تیری نعمت کا شکر ادا کروں! جو تُو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کی (کہ ہم سب کو اسلام سے مشرّف کیا) اور میں وہ کام کروں جو تجھے پسند آئے! اور میرے لیے میری اولاد میں صلاح رکھ! میں تیری طرف رجوع لایا! اور میں مسلمان ہوں!"۔

مفسرین کرام اس آیت مبارکہ کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں: "الآيةُ نَزَلَتْ فِي أَبِي بَكْرٍ"[3] "یہ آیت مبارکہ حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی"۔

---

(۱) انظر: "تفسير الطَبَري" پ ٢٤، الزمر، تحت الآية: ٣٣، ٢١/ ٢٩٠. و"تفسير السمرقندي" پ ٢٤، الزمر، تحت الآية: ٣٣، ٣/ ١٨٦.

(۲) پ ٢٦، الأحقاف: ١٥.

(۳) "جامع البيان في تأويل القرآن" پ ٢٦، الأحقاف، تحت الآية: ١٥، ٢٢/ ١١٥. و"تفسير القرآن" للسمعاني، پ ٢٦، الأحقاف، تحت الآية: ١٥، ٥/ ١٥٤. و"تفسير البغَوي" پ ٢٦، الأحقاف، تحت الآية: ١٥، ٤/ ١٩٥.

بڑے پرہیزگار حضرت صدیقِ اکبر کو، جہنم سے دُور رکھا جائے گا

(۵) اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى ۝ الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّى ۝ وَمَا لِأَحَدٍ عِنْدَهُ مِنْ نِعْمَةٍ تُجْزَى ۝ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلَى ۝ وَلَسَوْفَ يَرْضَى﴾[1] "اور بہت جلد اس (جہنم) سے دُور رکھا جائے گا، جو سب سے بڑا پرہیزگار (یعنی حضرت سیّدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالی عنہ) ، جو اپنا مال دیتا ہے تاکہ ستھرا ہو، اور کسی کا اس پر کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے، صرف اپنے رَب کی رضا چاہتا ہوا، جو سب سے بلند ہے، اور بے شک قریب ہے کہ وہ راضی ہو گا!"۔

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں، امام محی السنّہ بغَوی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ "تمام مفسّرین کے نزدیک، اس آیت میں لفظ "اَتقی" سے مراد، سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ ہیں"[2]۔ ابن جَوزی قدس سرہ نے بھی اس پر اِجماع واتفاق نقل کیا ہے[3] ؏

خدا اِکرام فرماتا ہے اَتقی کہہ کے قرآں میں کریں پھر کیوں نہ اِکرام اَتقیا صدیقِ اکبر کا[4]

اللہ کے دشمن اُمیہ بن خَلف کا قصۂ مشہورہ

آیت مبارکہ: ﴿وَمَا لِأَحَدٍ عِنْدَهُ مِنْ نِعْمَةٍ تُجْزَى﴾[5] میں ﴿تُجْزَى﴾ کی قید ذکر فرمائی گئی ہے، لہذا بالیقین آیۂ کریمہ حضرت سیّدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالی عنہ ہی کی شان میں ہے، اور شانِ نُزول بھی کہ ولیُ اللہ سیّدنا

---

(۱) پ ۳۰، الليل: ۱۷-۲۱.

(۲) "تفسير مَعالم التنزيل" پ ۳۰، الليل، تحت الآية: ۱۸، ٤/ ٤٩٦.

(۳) "زاد المسير في علم التفسير" الليل، تحت الآية: ۱۷، ٤/ ٤٥٥.

(۴) "ذوقِ نعت" ص۴۵۔

(۵) پ ۳۰، الليل: ۱۹.

صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے دشمن اُمیہ بن خلف کا قصۂ مشہورہ [۱] بھی اسی پر شاہد ہے [۲]۔

(۱) اُمیّہ بن خلف حضرت سیّدنا بلال رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو (جو اس کی مِلکیت میں تھے) دِین اسلام سے منحرف کرنے کے لیے، طرح طرح کی تکلیفیں دیتا، اور انتہائی ظلم وستم کیا کرتا تھا، ایک روز حضرت سیّدنا صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی نے دیکھا، کہ اُمیّہ نے حضرت سیّدنا بلال رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو گرم زمین پر ڈال کر، تپتے ہوئے پتھر ان کے سینہ پر رکھ دیے ہیں، اور اس حال میں بھی کلمۂ ایمان ان کی زبان پر جاری ہے، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی نے اُمیّہ سے فرمایا کہ ایک خدا پرست پر یہ سختیاں ؟! اس نے کہا: آپ کو اس کی تکلیف ناگوار ہو تو اسے خرید لیجیے! آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی نے گراں قیمت پر انہیں خرید کر آزاد کر دیا۔

(۲) "تفسير مُقاتل بن سليمان" الليل، تحت الآية: ١٩، ٤/ ٧٢٣، ٧٢٤.

فصل ۲

حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیثِ نبوی کی روشنی میں

خلافت کے اوّلین حقدار

(۱) حضرت سیّدنا جُبیر بن مُطعِم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ ایک خاتون نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں، نبیٔ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں دوبارہ آنے کو حکم فرمایا، انہوں نے عرض کی کہ اگر آپ کو نہ پاؤں تو؟ فرمایا: «إِنْ لَمْ تَجِدِينِي، فَأْتِي أَبَا بَكْرٍ!»[1] "اگر مجھے نہ پاؤ تو ابوبکر کے پاس آجانا!"۔

حضرت صدیقِ اکبر کی شان سب سے نرالی ہے!

(۲) حضرت سیّدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خصائص سے اس قدر کافی ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی شانِ گرامی کو، تمام شانوں سے الگ کر دیا، اور انہیں خاص اپنی ذاتِ پاک کے لیے منتخب کر لیا، اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ارشاد فرمایا: «هَلْ أَنْتُمْ تَارِكُونَ لِي صَاحِبِي! هَلْ أَنْتُمْ تَارِكُونَ لِي صَاحِبِي!»[2] "کیا تم لوگ ایسا کر سکتے ہو، کہ میرے یار کو میرے لیے چھوڑ دو! کیا تم لوگ میرے یار کو میرے لیے چھوڑ سکتے ہو!"ع

---

(١) "صحيح البخاري" كتاب فضائل أصحاب النّبي ﷺ، باب، ر: ٣٦٥٩، صـ٦١٤. و"صحيح مسلم" كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل أبي بكر الصديق، ر: ٦١٧٩، صـ١٠٥١. و"سنن الترمذي" أبواب المناقب، باب قوله لامرأة: «إن لم تجديني فأتي أبا بكر» ر: ٣٦٧٦، صـ٨٣٧. [قال أبو عيسى:] "هذا حديثٌ صحيح".

(٢) "صحيح البخاري" كتاب التفسير [باب] ﴿الْمَنَّ وَالسَّلْوَى﴾ ر: ٤٦٤٠، صـ٧٩٥.

بیاں ہو کس زباں سے مرتبہ صدیق اکبر کا ہے یارِ غار محبوبِ خدا صدیق اکبر کا[1]

جنّتی انسان میں پائی جانے والی خوبیاں

(۳) حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: «مَنْ أَصْبَحَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ صَائِماً؟» "تم میں سے آج روزہ دار کون ہے؟" حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: میں۔ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: «فَمَنْ تَبِعَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ جَنَازَةً؟» "آج تم میں سے جنازہ میں شرکت کس نے کی؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: میں نے۔ رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: «فَمَنْ أَطْعَمَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مِسْكِيناً؟» "آج تم میں سے کس نے مسکین کو کھانا کھلایا؟" حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: میں نے۔ رسولِ مکرّم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: «فَمَنْ عَادَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مَرِيضاً؟» "آج تم میں سے کس نے مریض کی عیادت کی؟" حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: میں نے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: «مَا اجْتَمَعْنَ فِي امْرِئٍ، إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ!»[2] "جب کسی میں یہ سب خوبیاں جمع ہو جائیں، تو وہ جنّتی ہے!"۔

سیّدنا ابو بکر صدیق کے حسنِ سلوک کا بدلہ

(۴) مولائے اکرم وآقائے اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: «مَا لِأَحَدٍ عِنْدَنَا يَدٌ إِلَّا وَقَدْ كَافَيْنَاهُ، مَا خَلَا أَبَا بَكْرٍ؛ فَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا يَدًا يُكَافِئُهُ اللهُ بِهِ يَوْمَ القِيَامَةِ!»[3] "ابو بکر کے سِوا کسی کا ہمارے

---

(۱) "ذوقِ نعت" ص۴۴۔

(۲) "صحيح مسلم" كتاب الزكاة، باب فضل من ضمّ إلى الصدقة غيرها من أنواع البرّ، ر: ٢٣٧٤، صـ٤١٤، ٤١٥. و"السنن الكُبرى" للنَّسائي، كتاب المناقب، فضل أبي بكر الصديق، ر: ٨٠٥٣، ٧/ ٢٩٥. و"صحيح ابن خزَيمة" كتاب الصيام، باب ذكر إيجاب الله ﷻ الجنّة للصائم يوماً واحداً، ر: ٢١٣١، ٣/ ٣٠٤. و"السنن الكُبرى" للبَيهقي، جُماع أبواب صدقة التطوُّع، باب فضل من أصبح صائماً وتبع جنازة، ر: ٧٨٣٠، ٤/ ٣١٨.

(۳) "سنن الترمذي" أبواب المناقب، باب [«ما لأحدٍ يدٌ إلّا وقد كافيناه، ما خلا أبا بكر»] ر: =

ساتھ کوئی ایسا سُلوک نہیں، جس کا ہم نے بدلہ نہ دے دیا ہو، مگر ابوبکر کا ہمارے ساتھ وہ حسنِ سُلوک ہے، جس کا بدلہ اللہ تعالی ہی انہیں بروزِ قیامت عطا فرمائے گا!"۔

اُمّتِ محمدیہ پر سب سے زیادہ مہربان شخص

(۵) حضرت سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: «أَرْحَمُ أُمَّتِي بِأُمَّتِي أَبُو بَكْرٍ!»[1] "میری اُمّت پر سب سے زیادہ مہربان امّتی ابوبکر ہے!"۔

سیّدنا ابوبکر صدیق کی قربانیوں کا اعتراف

(۶) مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «إِنَّ أَمَنَّ النَّاسِ عَلَيَّ فِي صُحْبَتِهِ وَمَالِهِ: أبو بَكْرٍ!»[2] "تمام لوگوں میں، اپنی صحبت ومال سے، ابوبکر جیسا سُلوک میرے ساتھ کسی نے نہیں کیا!"۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ کے لقب "صدیق" کا سبب

(۷) حضرت سیّدنا ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ کے لقب "صدیق" کا سبب بیان کرتے ہوئے، امّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا: «لَـمَّا أُسْرِيَ بِالنَّبِيِّ ﷺ إِلَى المَسْجِدِ الْأَقْصَى، أَصْبَحَ يَتَحَدَّثُ النَّاسُ بِذَلِكَ فَارْتَدَّ نَاسٌ، فَمَنْ كَانَ آمَنُوا بِهِ وَصَدَّقُوهُ، وَسَمِعُوا بِذَلِكَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ رضي الله عنه، فَقَالُوا: هَلْ لَكَ إِلَى صَاحِبِكَ يَزْعُمُ أَنَّهُ أُسْرِيَ بِهِ اللَّيْلَةَ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ؟ قَالَ: أَوَ قَالَ ذَلِكَ؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: لَئِنْ كَانَ قَالَ ذَلِكَ لَقَدْ صَدَقَ!

=

٣٦٦١، صـ٨٣٤. [قال أبو عيسى:] "هذا حديثٌ حسن، غريبٌ من هذا الوجه".

(١) "سنن الترمذي" باب مناقب معاذ بن جبل، وزيد بن ثابت ...إلخ، ر: ٣٧٩١، صـ٨٦٠. [قال أبو عيسى:] "هذا حديثٌ حسنٌ صحيح".

(٢) "صحيح البخاري" كتاب الصلاة، باب الخوخة والممر في المسجد، ر: ٤٦٦، صـ٨١. و"صحيح مسلم" كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل أبي بكر الصديق رضي الله عنه، ر: ٦١٧٠، صـ١٠٤٩.

قَالُوا: أَوَ تُصَدِّقُهُ أَنَّهُ ذَهَبَ اللَّيْلَةَ إِلَى بَيْتِ المَقْدِسِ، وَجَاءَ قَبْلَ أَنْ يُصْبِحَ؟ قَالَ: نَعَمْ، إِنِّي لَأُصَدِّقُهُ فِيمَا هُوَ أَبْعَدُ مِنْ ذَلِكَ، أُصَدِّقُهُ بِخَبَرِ السَّمَاءِ فِي غَدْوَةٍ أَوْ رَوْحَةٍ!»(۱).

"جب نبیِ رَحمت ﷺ کو سفر معراج میں، مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ لایا گیا، اور آپ ﷺ نے صبح لوگوں کے سامنے، جب اس واقعہ کو بیان فرمایا، تو لوگوں نے اس بارے میں چہ مگوئیاں شروع کر دیں، کچھ لوگ اس واقعہ کے انکاری ہو کر مرتَد ہو گئے، اور ایمان والوں نے اس کی تصدیق کی۔ پھر دَوڑتے ہوئے حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچے اور کہنے لگے، کہ آپ اپنے دوست (محمد) کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ جو وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے راتوں رات، مسجد حرام سے جا کر مسجد اقصیٰ کی سیر کر لی! آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کیا حضور ﷺ نے واقعی ایسا فرمایا ہے؟ لوگوں نے کہا: جی ہاں، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر حضور اکرم ﷺ نے ایسا فرمایا ہے تو یقیناً سچ فرمایا ہے! لوگوں نے کہا کہ کیا آپ اس بات کی بھی تصدیق کرتے ہیں، کہ وہ رات بیت المقدس گئے، اور صبح ہونے سے پہلے واپس بھی آ گئے؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہاں! میں تو اُن کی آسمانی خبروں کی بھی صبح و شام تصدیق کرتا ہوں، جو اس سے بھی زیادہ حیران کُن اور تعجب خیز ہے!"۔

---

(۱) "مصنَّف عبد الرزاق" كتاب المغازي، باب ما جاء في حفر زمزم، ر: ۹۷۱۹، ٥/ ۳۲۱. و"مستدرَك الحاكم" أبو بكر بن أبي قُحافة رضي الله عنهما، ر: ٤٤٠٧، ٥/ ١٦٦٥. [قال الحاكم:] "هذا حديثٌ صحيحُ الإسناد ولم يخرجاه". [وقال الذهبي:] "صحيحٌ".

سب سے پہلے جنّت میں داخل ہونے والا امّتی

(۸) حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «أَتَانِي جِبْرِيلُ فَأَخَذَ بِيَدِي، فَأَرَانِي بَابَ الْجَنَّةِ، الَّذِي تَدْخُلُ مِنْهُ أُمَّتِي» فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: يَا رَسُولَ الله! وَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ مَعَكَ حَتَّى أَنْظُرَ إِلَيْهِ، فَقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أَمَا إِنَّكَ يَا أَبَا بَكْرٍ! أَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي»[1] "میرے پاس جبریل امین آئے، میرا ہاتھ پکڑا، پھر مجھے جنّت کا وہ دروازہ دکھایا، جس سے میری اُمّت داخل ہوگی"۔ سیّدنا ابوبکر نے عرض کی کہ یا رسولَ اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم! کاش کہ میں بھی آپ کے ساتھ ہوتا؛ تاکہ اس دروازے کو دیکھتا! رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: "اے ابوبکر! تم وہ ہو جو میری اُمّت میں، سب سے پہلے جنّت میں جاؤ گے!"۔

اگر میں کسی کو دوست بناتا تو ابوبکر کو بناتا

(۹) حضرت سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، کہ دوجہاں کے سردار صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذاً خَليلاً، لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَليلاً، وَلَكِنَّهُ أَخِي وَصَاحِبِي، وَقَدِ اتَّخَذَ اللهُ صَاحِبَكُمْ خَليلاً!»[2] "اگر میں کسی کو اپنا خلیل (سچا مخلص دوست) بناتا تو ابوبکر کو بناتا، لیکن وہ تو میرے بھائی

---

(۱) "فضائل الصحابة" للإمام أحمد، وهذه الأحاديثُ من حديث أبي بكر بن مالك عن شيوخه، ر: ۲۵۸، ۱/ ۲۲۱. و"سنن أبي داود" كتاب السنّة، باب في الخلفاء، ر: ٤٦٥٢، صـ٦٥٨. و"مستدرَك الحاكم" كتاب معرفة الصحابة رضي الله تعالى عنهم، أمّا حديث ضمرة وأبو طلحة، ر: ٤٤٤٤، ٣/ ٧٧. [قال الحاكم:] "هذا حديثٌ صحيحٌ على شرط الشيخين ولم يخرجاه". [وقال الذهبي:] "على شرط البخاري ومسلم".

(۲) "مصنَّف ابن أبي شَيبة" كتاب الفضائل، ما ذكر في أبي بكر الصديق، ر: ٣١٩٥٩، ٦/ ٣٥٢. و"صحيح مسلم" كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل أبي بكر الصديق رضي الله تعالى عنه، ر: ٦١٧٠، صـ١٠٤٩.

اور میرے ساتھی ہیں، اور اللہ عزّوجلّ نے تمھارے صاحب کو (یعنی مجھے) اپنا خلیل (سچا مخلص دوست) بنالیا ہے"۔

یارِ غار اور یارِ حوضِ کوثر

(۱۰) حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا: «أَنْتَ صَاحِبِي عَلَى الحَوْضِ! وَصَاحِبِي فِي الغَارِ!»[1] "اے ابو بکر! تم حوض (کوثر) پر بھی میرے ساتھی ہو! اور غار میں بھی میرے ساتھی ہو!" ع

صدیق بلکہ غار میں جاں اس پہ دے چکے　　　اور حفظِ جاں تو جان فُروضِ غرر کی ہے[2]

جہنم سے آزادی کا پروانہ

(۱۱) حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے، کہ حضرت ابو بکر صدیق بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے، تو سرورِ کونین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: «أَنْتَ عَتِيقُ الله مِنَ النَّارِ!»[3] فَيَوْمَئِذٍ سُمِّيَ عَتِيقاً. "تم اللہ تعالی کی طرف سے آگ سے آزاد شدہ ہو!" (راوی کہتے ہیں کہ) اس دن سے آپ کا نام "عتیق" پڑ گیا۔

---

(۱) "سنن الترمذي" أبواب المناقب، باب [قوله ﷺ لأبي بكر وعمر: «هكذا نبعث يوم القيامة» ...إلخ] ر: ۳٦٧٠، صـ٨٣٥. [قال أبو عيسى:] "هذا حديثٌ حسنٌ غريبٌ صحيح".

(۲) "حدائق بخشش" حصّہ اوّل، ص۲۰۴۔

(۳) "سنن الترمذي" أبواب المناقب، باب [تسمية عتيقاً] ر: ۳٦٧٩، صـ٨٣٧. [قال أبو عيسى:] "وروى بعضُهم هذا الحديث عن معنٍ، وقال عن موسى بن طلحة عن عائشة". و"مستدرَك الحاكم" كتاب معرفة الصحابة، ذكر مناقب محمد بن طلحة بن عبيد الله السجاد، ر: ٥٦١١، ٣/ ٤٢٤. [قال الحاكم:] "صحيحٌ على شرط مسلم ولم يخرجاه". [وقال الذهبي:] "على شرط مسلم".

امامت کے حقدار

(۱۲) حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «لا ينبغي لقومٍ فِيهمْ أَبُو بَكْرٍ، أَنْ يَؤُمَّهُمْ غَيْرُهُ!»[1] "جس قوم میں ابوبکر ہوں، انہیں لائق نہیں کہ ان کی امامت ابوبکر کے سوا کوئی اَور کرے!"۔

جامع قرآن سیّدُنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ

(۱۳) حضرت سیّدُنا زید بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ "حضرت سیّدنا صدّیقِ اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا، کہ جناب فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ میرے پاس آئے اور فرمایا، کہ جنگِ یمامہ میں کثیر حُفّاظِ قرآن نے شہادت پائی ہے، اور قاریوں کے مختلف جنگوں میں شہید ہو جانے کے باعث، قرآنِ کریم کا کثیر حصہ ضائع ہو جانے کا اندیشہ ہے! لہٰذا میری رائے ہے کہ آپ قرآنِ کریم یکجا کرنے کے لیے کسی کو حکم فرمائیں! میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا: «كيفَ تفعلُ شيئاً لم يفعَلْه رسولُ الله صلى الله تعالى عليه وسلم؟» "وہ کام کیسے کرسکتے ہو جو رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے نہیں کیا؟" حضرتِ عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ اللہ کی قسم اس کام میں خیر ہے! حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ مجھ سے وقتاً فوقتاً یہی مُطالبہ کرتے رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالی نے اس معاملہ میں میرا سینہ بھی کھول دیا، اور میں بھی حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی بات سے متفق ہو گیا"[2]۔

(١) "سنن الترمذي" أبواب المناقب، باب [«لا ينبغي لقومٍ فِيهمْ أَبُو بَكْرٍ، أَنْ يَؤُمَّهُمْ غَيْرُهُ!» ...إلخ] ر: ٣٦٧٣، صـ٨٣٦. [قال أبو عيسى:] "هذا حديثٌ حسنٌ غريب".

(٢) "صحيح البخاري" باب جمع القرآن، ر: ٤٩٨٦، صـ٨٩٤.

فصل ۳

حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضي الله تعالى عنه اقوالِ علماء کی روشنی میں

اسلام میں سب سے افضل صحابی

(۱) امام ابنِ عساکر وغیرہ، سالم بن ابی الجعد سے راوی ہیں کہ "میں نے امام محمد بن حنفیہ سے عرض کی: "هل كان أبو بكر أوّلُ القوم إسلاماً؟ قَالَ: لَا، قلتُ: فَبِمَ علا أبو بكر وسبقَ، حتّى لَا يذكر أحدٌ غير أبي بكر؟ قَالَ: لأنّه كان أفضلَهم إسلاماً حِين أسلمَ، حَتَّى لحقَ بربِّه"[۱].

"کیا حضرت ابوبکر سب سے پہلے اسلام لائے تھے؟ فرمایا: نہیں، میں نے کہا کہ پھر کیا بات ہے کہ ابوبکر سب سے بالا رہے اور پیشی لے گئے؟ یہاں تک کہ لوگ ان کے سوا کسی کا ذکر ہی نہیں کرتے! فرمایا: یہ اس لیے کہ وہ اسلام میں سب سے افضل تھے جب سے اسلام لائے، یہاں تک کہ اپنے رب عزّوجلّ سے جا ملے"۔

حضرت ابوبکر ہمیشہ حضورِ اقدس صلى الله تعالى عليه وسلم کی رِضا میں رہے

(۲) سیّدنا امام ابو الحسن اَشعری رضي الله تعالى عنه فرماتے ہیں: "لم يزل أبو بكر رضي الله تعالى عنه بعين الرِضا منه"[۲] "سیّدنا ابوبکر صدیق رضي الله تعالى عنه ہمیشہ حضورِ اقدس صلى الله تعالى عليه وسلم کی رِضا (خوشنودی) میں رہے"۔

(۳) امامِ اجلّ تقی الدّین سُبکی قدّس سرّہ فرماتے ہیں: "إنّ الصّديقَ رضي الله تعالى عنه لم يثبت عنه حالةُ كفرٍ بالله، كما ثبتتْ عن غيره ممن آمَن، وهو الذي سمعناه من أشياخِنا، ومَن يُقتدَى به، وهو

---

(۱) "مصنَّف ابن أبي شَيبة" كتاب المَغازي، إسلام علي بن أبي طالب، ر: ۳٦٥٩٥، ۷/ ۳۳۸.

(۲) انظر: "إرشاد السّاري" كتاب مناقب الأنصار، باب إسلام أبي بكر الصّديق رضي الله تعالى عنه، ۸/ ۳۷۰، نقلاً عن الأشعري.

الصوابُ إن شاء الله تعالى"(۱). "صحیح بات یہ ہے کہ یوں کہا جائے، کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کبھی بھی، اللہ تعالی کا انکار (کفر) ثابت نہیں، جیسا کہ ایمان لانے سے پہلے، دیگر لوگوں سے ثابت ہے۔ یہ وہ بات ہے جسے ہم نے اپنے بزرگوں، اور قابلِ اتّباع لوگوں سے سنا، تو یہی بات درست تر ہے، ان شاء اللہ!"۔

سب سے پہلے ایمان لا کر اسے ظاہر کرنے والا امّتی

(۴) امام قَسطلانی "مَواہبِ لدُنیہ" میں فرماتے ہیں: "أوّل رجل عربي بالغ أسلَم وأظهَر إسلامَه، أبو بكر بن أبي قُحافة"(۲) "سب سے پہلے ایمان لانے والے، اور اپنا اسلام ظاہر کرنے والے، بالغ عربی مرد حضرت ابوبکر بن ابی قُحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں"۔

حضرت سیّدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گالی دینے والا کافر ہے

(۵) حضرت موسیٰ بن ہارون بن زیاد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا، کہ میں نے محمد بن یوسف فریابی رحمہ اللہ تعالیٰ سے سنا، کہ ان سے کسی نے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گالی دینے والے کے بارے میں پوچھا، تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب دیا: "كافرٌ. قال: فيصلّى عليه؟ قال: لا. وسألتُه: كيف يُصنَع به؟ وهو يقول: لا إله إلّا الله! قال: لا تمسّوه بأيديكم ارفعوه بالخشب! حتّى تواروه في حفرته"(۳) "وہ کافر ہے۔ اس نے کہا کہ کیا اس کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی؟ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا: نہیں۔ میں نے ان سے پوچھا کہ پھر اس بات کا کیا کیا جائے گا کہ وہ تو "لا الہ الّا اللہ" کہتا ہے؟ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب دیا، کہ اس کے جسم کو ہاتھ نہ لگاؤ، بلکہ لکڑی کے ذریعے اسے اٹھاکر، گھڑے میں ڈال دو!"۔

(۱) المرجع نفسه، نقلاً عن تقي الدين السُّبكي.
(۲) "المواهب اللدُنّية" المقصد ۱، دقائق حقائق بعثته ﷺ، ۱/ ۱۳۱.
(۳) "السنّة" لابن الخلال، جامع أمر الرافضة، ر: ۷۹٤، صـ۴۹۹.

فصل ۴

حضرت سیّدنا عمر بن خطّاب رضی اللہ تعالی عنہ قرآن کریم کی روشنی میں

اَحکامِ الٰہیہ کی پابندی کرنے والے

(۱) ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَ الْمَيْسِرِ ؕ قُلْ فِيْهِمَاۤ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ ٞ وَ اِثْمُهُمَاۤ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ؕ وَ يَسْـَٔلُوْنَكَ مَا ذَا يُنْفِقُوْنَ ۬ؕ قُلِ الْعَفْوَ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ﴾[۱] "تم سے شراب اور جُوئے کا حکم پوچھتے ہیں، تم فرمادو کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے، اور لوگوں کے لیے کچھ دنیوی نفع بھی ہیں، اور ان کا گناہ ان کے نفع سے بڑا ہے! تم سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں؟ تم فرماؤ: جو فاضل بچے۔ اسی طرح اللہ تعالی تم سے آیتیں بیان فرماتا ہے؛ کہ کہیں تم دنیا و آخرت کے کام سوچ کر کرو!"۔

محی السنّہ ابن فراء بغوی شافعی قدّس سرّہ اس آیت مبارکہ کا شانِ نزول بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "نَزَلَتْ فِي عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، ومُعاذ بن جبل، وَنَفَرٍ مِنَ الْأَنْصَارِ رضي الله تعالى عنهم"[۲] "یہ آیت سیّدنا عمر بن خطّاب، سیّدنا معاذ بن جبل اور کچھ انصار صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم (کی جانب سے شراب اور جُوئے کا حکم دریافت کرنے پر، ان حضرات) کے بارے میں نازل ہوئی"۔

اللہ تعالی کی طرف سے لُزومِ رحمت کے مستحق

(۲) اللہ ربّ العالمین ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَ اِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَ اَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ

---

(۱) پ ۲، البقرة: ۲۱۹.

(۲) "تفسير البَغَوي" پ ۲، البقرة، تحت الآية: ۲۱۹، ۱/ ۲۷۶.

رَّحِيۡمٌ﴾[1] "اور جب تمھارے حضور وہ حاضر ہوں، جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں، تو ان سے فرماؤ کہ تم پر سلام ہو، تمھارے رب نے اپنے ذمّۂ کرم پر رحمت لازم کرلی ہے، کہ تم میں سے جو کوئی نادانی سے کچھ برائی کر بیٹھے، پھر اس کے بعد توبہ کرلے اور سنوَر جائے، تو بے شک اللہ تعالی بخشنے والا مہربان ہے!"۔

ابو الحسن مُقاتل بن سلیمان ازدی رحمۃ اللہ تعالی علیہ اس آیت مبارکہ کا شان نزول بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "نزلتْ في عمر بن الخطّاب، تاب من بعد السُّوء، يعني الشِّرك"[2] "یہ آیت مبارکہ حضرت سیّدنا عمر بن خطّاب رضی اللہ تعالی عنہ کی شان میں نازل ہوئی، جب آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے شرک سے توبہ کی"، اور بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا۔

عفو و درگزر

(۳) ارشادِ خداوندی ہے: ﴿وَ قُلۡ لِّعِبَادِیۡ یَقُوۡلُوا الَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ اِنَّ الشَّیۡطٰنَ یَنۡزَغُ بَیۡنَہُمۡ اِنَّ الشَّیۡطٰنَ کَانَ لِلۡاِنۡسَانِ عَدُوًّا مُّبِیۡنًا﴾[3] "اور میرے بندوں سے فرمادو، کہ وہ بات کہیں جو سب سے اچھی ہو، بے شک شیطان ان کے آپس میں فساد ڈالتا ہے، بے شک شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہے"۔

امام بغَوی شافعی قدس سرہ اس آیت مبارکہ کا شانِ نزول بیان کرتے ہوئے "قیل" فرما کر، ایک قول نقل کرتے ہیں: "نزلتْ في عمر بن الخطّاب، وذلك أنّه شتَمه بعضُ الكفّار، فأمره اللهُ بالعَفو"[4] "یہ آیت مبارکہ حضرت سیّدنا عمر بن خطّاب رضی اللہ تعالی عنہ کی شان میں نازل ہوئی، جب بعض کفّار نے اُن کی شان میں بے ہودہ کلمات کہے، تو اللہ تعالی نے انہیں عفو و درگزر سے کام لینے کا حکم دیا" ع

(۱) پ ٦، الأنعام: ٥٤.
(۲) "تفسير مُقاتل بن سليمان" پ ٦، الأنعام، تحت الآية: ٥٤، ١/ ٥٦٤.
(۳) پ١٥، الإسراء: ٥٣.
(٤) "تفسير البَغوي" پ ١٥، الإسراء، تحت الآية: ٥٣، ٣/ ١٣٨.

وہ عمر جس کے اَعداء پہ شَیدا سقَر — اُس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام
فاروقِ حق وباطل امامُ الہُدی — تیغِ مَسلول شدّت پہ لاکھوں سلام[۱]

❁ ❁ ❁
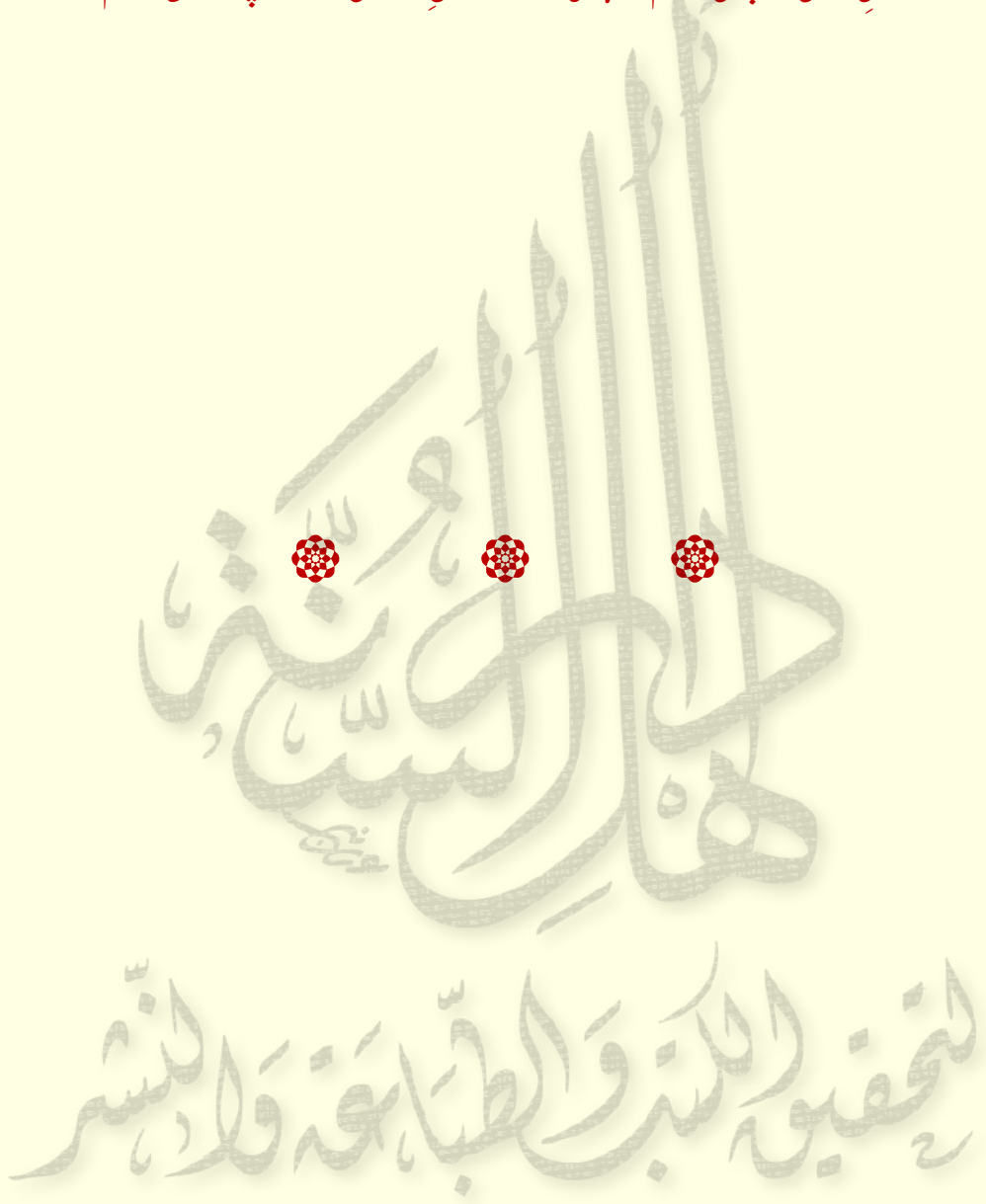
(۱) "حدائق بخشش" حصّہ دُوم ۲، ص۳۱۲۔

فصل ۵

حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیثِ نبوی کی روشنی میں

حضرت سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نامِ نامی اسمِ گرامی عمر، آپ کی کنیت ابوحفص ہے، اور لقب فاروق ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلق شہرِ مکّہ کے قبیلہ قریش سے ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سلسلۂ نسب نویں پُشت میں سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جاملتا ہے۔ آپ "عام الفیل" کے تقریباً ۱۳ سال بعد، مکۂ مکرّمہ میں پیدا ہوئے، اور نُبوّت کے چھٹے سال عین جوانی کی حالت میں مشرَّف بہ اسلام ہوئے۔ آپ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد، مسلمانوں کے دوسرے خلیفۂ راشد ہوئے۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے انتہائی معتمَد صحابی، اور ان خوش نصیبوں میں سے ہیں، جنہیں مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دنیا ہی میں جنّت کی بِشارت عطا فرمادی[1]۔

فرشتوں سے ہم کلامی

(۱) حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: «لَقَدْ كَانَ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ رِجَالٌ، يُكَلَّمُونَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَكُونُوا أَنْبِيَاءَ، فَإِنْ يَكُنْ مِنْ أُمَّتِي مِنْهُمْ أَحَدٌ، فَعُمَرُ!»[2] "تم سے پہلے بنی اسرائیل میں کچھ لوگ ایسے تھے، جو نبی تو نہیں تھے، اس کے باوُجود (فرشتوں کے ذریعے) اُن سے کلام کیا جاتا۔ اگر میری امّت میں بھی کوئی ایسا ہے تو وہ عمر ہیں!"۔

---

(١) "سنن الترمذي" أبواب المناقب، باب مناقب عبد الرحمن بن عوف رضي الله عنه، ر: ٣٧٤٧، صـ٨٥١. [قال أبو عيسى:] "وقد روي هذا الحديث عن عبد الرحمن بن حميد عن أبيه عن سعيد بن زيد، عن النبي نحو هذا، وهذا أصح من الحديث الأوّل".

(٢) "صحيح البخاري" كتاب فضائل أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، باب مناقب عمر بن الخطّاب رضي الله عنه، ر: ٣٦٨٩، صـ٦٢٠.

اگر حضور خاتم النبیین ﷺ کے بعد کوئی نبی ہوتا، تو حضرت عمر ہوتے

(۲) حضور خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا: «لَوْ كَانَ نَبِيٌّ بَعْدِي، لَكَانَ عُمَرَ بْنَ الخَطَّاب!»[1] "اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا، تو عمر بن خطّاب ہوتا!" رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حضرت سیّدنا عمر سے، شیاطینِ اِنس وجن دُور بھاگتے ہیں

(۳) تاجدارِ ختمِ نُبوّت ﷺ نے فرمایا: «إنِّي لَأنظُرُ إلى شياطينِ الإنسِ والجِنِّ، قَدْ فَرّوا من عُمَرَ!»[2] "میں دیکھتا ہوں کہ عمر سے شیاطینِ اِنس وجن بھاگ جاتے ہیں" ؏

شیاطیں مضمحل ہیں تیرے نامِ پاک کے ڈر سے نکل نہ جائے کیوں رَفّاض بداَطوار کا دم سا![3]

اَحکامِ الٰہیہ کے مُعاملے میں سب سے سخت شخصیت

(۴) حضرت سیّدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: «أشَدُّهم في أمرِ الله: عُمَرُ!»[4] "میری امّت میں، اَحکامِ الٰہیہ کے مُعاملے میں سب سے سخت تر عمر ہیں"۔

---

(١) "سنن الترمذي" أبواب المناقب، باب [قوله ﷺ: «لو كان نبيٌّ بعدي، لكان عمر»] ر: ٣٦٨٦، صـ٨٣٨. [قال أبو عيسى:] "هذا حديثٌ حسنٌ غريب، لا نعرفه إلّا من حديث مشرح بن هاعان". و"مستدرَك الحاكم" كتاب معرفة الصحابة، ومن مناقب أمير المؤمنين عمر بن الخطّاب رضي الله تعالى عنه، ر: ٤٤٩٥، ٣/ ٩٢. [قال الحاكم:] "هذا حديثٌ صحيحُ الإسناد ولم يخرجاه". [وقال الذهبي:] "صحيحٌ".

(٢) "سنن الترمذي" أبواب المناقب، باب [قوله ﷺ: «إنّ الشيطانَ ليخافُ منك يا عمر!»] ر: ٣٦٩١، صـ٨٤٠. [قال أبو عيسى:] "هذا حديثٌ حسنٌ صحيح، غريبٌ من هذا الوجه".

(٣) "ذوقِ نعت" ص۷۹۔

(٤) "سنن الترمذي" أبواب المناقب، باب مناقب معاذ بن جبل وزيد بن ثابت ...إلخ، ر: ٣٧٩٠، صـ٨٦٠. [قال أبو عيسى:] "هذا حديثٌ غريب، لا نعرفه من حديث قَتادة، إلّا من هذا الوجه، وقد رواه أبو قلابة عن أنس عن النّبي نحوه، والمشهور حديثُ أبي قلابة. وأخرجه =

حضرت فاروقِ اعظم کی برکت سے اسلام کو عزّتیں ملیں

(۵) حضرت سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا فرمائی: «اللّهمّ أعزِّ الإسلامَ بعمرَ بنِ الخطّابِ خاصّةً!»(۱) "الٰہی! خاص عمر بن خطّاب کے ذریعے، اسلام کی عزّتیں بڑھا!"۔ اس دعائے کریمی کی برکت سے، فاروقِ اعظم کے ذریعہ، جو جو عزّتیں اسلام کو ملیں، اور جو جو بلائیں اسلام اور مسلمانوں سے دفع ہوئیں، مخالف ومُوافق سب پر رَوشن وعیاں ہیں!۔

جب سے حضرت عمر اسلام لائے، مسلمان ہمیشہ معزّز رہے

(۶) حضرت سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: «ما زِلْنا أعِزّةً منذُ أسلَم عُمَرُ»(۲) "جب سے حضرت عمر ایمان لائے، ہم مسلمان ہمیشہ معزّز رہے"۔

=

النَّسائي عن أبي قلابة". ["السُّنن الكُبرى" كتاب المناقب، أبي بن كعب رضي الله عنه، ر: ٨١٨٥، ٧/ ٣٤٥] . و"مستدرَك الحاكم" كتاب معرفة الصحابة، ذكر مناقب زيد بن ثابت كاتب النّبي صلى الله عليه وسلم، ر: ٥٧٨٤، ٣/ ٤٧٧. [قال الحاكم:] "هذا إسنادٌ صحيحٌ على شرط الشيخين، ولم يخرجاه بهذه السياقة، وإنّما اتّفقا بإسنادِه هذا على ذكر أبي عبيدة فقط، وقد ذكرت علّته في "كتاب التلخيص". [وقال الذهبي:] "على شرط البخاري ومسلم".

(١) "سنن ابن ماجه" المقدّمة، باب في فضائل أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم، فضل عمر رضي الله عنه، ر: ١٠٥، صـ٢٨. و"صحيح ابن حِبّان" كتاب إخباره عن مناقب الصحابة، ذكر خبر قد يُوهم بعض النّاس أنّه مضادٌّ لخبر ابن عمر الذي ذكرناه، ر: ٦٨٨٢، ١٥/ ٣٠٦. و"المعجم الكبير" باب الثاء ثوبان مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم، ر: ١٤٢٨، ٢/ ٩٧. و"مستدرَك الحاكم" كتاب معرفة الصحابة، ومن مناقب أمير المؤمنين عمر بن الخطّاب رضي الله عنه، ر: ٤٤٨٤، ٣/ ٨٩. [قال الحاكم:] "هذا حديثٌ صحيحُ الإسناد ولم يخرجاه، وقد صحّ شاهدُه عن عائشة بنت الصديق رضي الله عنها". [وقال الذهبي:] "صحيح".

(٢) "مصنَّف ابن أبي شَيبة" كتاب الفضائل، ما ذكر في فضل عمر بن الخطّاب رضي الله عنه، ر: ٣١٩٧٣، =

حضرت عمر کے اسلام لانے پر، آسمان والوں نے بھی مبارکباد پیش کی

(۷) مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا: «لمّا أسلَم عمرُ، أتانِي جبريلُ فَقالَ: قد اسْتَبْشَرَ أهلُ السّماءِ بإسلامِ عُمَرَ!»[۱] "جب عمر ایمان لائے، توجبریل امین نے میرے پاس آکر کہاکہ آسمان والے بھی، عمر کے قبولِ اسلام کی مبارکباد پیش کرتے ہیں!"۔

علم کے نَو حصّے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لے گئے

(۸) حضرت سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: «إنّي لَأَظُنُّ عُمَرَ قد ذهب بتِسْعَةِ أعشَارِ العِلمِ»[۲] "میرا گمان ہے کہ حضرتِ عمر، علم کے نَو ۹ حصّے لے گئے"۔ جبکہ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابہ میں سب سے زیادہ علم والے ہیں!۔

=

٦/ ٣٥٤. و"صحيح البخاري" كتاب مناقب الأنصار، باب إسلام عمر بن الخطّاب رضي الله عنه، ر: ٣٨٦٣، صـ٦٤٨.

(١) "فضائل الصحابة" للإمام أحمد، فضائل أمير المؤمنين عمر بن الخطّاب رضي الله عنه، ر: ٣٣٠، ١/ ٢٥٨. و"سنن ابن ماجه" فضل عمر رضي الله عنه، ر: ١٠٣، ١/ ٣٨. و"صحيح ابن حِبّان" ذكر استبشار أهل السماء بإسلام عمر بن الخطّاب رضي الله عنه، ر: ٦٨٨٣، ١٥/ ٣٠٧. و"المعجم الكبير" للطَبَراني، مجاهد عن ابن عباس رضي الله عنهما، ر: ١١١٠٩، ١١/ ٨٠. و"مستدرَك الحاكم" كتاب معرفة الصحابة، ومن مناقب أمير المؤمنين عمر بن الخطّاب رضي الله عنه، ر: ٤٤٩١، ٣/ ٩٠. [قال الحاكم:] "صحيح". [وقال الذهبي:] "عبد الله بن خراش ضعّفه الدارقُطني".

(٢) "الطبقات الكُبرى" لابن سعد، ذكر من كان يفتي بالمدينة، ويقتدى به من أصحاب رسول الله ﷺ، ٢/ ٣٣٦. و"العلم" لزهير بن حرب، ر: ٦١، صـ١٨. ورجالُه رجالُ الشيخَين.

حضرت عمر کا قبولِ اسلام فتح، اور ان کا امیر المؤمنین ہونا رحمت ہے

(۹) حضرت سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: «إن كان إسلامُ عُمَرَ لَفَتْحاً، وَإمَارَتُهُ لَرَحْمَةً، وَالله! مَا اسْتَطَعْنَا أَن نُصَلِّيَ بِالْبَيْتِ حَتَّى أسلَمَ عُمَرُ، فَلَمَّا أسلَمَ عُمَرُ، قَابَلَهُمْ حَتَّى دَعَونَا فَصَلَّينَا»[۱] "یقیناً حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قبولِ اسلام، ہمارے لیے ایک فتح تھی، اور ان کا امیر المؤمنین بننا ایک رحمت تھی، خدا کی قسم! بیت اللہ شریف میں نماز پڑھنے کی ہم استطاعت نہیں رکھتے تھے، یہاں تک کہ حضرت عمر ایمان لائے، جب آپ نے اسلام قبول کرلیا، تو آپ نے مشرکینِ مکّہ کا سامنا کیا، یہاں تک کہ ان لوگوں نے ہمیں ہمارے حال پر چھوڑ دیا، تب سے ہم نے خانۂ کعبہ شریف میں نمازیں ادا کرنا شروع کردیں" ؏

غضب میں دشمنوں کی جان ہے تیغِ سرافگن سے　　خُروج و رَفض کے گھر میں نہ کیوں برپا ہو ماتم سا![۲]

❁ ❁ ❁

(۱) "المعجم الكبير" باب العين، من اسمه عمر، ر: ۸۸۲۰، ۹/ ۱٦٥. و"مجمع الزوائد" كتاب المناقب، باب مناقب عمر بن الخطّاب رضي الله عنه، ر: ١٤٤١١، ۹/ ٦٣. وله طريقان عند الطَبَراني (۸۸۰٦)، و(۸۸۲۰). [قال الهيثمي:] "ورجالُه رجال الصّحيح، إلّا أنّ القاسمَ لم يدرك جدَّه ابن مسعود".

(۲) "ذوقِ نعت" ص۷۹۔

فصل ۶

حضرت سیّدنا عمر بن خطّاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اقوالِ علماء کی رَوشنی میں

سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مُوافقت میں قرآن پاک کا نزول

(۱) حضرت مجاہد مخزومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ "كان عمرُ إذا رأى الرأي نزلَ به القرآنُ"[۱] "امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کوئی رائے دیتے، تو اسی کے مُوافق قرآن پاک نازل ہوجاتا"۔

نبئ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت کا معیار

(۲) حضرت سیّدنا محمد بن سِیرین ارشاد فرماتے ہیں کہ "ما أظنُّ رجلاً ينتقص أبا بكرٍ وعمرَ يحبُّ النبيَّ"[۲] "جو شخص امیر المؤمنین سیّدنا ابو بکر صدیق اور امیر المؤمنین سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شان گھٹانے میں لگا ہو، وہ نبئ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت کرنے والا نہیں ہوسکتا"۔

محبت کی وصیت

(۳) حضرت شعیب بن حرب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، کہ میں نے حضرت مالک بن مِغوَل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں عرض کی، کہ حضور کچھ وصیت فرمائیے، تو ارشاد فرمایا: "أُوصيَنّك بحُبِّ الشيخَين أبي بكرٍ

---

(۱) "مصنَّف ابن أبي شَيبة" كتاب الفضائل، ما ذكر في فضل عمر بن الخطّاب رضي الله تعالى عنه، ر: ۳۱۹۸۰، ۶/ ۳۵۴.

(۲) "سنن الترمذي" أبواب المناقب، باب، ر: ۳۶۸۵، صـ۸۳۸.

وعمرَ!"(۱) "میں تمہیں حضرات شیخین، یعنی سیّدنا ابوبکر صدیق اور سیّدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے محبت رکھنے کی وصیت کرتا ہوں!"۔

مقامِ فاروق بارگاہِ رسالت میں

(۴) منقول ہے کہ خلیفہ ہارون رشید رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے ایک بار حضرت امام مالک رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے دریافت کیا، کہ بارگاہِ رسالت میں سیّدنا ابوبکر صدیق اور سیّدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کا کیا مقام تھا، آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے جواباً ارشاد فرمایا: "كقُرب قبرَيهما من قبرِه بعد وفاتِه"(۲) "رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے عہدِ کریم میں انہیں ویسی ہی قُربت حاصل تھی، جیسی وفات کے بعد ان دونوں کے مزار کو، رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے مزار سے قُربت حاصل ہے" ؏

محبوبِ ربِ عرش ہے اس سبز قبہ میں پہلو میں جلوہ گاہ عتیق و عمر کی ہے(۳)

مُوافقاتِ سیّدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ

(۵) امام جلال الدین سیوطی، امام نووی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں: "نزل القرآنُ بمُوافقته في أسرَى بدرٍ، وفي الحجاب، وفي مقام إبراهيم، وفي تحريم الخمر"(٤) "غزوۂ بدر کے قیدیوں، خواتین کے حجاب، مقام ابراہیم، اور تحریمِ خمر (شراب کے حرام ہونے میں) حضرت سیّدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی رائے کے مُوافق، قرآن کریم کی آیات نازل ہوئیں"۔

---

(١) "مناقب أمير المؤمنين عمر بن الخطّاب رَضِيَ اللهُ عَنْهُ" الباب ٢٠، صـ٤٣.

(٢) المرجع نفسه.

(٣) "حدائقِ بخشش" حصّہ اوّل، صـ۲۱۹۔

(٤) انظر: "تهذيب الأسماء واللُّغات" للنوَوي، باب العين والميم، ر: ٤٣٦، عمر بن الخطّاب أمير المؤمنين رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، ٢/٨. و"تاريخ الخلفاء" للسُّيوطي، الخليفة الثاني: عمر بن الخطّاب رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، ١/٩٩.

فصل ۷

حضراتِ شیخین (ابوبکر وعمر) کی فضیلت، قرآنِ کریم کی روشنی میں

فرمانبرداری میں سجود وقیام کرنے والے

(۱) ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا يَّحْذَرُ الْآخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ﴾[1] "وہ جس کی رات کی گھڑیاں گزریں، فرمانبرداری میں سجود وقیام کرتے، کیا وہ آخرت سے ڈرتا ہے؟ اور اپنے رب کی رحمت کی آس لگائے، کیا وہ نافرمانوں جیسا ہوجائے گا؟!"۔ "تفسیر قُرطبی" میں ہے، کہ اس سے مراد حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالی عنہما ہیں[2]۔

اللہ تعالی کے پرہیز گار بندے

(۲) اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّأَجْرٌ عَظِيْمٌ﴾[3] "یقیناً وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ کے پاس، وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیز گاری کے لیے پرکھ (چُن) لیا ہے، ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے!"۔

مذکورہ بالا آیت مبارکہ کا شانِ نزول یہ ہے، کہ جب "سورۂ حجرات" کی درج ذیل آیت مبارکہ نازل ہوئی: ﴿يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ﴾[4] "اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو! اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے"، تو اس کے بعد حضرت سیّدنا ابوبکر صدّیق، حضرت

---

(۱) پ ۲۳، الزمر: ۹.

(۲) "تفسير القُرطبي" پ ۲۳، الزمر، تحت الآية: ۹، ر: ۱۸۳۷۸، ۱۵/ ۲۳۹.

(۳) پ ۲٦، الحجرات: ۳.

(٤) پ ۲٦، الحجرات: ۲.

سیّدنا عمر فاروق، اور کچھ دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے، بہت احتیاط لازم کرلی، اور مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں، بہت ہی پست آواز سے عرض ومعروض کرتے، ان مبارک اور پرہیزگار ہستیوں کی شان میں، "سورۂ حجرات" کی یہ آیت مبارکہ: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ط لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّأَجْرٌ عَظِيْمٌ﴾[1] نازل ہوئی[2]۔

سچے لوگ

(۳) ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ﴾[3] "اے ایمان والو اللہ سے ڈرو! اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ!"۔ کتبِ تفاسیر میں، اس آیت مبارکہ کے تحت فرمایا کہ "صادقین" سے مراد حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ذات بابرکات ہے[4]۔

---

(١) پ ٢٦، الحجرات: ٣.

(٢) انظر: "تفسير الخازِن" پ ٢٦، الحجرات، تحت الآية: ٣، ٤/ ١٧٦.

(٣) پ ١١، التوبة: ١١٩.

(٤) "تفسير الخازِن" پ ١١، التوبة، تحت الآية: ١١٩، ٢/ ٤١٩. و"زاد المسير في علم التفسير" لابن الجَوزي، پ ١١، التوبة، تحت الآية: ١١٩، ٢/ ٣٠٨.

فصل ۸

حضراتِ شیخین (ابوبکر و عمر) کی فضیلت، حدیثِ نبوی کی رَوشنی میں

(۱) حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت محمد بن حنفیہ شہزادۂ امیر المؤمنین مَولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، فرمایا کہ میں نے اپنے والدِ ماجد امیر المؤمنین مَولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہتر کون ہے؟ ارشاد فرمایا: «أبو بكرٍ» میں نے عرض کی: پھر کون؟ فرمایا: «عُمرُ»[1].

جنّتی بوڑھوں اور جوانوں کے سردار

(۲) حضرت سیّدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، کہ حضور سیّد الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے، حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حق میں ارشاد فرمایا: «يا علي! هذان سيِّدا كُهولِ أهلِ الجنّةِ وشبابِها، بعدَ النبيّينَ والمرسَلين!»[2] "یہ دونوں حضرات، انبیاء و مرسَلین کے بعد، تمام جنّتی بوڑھوں اور جوانوں کے سردار ہیں!"۔

نبئ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دو وزیر آسمان پر، اور دو وزیر زمین پر ہیں

(۳) حدیث شریف میں فرمایا: «إنّ لي وزيرَين مِن أهلِ السَّماءِ، ووزيرَين مِن أهلِ الأرض، فوزيرَيَّ مِن أهلِ السَّماءِ: (۱) جبرئيلُ (۲) وَميكائيلُ عليهما السلام. ووزيرَيَّ مِن

---

(۱) "صحيح البخاري" كتاب فضائل أصحاب النّبي ﷺ، باب قول النّبي ﷺ: «لو كنتُ متخذاً خليلاً» ر: ۳۶۷۱، صـ۶۱٦.

(۲) "مصنَّف ابن أبي شَيبة" كتاب الفضائل، ما ذكر في أبي بكر الصديق رضي الله عنه، ر: ۳۱۹٤۱، ٦/ ۳۵۰. و"مسند الإمام أحمد" مسند علي بن أبي طالب رضي الله عنه، ر: ۶۰۲، ۲/ ٤۰. و"سنن الترمذي" أبواب المناقب، باب [«اقتدوا باللذين من بعدي: أبي بكر وعمر»] ر: ۳٦٦٤، صـ۸۳٤.

أهلِ الأرْضِ: (٣) أبو بكرٍ (٤) وَعمرُ»[1] "میرے دو۲ وزیر آسمان پر ہیں: (۱) جبریل (۲) ومیکائیل علیہما السلام، اور دو۲ وزیر زمین پر ہیں: (۳) ابوبکر (۴) وعمر" رضی اللہ تعالی عنہما۔

اُمّت میں سب سے بہتر کون؟

(۴) حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ تعالی عنہ (جو صحابیٔ رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم، اور سیّدنا علی المرتضی رضی اللہ تعالی عنہ کے مقرّب بارگاہ تھے، جناب امیرانہیں وہب الخیر فرمایا کرتے) سے مروی ہے، کہ سیّدنا علی المرتضی رضی اللہ تعالی عنہ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: «يَا أَبَا جُحَيْفَةَ! أَلَا أُخْبِرُكَ بِأفضَلِ هَذِهِ الأمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا؟» "اے ابا جحیفہ! کیا میں تمہیں یہ نہ بتاؤں، کہ اُمّت میں سب سے بہتر کون ہے؟" میں نے عرض کی کہ کیوں نہیں! (اور میں حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے افضل کسی کو خیال نہیں کرتا تھا) سیّدنا علی المرتضی رضی اللہ تعالی عنہ نے ارشاد فرمایا: «أَفْضَلُ هَذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا: أبو بكْرٍ، وَبَعْدَ أَبِي بَكرٍ: عُمَرُ!»[2] "حضور نبیٔ کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے بعد اس اُمّت میں، سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ ہیں، اور ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ سب سے افضل ہیں!"۔

---

(١) "مستدرَك الحاكم" كتاب التفسير، بسم الله الرحمن الرحيم من سورة البقرة، ر: ٣٠٤٦، ٢/ ٢٩٠. [قال الحاكم:] "هذا حديثٌ صحيحُ الإسناد ولم يخرجاه، وإنّما يعرف هذا الحديث من حديث سوار بن مصعب، عن عطية العوفي، عن أبي سعيد، وليس من شرط هذا الكتاب". [وقال الذهبي:] "صحيح".

(٢) "مسند الإمام أحمد" مسند علي بن أبي طالب رضي الله تعالى عنه، ر: ٨٣٥، ٢/ ٢٠١. وإسناده صحيحٌ على شرط مسلم، رجالُه ثِقات رجال الشيخين، غير منصور بن عبد الرحمن الغداني، فمن رجال مسلم. إسماعيل بن إبراهيم: هو ابن علية.

حضور ﷺ کے بعد سب سے افضل شخصیت

(۵) حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما فرماتے ہیں: «كُنَّا فِي زَمَنِ النَّبِيِّ ﷺ لاَ نَعْدِلُ بِأَبِي بَكْرٍ أَحَداً، ثُمَّ عُمَرَ، ثُمَّ عُثْمَانَ!»[1] "رسول اکرم ﷺ کے مبارک زمانے میں، ہم (آپ ﷺ کے بعد) سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے تھے، پھر سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کو، اور پھر سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کو!"۔
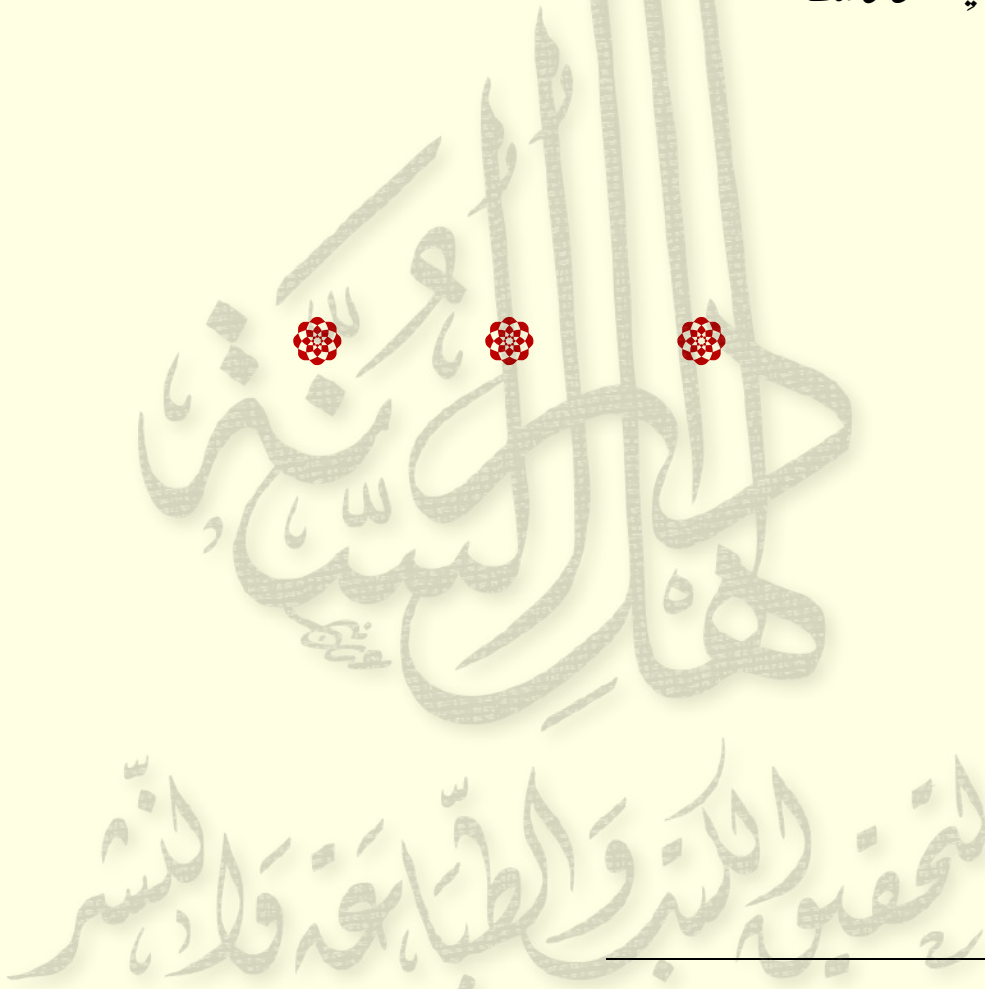
(۱) "صحيح البخاري" كتاب فضائل أصحاب النّبي ﷺ، باب مناقب عثمان بن عفان أبي عَمرو القرشي رضي الله تعالى عنه، ر: ۳۶۹۸، صـ۶۲۲.

فصل ۹

حضراتِ شیخین رضی اللہ تعالی عنہما اقوالِ علماء کی رَوشنی میں

سیّدنا امام جعفر صادق رحمہ اللہ تعالی کا اظہار لاتعلقی

(۱) حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں: "أنا بريءٌ ممن ذكر أبا بكرٍ وعمرَ إلّا بخير"[1] "اس شخص سے میرا کوئی واسطہ نہیں، جو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق، اور سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہما کا ذکر، خیر کے سِوا کرے"۔

حضرت ابوبکر وعمر افضل ہیں یا حضرت علی؟

(۲) حضرت میمون بن مہران رحمہ اللہ تعالی سے سوال ہوا، کہ شیخین (حضرت ابوبکر وعمر) افضل ہیں یا حضرت علی؟ اس کلمہ کے سنتے ہی ان کے بدن پر لرزہ طاری ہوگیا، یہاں تک کہ عصا (لاٹھی) دستِ مبارک سے چُھوٹ کر گر گیا، اور فرمایا: "ما كنتُ أظنُّ أنّي أبْقَى إلى زمان، يعدِل بينهما"[2] "مجھے یہ گمان نہیں تھا کہ اس زمانے تک زندہ رہوں گا! جس میں لوگ ابوبکر وعمر کے برابر، کسی اَور کو بتانے کی جرأت کرنے لگیں گے!"۔

---

(۱) "تاريخ الخلفاء" للسيوطي، الخليفة الثاني: عمر بن الخطّاب رضي الله تعالى عنه، ۱/ ۹۹.

(۲) "السُنّة" لابن الخلال، الإنكار على مَن قدّم عليًّا على عثمان رضي الله تعالى عنهما، ر: ۵۲۹، ۲/ ۳۷۹.

سیّدنا صدیقِ اکبر اور سیّدنا فاروقِ اعظم کی افضلیت

(۳) امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: "أفضل النّاس بعد النّبيين علیہم السلام: أبو بكر الصّديق، ثمّ عمر بن الخطّاب"(۱) "انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے بعد، سیّدنا صدیقِ اکبر، اور اُن کے بعد سیّدنا عمر فاروقِ رضی اللہ تعالیٰ عنہما، تمام لوگوں سے افضل ہیں!"۔

حضرت ابوبکر وعمر بلاشبہ مَولا علی سے افضل ہیں

(۴) حضرت سیّدنا حبیب اسدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راویت ہے، کہ امام محمد بن عبد اللہ محض، بن حسن مثنّی بن حسن مجتبیٰ، بن علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاس، کچھ اہلِ کوفہ وجزیرہ نے حاضر ہو کر، حضرات ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں سوال کیا، امام موصوف نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: "انْظُر إلى أهل بلادِك! يَسْألُوني عن أبي بكر وعمر! لهما عِنْدِي أفضل من عَليّ"(۲) "اپنے شہر والوں کو دیکھو! مجھ سے ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں پوچھتے ہیں! وہ دونوں حضرات میرے نزدیک بلاشُبہ مَولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل ہیں"۔

حضرت ابوبکر وعمر کے حق میں، سب سے بہتر بات کہو!

(۵) امام دارقُطنی حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں، کہ ارشاد فرمایا: "أجمعَ بنو فاطمةَ رضي الله تعالى عنهم على، أنْ يقولوا فِي أبِي بكرٍ وعمر، أحْسنَ ما يكونُ من القَولِ"(۳) "اولادِ اَمجاد حضرت بتول زَہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اِجماع واتفاق ہے اس بات پر، کہ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حق میں، وہ بات کہیں جو سب سے اچھی اور بہتر ہو!"۔

---

(۱) "الفقه الأكبر" المفاضلة بين الصحابة، ۱/ ۴۱. و"فواتح الرَّحموت بشرح مسلَّم الثبوت" مسألة: الصحابي، ۲/ ۱۹۷، نقلاً عن الإمام رحمه الله.

(۲) "فضائل الصحابة" للدارقُطني، ر: ۵۲، ۱/ ۷۹. و"الصواعق المحرقة" الباب ۲، صـ۵۵.

(۳) "فضائل الصحابة" للدارقُطني، ر: ۵۸، صـ۸۳.

حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی افضلیت میں اختلاف نہیں

(٦) حضرت سیّدنا امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: "ما اختلف أحدٌ من الصحابة والتابعين، في تفضيل أبي بكر وعمر وتقديمهما، على جميع الصّحابة"[1] "صحابۂ کرام اور تابعین میں سے کسی نے بھی، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے، سب سے افضل ومقدّم ہونے میں، کوئی اختلاف نہیں کیا"۔

حضرات شیخین کو حضرت علی نے بھی افضل قرار دیا

(٧) "صواعق محرقہ" میں ہے کہ "بعض منصِف مزاج شیعہ حضرات، مثلاً محدِّث عبدالرزّاق صَنعانی کہتے ہیں: "أفضِّل الشَّيْخَيْنِ بتفضيل عَلِيٍّ إيَّاهُمَا على نَفسه، وَإلَّا لما فضّلتُهما، كفَى بِي وِزراً أن أُحبَّه ثمَّ أخالفَه"[2] "میں شیخین کریمین (ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو اس لیے افضل مانتا ہوں، کہ حضرت مَولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی انہیں اپنے آپ سے افضل قرار دیا ہے، ورنہ میں انہیں افضل نہ مانتا۔ میرے لیے یہ گناہ کیا کم ہے، کہ میں حضرت علی سے محبت بھی کروں، پھر انہی کی مخالفت بھی کروں؟!"۔

افضلِ صحابہ حضرت ابوبکر، پھر حضرت عمر ہیں

(٨) امامِ علّام ابو زکریا نووی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ "شرح صحیح مسلم" میں فرماتے ہیں: "واتفق أهلُ السنّة على أنّ أفضلَهم: أبو بكر، ثمّ عمرُ"[3] "اہلِ سنّت کا اتفاق ہے اس بات پر، کہ افضلِ صحابہ حضرت ابوبکر ہیں، پھر حضرت عمر"۔

---

(١) "الاعتقاد والهداية إلى سبيل الرَّشاد" للبَيهقي، باب استخلاف عثمان بن عفّان، صـ٣٦٩.

(٢) "الصواعق المحرقة" الباب ٣، الفصل الأوّل في ذكر أفضليتهم على هذا الترتيب ...إلخ، صـ٦٢.

(٣) "شرح صحيح مسلم" للنوَوي، كتاب فضائل الصحابة رضي الله تعالى عنهم، الجزء ١٥، صـ١٤٨.

حضرت ابوبکر وفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خلافت کا انکاری مسلمان نہیں

(۹) علّامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ "فتح القدیر" اور "خلاصۃ الفتاوی" کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں: "مَن أنكَر خلافةَ الصّديق أو عمر، فهو كافر"[۱] "جو کوئی حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا انکار کرے، وہ کافر ہے"۔

حضراتِ شیخین کو بُرا کہنے والے کا انجام

(۱۰) امام ابنِ حجر مکّی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے "تاریخ حلَب" کے حوالے سے بیان کیا: "لما مات ابنُ منير، خرج جماعةٌ من شُبان حلَب يتفرّجون، فقال بعضُهم لبعض: قد سمعنا أنّه لا يموت أحدٌ ممن كان يَسبُّ أبا بكر وعمرَ، إلّا ويَمسخه اللهُ في قبره خنزيراً، ولا شكّ أنّ ابنَ منير كان يسبُّهما، فأجمعوا أمرَهم إلى المضي إلى قبره، فمضَوا ونبشُوه فوجدوا صورتَه صورةَ خنزير، ووجهه منحرفٌ عن جهة القبلة إلى جهة أخرى، فأخرجوه على شفير قبره؛ ليشاهدَه النّاسُ، ثمّ بدا لهم فأحرقوه بالنّار وأعادوه في قبره، وردّوا عليه الترابَ وانصرفوا"[۲].

"ابنِ منیر (شیعہ) جب مرگیا، تو حلَب کے کچھ نوجوان ابنِ منیر کا انجام دیکھنے نکلے، آپس میں کہنے لگے کہ ہم نے سن رکھا ہے، کہ جو شخص حضرت سیّدنا ابوبکر اور حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بُرا کہتا ہے، اللہ تعالی قبر میں اُس کا چہرہ سور جیسا کر دیتا ہے، اور اس میں شک نہیں کہ ابنِ منیر، حضراتِ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بُرا کہا کرتا تھا، تو چلو چل کر اس کی قبر کھودیں، اور دیکھیں کہ کیا واقعی ایسا ہی ہے؟ چنانچہ وہ نوجوان اس بات پر متفق ہوئے، اور بالآخر انہوں نے ابنِ منیر کی قبر کھودی، تو دیکھا کہ اس کا چہرہ قبلہ سے پھرا ہوا ہے، اور سور کی شکل میں تبدیل ہو گیا ہے، انہوں نے اس کی لاش کو قبر سے باہر نکالا؛ تاکہ لوگ اسے دیکھ کر عبرت حاصل

---

(۱) "رد المحتار" كتاب الصّلاة، باب الإمامة، ۱/ ۵٦۱.

(۲) "الزواجر" كتاب الشهادات، بغض الأنصار وشتم واحدٍ من الصحابة رضي الله تعالى عنهم، ۲/ ۳۸۲.

کریں، جب اس کی لاش کو لوگوں کے سامنے لایا گیا، تو لوگوں نے طیش میں آکر اسے جلا ڈالا، اور اسے واپس قبر میں ڈال کر اس پر مٹّی ڈال دی، اور وہاں سے واپس لوٹ گئے"۔

فصل ۱۰

حضرت سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالی عنہ قرآن کریم کی روشنی میں

انعامِ الٰہی کے مستحق

(۱) ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ مَاۤ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَاۤ اَذًىۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ﴾[1] "وہ جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، پھر دینے کے بعد نہ احسان جتائیں، نہ تکلیف دیں، ان کا انعام ان کے رب تعالی کے پاس ہے، اور انہیں نہ کچھ اندیشہ (خوف) ہو، نہ کچھ غم!"۔

کتبِ تفاسیر میں اس آیت مبارکہ کے شانِ نزول سے متعلق فرمایا، کہ غزوۂ تبوک میں سیّدنا عثمان بن عفّان رضی اللہ تعالی عنہ کی جانب سے، جہاد کے لیے پیش کیے گئے ساز وسامان، اور مدینہ منوّرہ میں بئرِ رومہ (پانی کا کنواں) خرید کر، مسلمانوں کے لیے صدقہ کرنے پر، یہ آیت مبارکہ حضرت کی شان میں نازل ہوئی[2]۔

---

(۱) پ ۳، البقرة: ۲٦۲.

(۲) انظر: "تفسير مُقاتل بن سليمان" پ ۳، البقرة، تحت الآية: ۲٦۲، ۱/ ۲۱۹. و"تفسير الثعلبي" پ ۳، البقرة، تحت الآية: ۲٦۲، ۲/ ۲۵۸. و"تفسير الماوَردي" پ ۳، البقرة، تحت الآية: ۲٦۲، ۱/ ۳۳۷. و"تفسير ابن عطية" پ ۳، البقرة، تحت الآية: ۲٦۲، ۱/ ۳۵۵. و"زاد المسير في علم التفسير" لابن الجَوزي، پ ۳، البقرة، تحت الآية: ۲٦۲، ۱/ ۲۳۸. و"تفسير الخازِن" پ ۳، البقرة، تحت الآية: ۲٦۲، ۱/ ۱۹۹.

سجود وقیام والے

(۲) اللہ رب العالمین ارشاد فرماتا ہے: ﴿ اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّیْلِ سَاجِدًا وَّ قَآىٕمًا یَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَ یَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ ﴾[1] "وہ جس کی رات کی گھڑیاں گزریں فرمانبرداری میں سجود وقیام کرتے، کیا وہ آخرت سے ڈرتا ہے؟ اور اپنے رب کی رحمت کی آس لگائے، کیا وہ نافرمانوں جیسا ہو جائے گا؟!"۔ کتبِ تفاسیر واحادیث اور تاریخ کے مطابق، یہ آیت مبارکہ حضرت عثمان بن عفّان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں نازل ہوئی[2]۔

ہدایت یافتہ بندے

(۳) اللہ عزّوجلّ ارشاد فرماتا ہے: ﴿ فَبَشِّرْ عِبَادِ ۙ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ؕ اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَ اُولٰٓىٕكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴾[3] "خوشخبری سناؤ میرے ان بندوں کو، جو کان لگا کر (دھیان سے) بات سنیں، پھر اس میں جو بہتر ہو اُس پر چلیں، یہ ہیں جن کو اللہ تعالی نے ہدایت فرمائی، اور یہ ہیں عقل والے!"۔

کتبِ تفسیر میں فرمایا، کہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لائے، اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ کا سچا نبی مان لیا، تب حضرات صحابۂ کرام: سیّدنا عثمان غنی، عبد الرحمن بن عوف، طلحہ، زبیر، سعید بن زید، اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ کے پاس آئے، اور آپ سے آپ کے ایمان کے بارے میں معلوم

---

(۱) پ ۲۳، الزمر: ۹.

(۲) انظر: "حلية الأولياء" عثمان بن عفّان، ۱/ ۵٦. و"تفسير الماوَردي" پ۲۳، الزمر، تحت الآية: ۹، ۵/ ۱۱۷. و"التفسير الوسيط" للواحدي، پ ۲۳، الزمر، تحت الآية: ۹، ۳/ ۵۷۳. و"تفسير السمعاني" پ ۲۳، الزمر، تحت الآية: ۹، ٤/ ٤٦۱. و"تفسير البَغَوي" پ ۲۳، الزمر، تحت الآية: ۹، ٤/ ۸۱. و"تفسير الخازِن" پ ۲۳، الزمر، تحت الآية: ۹، ٤/ ۵۲. و"البداية والنهاية" لابن كثير، ثمّ دخلت سنة ۳۵ ففيها مقتل عثمان، ۷/ ۲٤۰.

(۳) پ ۲۳، الزمر: ۱۷، ۱۸.

کیا، اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں اپنے مسلمان ہونے کے بارے میں بتایا، لہٰذا وہ سب لوگ بھی ایمان لے آئے، اس پر یہ آیت مبارکہ: ﴿فَبَشِّرْ عِبَادِ ﴿۱۷﴾ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ﴾... ان حضرات کی شان میں نازل ہوئی رضی اللہ تعالیٰ عنہم[1]، اور ان سب میں حضرت سیّدنا عثمان بھی ہیں۔

وعدہ وفا کرنے اور کبھی نہ بدلنے والے مسلمان

(۴) اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے: ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَیْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِیْلًا﴾[2] "مسلمانوں میں کچھ وہ مرد ہیں جنہوں نے سچا کر دیا، جو عہد اللہ سے کیا تھا، تو اُن میں سے کوئی اپنی منّت پوری کر چکا، اور کوئی راہ دیکھ رہا ہے، اور وہ ذرا بھی نہ بدلے!"۔

علاّمہ ابو البرکات عبد اللہ بن احمد نَسَفی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں: "نذر رجالٌ من الصّحابة، أنّهم إذا لقوا حرباً مع رسول الله ﷺ، ثبتوا وقاتَلوا حتّى يَستشهِدوا، وهُم: عثمانُ بن عفّان، وطلحةُ، وسعدُ بن زيد، وحمزةُ، ومصعب وغيرُهم"[3] "چند صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے یہ نذر مانی، کہ وہ جب رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کا موقع پائیں گے، تو ثابت قدم رہیں گے، یہاں تک کہ شہید ہو جائیں، اور یہ نذر ماننے والے حضرات صحابۂ کرام: عثمان غنی، طلحہ، سعد بن زید، حمزہ اور مصعب بن عمیر وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے"۔

یہ آیت مبارکہ سیّدنا عثمان غنی اور دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شان میں نازل ہوئی؛ کہ انہوں نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا، ان میں سے کوئی ثابت قدمی کے ساتھ جہاد کرتے ہوئے شہید ہو گیا، جیسے سیّدنا حمزہ

---

(١) انظر: "تفسير البَغَوي" پ ٢٣، الزمر، تحت الآية: ١٧، ١٨، ٤/ ٨٣. و"زاد المسير في علم التفسير" پ ٢٣، الزمر، تحت الآية: ١٧، ١٨، ٤/ ١٠. و"الرياض النضرة في مناقب العشرة" للطَبَري، القسم الأوّل: في مناقب الأعداد، الباب ٣ في ذكر ما دون العشرة من العشرة: ١/ ٤٥.

(٢) پ ٢٢، الأحزاب: ٢٣.

(٣) "تفسير النَّسَفي" پ ٢٢، الأحزاب، تحت الآية: ٢٣، ٣/ ٢٥.

اور سیّدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ، اور کوئی ابھی جہاد پر ثابت قدمی کے باوجود شہادت کے انتظار میں ہے، جیسے سیّدنا عثمان غنی اور سیّدنا طلحہ رضی اللہ تعالیٰ، اور یہ حضرات بالکل بھی نہ بدلے، بلکہ اپنے عہد پر قائم رہے، جبکہ منافق اور دل کے بیمار لوگ، اپنے عہد پر قائم نہ رہے[1]۔

(۱) المرجع نفسه، ۳/ ۲۵، ۲٦.

فصل ۱۱

حضرت سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیثِ نبوی کی روشنی میں

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان بن عفّان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نامِ نامی اسمِ گرامی عثمان، اور آپ کی کنیت ابو عبد اللہ اور ابو عمر ہے[۱]، آپ کا لقب "ذوالنورَین" ہے[۲]۔ اُمیّہ بن عبد الشمس کی طرف نسبت کے سبب، آپ کا خاندان بنو اُمیّہ کہلاتا ہے[۳]۔ یہ قبیلہ قریش ہی کی ایک شاخ ہے۔ دَورِ جاہلیت میں بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خاندان غیر معمولی جاہ وحشمت کا حامل تھا۔ بنوہاشم کے بعد، شرف وسیادت میں کوئی خاندان یا قبیلہ، بنو اُمیّہ کے ہم پلّہ نہیں تھا۔ سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سلسلۂ نَسب پانچویں پشت میں، عبدِ مَناف پر، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملتا ہے۔ سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نانی محترمہ امّ حکیم البیضاء، رحمتِ عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سگی پھوپھی ہیں[۴]، اس رشتے سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قریبی رشتہ دار (یعنی بھانجے) ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت عام الفیل کے چھٹے سال مکّہ مکرّمہ میں ہوئی[۵]۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بیعتِ رضوان

(۱) ۶ سن ہجری میں واقعہ حدَیبیہ کے موقع پر، حضرت سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی تھے، جنہوں نے سفارت کے فرائض انجام دیے، اور اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر، حضور نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نمائندہ کی

---

(۱) "المنتظم في تاريخ الملوك والأمم" باب ذكر خلافة عثمان رضي الله تعالى عنه، ذكر نسبه، ٤/ ٣٣٤.

(۲) "تاريخ دِمشق" حرف الياء، يزيد بن معاوية بن أبي سفيان بن حرب، ر: ٨٣٤٩، ٦٥/ ٤٠٨.

(۳) انظر: "أسد الغابة في معرفة الصحابة" باب العين والثاء، عثمان بن عفّان، ر: ٣٥٨٩، ٣/ ٥٧٨.

(٤) المرجع نفسه.

(٥) "الإصابة" حرف العين، عثمان بن عفّان، ر: ٥٤٦٤، ٤/ ٣٧٧.

حیثیت سے، آپ ﷺ کا پیغام کفارِ مکّہ تک پہنچایا۔ اسی موقع پر جب حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی اَفواہ پھیلی، تب حضور نبیٔ اکرم ﷺ نے تقریبًا چودہ سَو صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو جمع کرکے، ان سے جہاد پر بیعت لی، اور اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر مارتے ہوئے فرمایا: «هَذِهِ يَدُ عُثْمَانَ!»[1] "یہ ہاتھ عثمان کا ہے!"۔ اس بیعت کو بیعتِ رضوان کہتے ہیں۔

جامعِ قرآن حضرت عثمان بن عفّان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲) حضرت سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابنِ شہاب سے بیان فرمایا، کہ حضرت سیّدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے، جب وہ اہلِ شام اور اہلِ عراق میں، آرمینیہ اور آذربائیجان سے جہاد کرنے، اور ان علاقوں کو فتح کرنے کے لیے لشکر تیار کر رہے تھے۔ حضرت سیّدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اہلِ شام اور اہلِ عراق کے، تلاوتِ قرآن کریم کے اختلاف نے پریشان کر رکھا تھا، انہوں نے کہا کہ اے امیر المؤمنین! اس امّت کو یہود و نصاریٰ کی طرح کتابُ اللہ میں اختلاف سے بچا لیجیے! اس پر حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے، کسی کو امّ المؤمنین سیّدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھیجا کہ «أَنْ أَرْسِلِي إِلَيْنَا بِالصُّحُفِ نَنْسَخُهَا فِي المَصَاحِفِ، ثُمَّ نَرُدُّهَا إِلَيْكِ!» "وہ صحیفے ہمارے پاس بھیج دیجیے (جو حضرت سیّدنا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تیار کروائے تھے) ہم ان کو دیگر مَصاحِف میں نقل کرکے دوبارہ آپ کی طرف لَوٹا دیں گے!"، امّ المؤمنین حضرت سیّدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وہ صحیفے، حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھجوا دیے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیّدنا زید بن ثابت، حضرت سیّدنا عبد اللہ بن زبیر، حضرت سیّدنا سعید بن عاص اور حضرت سیّدنا عبد الرحمن بن حارث بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حکم دیا، ان حضرات نے اسے دیگر مَصاحِف میں نقل کر دیا۔ پھر حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان میں سے تینوں قریشیوں کو حکم دیا: «إِذَا

---

(۱) "صحيح البخاري" باب مناقب عثمان بن عفّان أبي عَمرو القرشي رضي الله تعالى عنه، ر: ۳۶۹۹، صـ۶۲۲.
و"سنن الترمذي" أبواب المناقب، باب في مناقب عثمان بن عفّان رضي الله تعالى عنه، ر: ۳۷۰۶، صـ۸۴۳.
[قال أبو عيسى:] "هذا حديثٌ حسنٌ صحيح".

اخْتَلَفْتُمْ أَنْتُمْ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فِي شَيْءٍ مِنَ القُرْآنِ، فَاكْتُبُوهُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ؛ فَإِنَّمَا نَزَلَ بِلِسَانِهِمْ!» "جب تمہارا اور حضرت زید بن ثابت کا قرآن مجید کے کسی کلمے (کے تلفظ و لہجے) میں کچھ اختلاف ہو، تو اُسے لُغتِ قریش کے مطابق لکھو؛ کیونکہ قرآن مجید لغتِ قریش پر نازل ہوا ہے"۔

ان حضرات مقدّسہ نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم کی تعمیل کی، یہاں تک کہ جب انہوں نے ان صحیفوں کو دیگر مَصاحِف میں نقل کر لیا، تب حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ پرانے صحیفے، حضرت سیّدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف لَوٹا دیے، اور اسلامی سلطنت کے ہر ہر کونے میں ایک ایک مصحف بھجوا دیا، جو اِن حضرات نے نقل کیا تھا[1]؛ تاکہ تمام اَکنافِ عالَم میں سب مسلمان ایک ہی لب ولہجہ میں تلاوتِ قرآن کر سکیں! ع

دُرِّ منثور قرآں کی سلکِ بہی — زَوجِ دو نُورِ عِفت پہ لاکھوں سلام
یعنی عثمان صاحبِ قمیصِ ہُدیٰ — حُلّہ پوشِ شہادت پہ لاکھوں سلام[2]

سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سبّ وشتم کرنا حرام ہے

(۳) حضرت مہاجر تیمی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے، کہ سیّدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ارشاد فرمایا: «لَا تَسُبُّوا عُثْمَانَ، فَإِنَّا كُنَّا نَعُدُّهُ مِن خِيَارِنَا!»[3] "سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہرگز سبّ وشتم نہ کرو؛ کیونکہ ہم اصحابِ رسول انہیں بہترین لوگوں میں شمار کیا کرتے ہیں!"۔

---

(١) "صحيح البخاري" باب جمع القرآن، ر: ٤٩٨٧، صـ٨٩٤.

(٢) "حدائق بخشش" حصّہ دُوم ۲، صـ۳۱۲۔

(٣) "فضائل الصّحابة" للإمام أحمد، فضائل عثمان بن عفّان رضي الله عنه، ر: ٧٤٤، ١/ ٤٦١. و"تاريخ دِمشق" عثمان بن عفّان بن أبي العاص، ر: ٤٦١٩، ٣٩/ ٥١٠. رجالُه رجال الشيخَين، إلّا عبد الله بن عمر القرشي، وهو من رجال مسلم.

رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان غنی کی طرف سے خود بیعت فرمائی

(۴) حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ بدر کے دن ارشاد فرمایا: «إِنَّ عُثْمَانَ انْطَلَقَ فِي حَاجَةِ الله وَحَاجَةِ رَسُوْلِ الله، وَإِنِّي أُبايِعُ لَهُ!» "یقیناً عثمان، اللہ اور اس کے رسول کے کام میں مصروف ہے، میں اس کی طرف سے بیعت کرتا ہوں!"۔ یہاں تک کہ مالِ غنیمت میں بھی، حضرت سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حصّہ مقرّر فرمایا، جبکہ ان کے سوا کسی غیر حاضر کا حصہ نہیں رکھا گیا"[1]۔

لشکرِ غزوۂ تبوک کی خوب مالی اِمداد پر انعام

(۵) حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لشکرِ غزوۂ تبوک کی خوب مالی امداد کی، اور اسلحہ وراشن سے لدے تین سو۳۰۰ اُونٹ، راہِ خدا میں دینے کا اعلان فرمایا، جس پر اللہ کے حبیب ﷺ نے ان کے حق میں دو۲ بار فرمایا: «مَا ضَرَّ عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ اليَوْمِ!»[2] "آج کے بعد عثمان کا کوئی عمل اسے نقصان نہیں دے گا!"۔

بئرِ رُومہ کے بدلے جنّت کی خریداری

(۶) ہجرتِ مدینہ کے بعد مسلمانوں کو، میٹھے پانی کی شدید قلّت کا سامنا تھا، شہرِ مدینہ میں بئرِ رُومہ کے نام سے، میٹھے پانی کا ایک ہی کنواں تھا، سرکارِ ابد قرار ﷺ نے فرمایا: «مَنْ يَشْتَرِي بِئْرَ رُومَةَ،

---

(۱) "سنن أبي داود" كتاب الجهاد، ر: ٢٧٢٦، صـ٣٩٦. و"مستدرَك الحاكم" كتاب معرفة الصحابة، فضائل أمير المؤمنين ذي النورَين عثمان بن عفّان رضي الله عنه، ر: ٤٥٣٨، ٣/ ١٠٤. [قال الحاكم:] "هذا حديثٌ صحيحُ الإسناد ولم يخرجاه". [وقال الذهبي:] "صحيحٌ". و"الأحاديث المختارة" للمقدسي، مسند عبد الله بن عمر بن الخطّاب العدوي، ر: ٢٦٠، ١٣/ ١٦٢.

(۲) "سنن الترمذي" أبواب المناقب، باب، ر: ٣٧٠١، صـ٨٤٢. [قال أبو عيسى:] "هذا حديثٌ حسن، غريبٌ من هذا الوجه. و"الآحاد والمثاني" ومن ذكر محمد بن أبي بكر رضي الله عنهما، ر: ٦٦٦، ١/ ٤٧٥. و"تاريخ الإسلام" للذهبي، غزوة تبوك، ١/ ٤٢١.

فَيَجْعَلَ دَلْوَهُ مَعَ دِلَاءِ المسلمين، بِخَيرٍ لَهُ مِنْهَا فِي الْجَنَّةِ»[1] "کون ہے جو بئرِ رومہ کو خرید کر، مسلمانوں کے لیے وقف کردے، کہ اس کے بدلے جنّت میں اس سے بہتر نعمت اسے عطا کی جائے گی!"۔ یہ سن کر حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے، اس کنویں کو خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کردیا۔

مسجد نبوی کے لیے اِضافی زمین کی خریداری

(۷) مسجدِ نبوی شریف کی توسیع کے لیے، حضور رحمتِ عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: «مَنْ يَشْتَرِي بُقْعَةَ آلِ فُلَانٍ، فَيَزِيدَهَا فِي الْمَسْجِدِ، بِخَيْرٍ لَهُ مِنْهَا فِي الْجَنَّةِ!»[2] "فُلاں خاندان کے قطعۂ زمین کو خرید کر، کون ہے جو مسجد میں شامل کردے؟ کہ اس کے بدلے جنّت میں، اس سے بہتر نعمت اسے دی جائے گی!" اس پر حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد شریف سے متّصل، وہ قطعۂ زمین خرید کر مسجد میں ملادیا، جس سے مسجد میں لوگوں کے لیے وسعت پیدا ہوگئی، ؏

اللّٰہ غنی حد نہیں انعام وعطا کی وہ فیض پہ دربار ہے عثمانِ غنی کا[3]

---

(۱) "صحيح البخاري" كتاب المساقاة، باب في الشرب، ر: ۲۳۵۰، صـ۳۷۸. و"سنن الترمذي" أبواب المناقب، باب، ر: ۳۷۰۳، صـ۸٤۲. [قال أبو عيسى:] "هذا حديثٌ حسن، وقد رُوي من غير وجهٍ عن عثمان". و"سنن النَّسائي" كتاب الإحباس، باب وقف المساجد، ر: ۳٦۳۸، صـ۵۱۰.

(۲) "سنن الترمذي" أبواب المناقب، باب، ر: ۳۷۰۳، صـ۸٤۲. [قال أبو عيسى:] "هذا حديثٌ حسن، وقد رُوي من غير وجه عن عثمان". و"سنن النَّسائي" كتاب الإحباس، باب وقف المساجد، ر: ۳٦۳۸، صـ۵۱۰. و"سنن الدارقُطني" كتاب الإحباس، باب وقف المساجد والسقايات، ر: ٤٤۳۷، ۵/ ۳٤۸.

(۳) "ذوقِ نعت" صـ۴۶۔

باعتبارِ خُلق، رسول اللہ سے مُشابہت

(۸) حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، دخترِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت سیّدہ رُقیّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے توسُّط سے بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بابت فرمایا: «فَإِنَّهُ مِنْ أَشْبَهِ أَصْحَابِي بِي خُلُقاً»[۱] "خُلق کے اعتبار سے عثمان، میرے صحابہ میں سب سے زیادہ مجھ سے مشابہ ہیں"۔

اُمّتِ مسلمہ میں سب سے زیادہ باحیاء شخص

(۹) حضرت سیّدنا انَس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت سیّدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمالِ حیاء کا بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: «وَأَصْدَقُهُمْ حَيَاءً عُثْمَانُ!»[۲] "شرم وحیاء میں سب سے بڑے صادق، عثمان بن عفّان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں"۔

---

(۱) "المعجم الكبير" نسبة عثمان بن عفّان رضي الله تعالى عنه، صفة عثمان بن عفّان وسنّه، ر: ۹۹، ۱/ ۷٦. و"مستدرَك الحاكم" كتاب معرفة الصحابة، ر: ٦٨٥٤، ٤/ ٥٢. [قال الحاكم:] "هذا حديثٌ صحيحُ الإسناد، واهي المتن؛ فإنّ رقيةَ ماتتْ سنةَ ثلاثٍ من الهجرة عند فتح بدر، وأبو هريرة إنّما أسلَم بعد فتح خيبر، والله أعلم". [وقال الذهبي:] "صحيحٌ منكَر المتن". و"معرفة الصحابة" رقية بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم، ر: ۷۳٥۳، ٦/ ۳۱۹۸. [قال أبو نعَيم الأصبهاني:] "كذا قال (أبو هريرة): رقية، وهو وهمٌ؛ لأنّ رقيةَ توفّيتْ قبل مَقدم رسول الله صلى الله عليه وسلم من بدر، وإسلام أبي هريرة، عام خيبر بعد وفاتها بسنتَين، ويشبه أن يكونَ دخولُه على أمّ كلثوم، لا على رقية". و"مجمع الزوائد" كتاب المناقب، باب في حيائه رضي الله تعالى عنه، ر: ١٤٥٠١، ٩/ ٨١. [قال الهيثمي:] "رواه الطَبَراني، وفيه محمد بن عبد الله يروي عن المطلب، ولم أعرفه، وبقية رجالُه ثِقات".

(۲) "مسند الإمام أحمد" مسند أنس بن مالك، ر: ١٢٩٠٤، ٢٠/ ٢٥٢. و"سنن الترمذي" أبواب المناقب، باب مناقب معاذ بن جبل رضي الله تعالى عنه، ر: ۳۷۹۱، صـ۸٦۰. [قال أبو عيسى:] "هذا حديثٌ حسنٌ صحيح". و"السنن الكبرى" للنَّسائي، كتاب المناقب، أُبَي بن كعب رضي الله تعالى عنه، ر: ٨١٨٥، ٧/ ٣٤٥.

زمانۂ فِتَن میں ہدایت والی ہستی

(۱۰) حضرت سیّد نا مرّہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا، جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فتنوں کا ذکر کیا، اور انہیں بہت ہی قریب بتایا، وہیں ایک چادر پوش شخص گزرا، تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: «هَذَا يَوْمَئِذٍ عَلَى الهُدَى!»[1] "یہ شخص اُس دن ہدایت پر ہوگا!" میں اس شخص کی طرف اٹھ کر گیا، تو وہ حضرت عثمان بن عفّان تھے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے اُن کا چہرہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے کیا اور عرض کی: کیا یہ؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: «نَعَمْ» "ہاں یہ"۔

(۱) "مسند ابن أبي شَيبة" حديث كعب بن عجرة عن النّبي ﷺ، ر: ٥٠٩، ١/٣٤٦. و"سنن الترمذي" أبواب المناقب، باب، ر: ٣٧٠٤، صـ٨٤٣. [قال أبو عيسى:] "هذا حديثٌ حسنٌ صحيح، وفي الباب عن ابن عمر، وعبد الله بن حوالة، وكعب بن حجرة. و"مستدرَك الحاكم" كتاب معرفة الصحابة رضي الله تعالى عنهم، ذكر مقتل أمير المؤمنين عثمان بن عفّان رضي الله تعالى عنه، ر: ٤٥٥٢، ٣/١٠٩. [قال الحاكم:] "هذا حديثٌ صحيحٌ على شرط الشيخين ولم يخرجاه". [وقال الذهبي:] "على شرط البخاري ومسلم".

فصل ۱۲

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اقوالِ علماء کی رَوشنی میں

مناسکِ حج کا علم

(۱) امام محمد بن سیرین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: "كان أعلمَهم بالمناسك: عثمانُ رضي الله تعالى عنه"[۱] "مناسک حج کو، حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے زیادہ جانتے تھے"۔

دائرۂ اسلام میں داخل ہونے والی چوتھی شخصیت

(۲) امام ابن اسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: "وكان أوّلَ النّاس إسلاماً، بعد أبي بكر، وعلي، وزيد بن حارثة، وكَانَ ذَا جمالٍ مفرط"[۲] "حضرت ابوبکر صدیق، حضرت علی المرتضی، اور حضرت زید بن حارثہ کے بعد، سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں میں سب سے پہلے اسلام لائے، آپ بے حد حسین وجمیل تھے"۔

آپ کا لقب ذو النورَین

(۳) علمائے کرام فرماتے ہیں: "ولا يُعرَف أحدٌ تزوجَ بنتَي نبيٍّ غيرُه، ولذلك سُمِّي ذو النورَين"[۳] "حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا کوئی ایسا نہیں ہوا، جس نے کسی نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی دو۲ صاحبزادیوں (ایک کے بعد ایک) سے نکاح کیا ہو، اسی لیے آپ کا لقب ذوالنورَین بھی ہوا" ع

---

(۱) "تاريخ الخلفاء" للسُيوطي، الخليفة الثالث: عثمان بن عفّان رضي الله عنه، ۱/ ۱۱۸.

(۲) المرجع نفسه، ۱/ ۱۱۸. و"الصواعق المحرقة" خاتمة، الفصل ۱ في إسلامه وهجرته وغيرهما، ۱/ ۳۱۳.

(۳) "تاريخ الخلفاء" الخليفة الثالث: عثمان بن عفّان رضي الله عنه، ۱/ ۱۱۸. و"الصواعق المحرقة" خاتمة، الفصل الأوّل في إسلامه وهجرته وغيرهما، ۱/ ۳۱۳.

نُور کی سرکار سے پایا دوشالہ نُور کا　　　　ہو مبارک تم کو ذوالنّورَین جوڑا نُور کا[1]
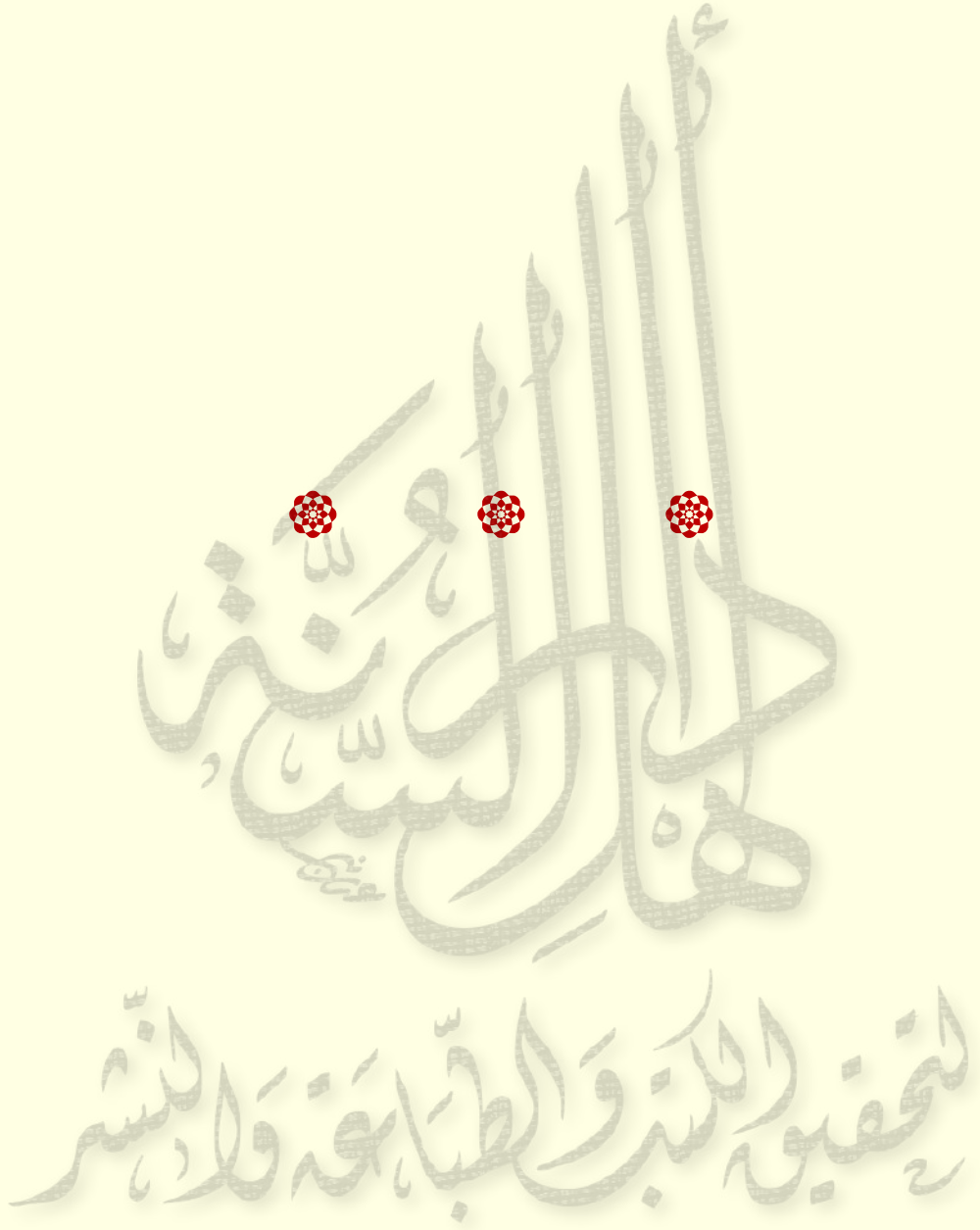
(۱) "حدائق بخشش" حصّہ دُوم ۲، ص۲۴۶۔

فصل ۱۳

حضرت سیّدنا مولا علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ قرآن کریم کی روشنی میں

راہِ خدا میں خرچ کرنے والے لوگ

(۱) ارشادِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ ہے: ﴿اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ بِالَّیْلِ وَ النَّھَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِیَۃً فَلَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَ لَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ﴾[1] "وہ جو اپنے مال خیرات کرتے ہیں، رات میں اور دن میں، چھپے اور ظاہر، ان کے لیے ان کا انعام ہے ان کے رب کے پاس، ان کو نہ کچھ اندیشہ (خوف) ہو، نہ کچھ غم!"۔

کتب تفسیر میں ہے کہ "یہ آیت مبارکہ سیّدنا علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے حق میں نازل ہوئی، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاس ایک بار صرف چار ۴ ہی درہم تھے، آپ نے چاروں خیرات کر دیے، ایک رات میں، ایک دن میں، ایک کو پوشیدہ اور ایک کو اعلانیہ طور پر"[2]۔

اللہ تعالی کے حضور جھکنے والے

(۲) اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے: ﴿اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللہُ وَ رَسُوْلُہٗ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رٰکِعُوْنَ﴾[3] "تمھارے دوست نہیں، سوائے اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والوں کے، جو نماز

---

(۱) پ ۳، البقرة: ۲۷٤.

(۲) انظر: "تفسير عبد الرزّاق" پ ۳، البقرة، تحت الآية: ۲۷٤، ر: ۳٤٤، ۱/ ۳۷۱. و"تفسير ابنُ المُنذِر" پ ۳، البقرة، تحت الآية: ۲۷٤، ۱/ ٤۸.

(۳) پ ٦، المائدة: ٥٥.

قائم کرتے ہیں، اور زکاۃ دیتے ہیں، اور اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں"۔ مفسرین کرام نے فرمایا کہ "یہ آیت مبارکہ سیّدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی، وہ صدقہ کرنے والے، اور اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں"[1]۔

اہلِ ایمان

(۳) اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: ﴿اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوٗنَ﴾[2] "تو کیا جو ایمان والا ہے، وہ اس جیسا ہو جائے گا جو نافرمان ہے؟!"۔ "تفسیر ابن ابی حاتم" میں ہے کہ "یہ آیت مبارکہ سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور ولید بن عقبہ (کے مابین ہونے والے تنازع) سے متعلق نازل ہوئی"[3]۔

محبت واُلفت سے سرشار ہستیاں

(۴) اللہ رب العالمین ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ﴾[4] "ہم نے ان کے سینوں سے کینے (عداوت ودشمنی) کھینچ لیے!"۔ حضرت سیّدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: «إنّي لأرجُو أن أكونَ أنا وطلحةُ والزبيرُ!»[5] "میں امید کرتا ہوں، کہ وہ میں اور طلحہ وزبیر ہیں"، جن کے سینوں سے کینے نکال کر محبت واُلفت ڈال دی گئی!۔

---

(١) "تفسير الطَبَري" پ ٦، المائدة، تحت الآية: ٥٥، ر: ١٢٢١١، ١٠/ ٤٢٦. و"تفسير ابن أبي حاتم" پ ٦، المائدة، تحت الآية: ٥٥، ر: ٦٥٤٧، ٤/ ١١٦٢.

(٢) پ ٢١، السجدة: ١٨.

(٣) "تفسير ابن أبي حاتم" پ ٢١، السجدة، تحت الآية: ١٨، ر: ١٧٨٥١، ٩/ ٣١٠٩.

(٤) پ ١٤، الحجر: ٤٧.

(٥) "الطبقات الكُبرى" لابن سعد، الطبقة الأولى على السّابقة في الإسلام ممن شهد بدراً، ذكر قتل الزبير، ٣/ ١١٣. و"فضائل الصحابة" للإمام أحمد، فضائل طلحة بن عبيد الله رضي الله عنه، ر: ١٢٩٩، ٢/ ٧٤٧. رجالُه رجالُ الشيخَين، إلّا جعفر الصادق، وهو من رجال مسلم، وقد تُوبع، وله طُرق، والحديث صحيح.

فصل ۱۴

حضرت سیّدنا مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیثِ نبوی کی رَوشنی میں

حیدرِ کرّار

(۱) امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام ونسَب: علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مَناف القرشی الہاشمی ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدۂ محترمہ فاطمہ بنت اَسد نے، آپ کا نام حَیدر رکھا، جیساکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایک رجز میں خود فرمایا: «أَنَا الَّذِي سَمَّتْنِي أُمِّي حَيْدَرَه!»[1] "میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا ہے!"۔

مَولا علی شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابو تُراب[2] اور ابوالحسن بھی ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سروَرِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گود میں پروَرش پائی، اور بچوں میں سب سے پہلے قبولِ اسلام بھی آپ نے کیا[3]۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے داماد، چچازاد بھائی اور مسلمانوں کے چوتھے خلیفۂ راشد ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہلِ بیت میں سے ہیں۔

اس کے علاوہ دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرح، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی مکۂ مکرّمہ سے مدینہ طیّبہ کی طرف ہجرت کی، اور بدر، اُحُد، خندق، بیعتِ رضوان اور تمام غزوات ومَشاہد میں (ماسوائے غزوۂ تبوک کے) رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ رہے[4] ع

---

(۱) "صحيح مسلم" كتاب الجهاد، باب غزوة ذي قرد وغيرها، ر: ٤٦٧٨، صـ٨١٠.

(٢) "صحيح مسلم" كتاب فضائل الصحابة، ر: ٦٢٢٩، صـ١٠٦٢ ملتقطاً.

(٣) "سنن الترمذي" أبواب المناقب، ر: ٣٧٣٥، صـ٨٤٩. [قال أبو عيسى:] "هذا حديثٌ حسنٌ صحيح".

(٤) "أسد الغابة" علي بن أبي طالب رضي الله عنه، ر: ٣٧٨٣، ٣/ ٥٨٨.

اُس نے لقبِ خاک شہنشاہ سے پایا   جو حیدرِ کرّار کہ مَولی ہے ہمارا[1]

ایمان کی کسوٹی

(۲) حضرت سیّدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، کہ قسم ہے اُس ذات پاک کی! جس نے دانے کو پھاڑ کر (اس سے اناج اور نباتات اُگائے!) اور جس نے ہر جاندار کو پیدا کیا! حضور نبئ امّی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مجھ سے یہ عہد ہے: «أَنْ لَا يُحِبَّنِي إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلَا يُبْغِضَنِي إِلَّا مُنَافِقٌ!»[2] "کہ مجھ (علی) سے صرف ایمان والا ہی محبت کرے گا! اور صرف منافق ہی مجھ سے عداوت (دُشمنی) رکھے گا!"۔

فتح کا جھنڈا مَولا علی کے ہاتھوں میں

(۳) حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں، کہ غزوۂ خیبر کے روز نبئ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «لَأُعْطِيَنَّ هَذِهِ الرَّايَةَ رَجُلاً يُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ، يَفْتَحُ اللهُ عَلَى يَدَيْهِ!» "میں یہ جھنڈا اُسے دُوں گا، جو اللہ ورسول سے پیار کرتا ہے، اللہ تعالی اس کے ہاتھ پر فتح عطا فرمائے گا!"۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت سیّدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلوا کر، انہیں جھنڈا عطا کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: «امْشِ وَلَا تَلْتَفِتْ، حَتَّى يَفْتَحَ اللهُ عَلَيْكَ!» "جاؤ اور فتحِ الٰہی کے حصول تک، اِدھر اُدھر متوجہ مَت ہونا!"۔

پھر حضرت سیّدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے اِنہماک سے کچھ دُور تک چلے اور عرض کی: یا رسولَ اللہ! میں لوگوں سے کب تک قِتال کروں؟ ارشاد فرمایا: «قَاتِلْهُمْ حَتَّى يَشْهَدُوا: أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللهِ، فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ فَقَدْ مَنَعُوا مِنْكَ دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا،

---

(۱) "حدائقِ بخشش" حصّہ اوّل، صـ۳۲۔

(۲) "مصنَّف ابن أبي شَيبة" كتاب الفضائل، فضائل علي بن أبي طالب رضي الله عنه، ر: ٣٢٠٦٤، ٦/ ٣٦٥. و"صحيح مسلم" كتاب الإيمان، ر: ٢٤٠، صـ٥٠. و"سنن ابن ماجه" باب في فضائل أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم، فضل علي بن أبي طالب رضي الله عنه، ر: ١١٤، ١/ ٤٢. و"السنن الكبرى" للنَّسائي، كتاب المناقب، فضائل علي رضي الله عنه، ر: ٨٠٩٧، ٧/ ٣١٢.

وَحِسَابُهُمْ عَلَى الله»[1] "جب تک وہ اس بات کی گواہی نہ دیں، کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اور محمد اللہ کے رسول ہیں، تم ان سے لڑتے رہو! اور جب وہ ایسا کر لیں (یعنی ایمان لے آئیں) تب ان کی جان ومال تم پر حرام ہے، اور ان کا حساب اللہ تعالی پر ہے!" ؏

شیر شمشیر زن شاہِ خیبر شکن پرتوِ دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام[2]

سب سے پہلے ایمان لانے والے

(۴) حضرت سیّدنا زید بن ارقم اور سیّدنا ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہم، مختلف روایات میں فرماتے ہیں:

«أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ عَلِيٌّ»[3] "سب سے پہلے ایمان لانے حضرت علی ہیں (یعنی نابالغ بچوں میں)"۔

حضرت سیّدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ کا مقامِ رفیع

(۵) حضرت سیّدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ وہ شخصیت ہیں، جنہیں عرش پر قدم رکھنے والے آقائے کائنات صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے حکم فرمایا: «اصْعَدْ عَلَى مَنْكِبَيَّ!» "میرے کندھوں پر چڑھ جاؤ (اور کعبۃ اللہ کی اندرونی چھت سے بُتوں کو گرا دو!)"۔ جب وہ بلند اختر چڑھا، تو خود کو ایسے مقامِ رفیع پر پایا، کہ فرماتا ہے کہ "مجھے خیال آتا تھا، کہ اگر چاہوں تو آسمان کا کنارہ چھو لوں[4]"۔

---

(١) "صحيح مسلم" كتاب فضائل الصحابة، ر: ٦٢٢٢، صـ١٠٦٠. و"السنن الكبرى" للنَّسائي، كتاب الخصائص، ذكر اختلاف ألفاظ الناقلين لخبر أبي هريرة رضي الله عنه فيه، ر: ٨٣٥٠، ٧/ ٤١٤.

(۲) "حدائقِ بخشش" حصّہ دُوم ۲، صـ۳۱۳۔

(٣) "سنن الترمذي" أبواب المناقب، ر: ٣٧٣٥، صـ٨٤٩. [قال أبو عيسى:] "هذا حديثٌ حسنٌ صحيح". و"السنن الكبرى" للنَّسائي، كتاب المناقب، فضائل علي رضي الله عنه، ر: ٨٠٨١، ٧/ ٣٠٦. و"الشّريعة" للآجرّي، كتاب الإيمان والتصديق بأنّ الجنّةَ والنّار مخلوقتان، باب تصديق أبي بكر رضي الله عنه لرسول الله صلى الله عليه وسلم، ر: ١٢٥٠، ٤/ ١٧٩٥.

(٤) "مصنَّف ابن أبي شَيبة" كتاب المغازي، حديث فتح مكة، ر:٣٦٩٠٧، ٧/ ٤٠٣. و"مسند الإمام أحمد" مسند علي بن أبي طالب رضي الله عنه، ر: ٦٤٤، ٢/ ٧٣. و"السنن الكبرى" للنَّسائي، =

یا علی مدد!

(٦) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: «اللَّهُمَّ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ!»[1] "اے اللہ! جس کا میں مددگار ہوں، علی بھی اُس کا مددگار ہے! الٰہی تُو اس سے اُلفت رکھ جو علی سے اُلفت رکھے! اور اُس سے عداوت رکھ جو اِس سے عداوت رکھے! اور اُس کی مدد فرما جو علی کی مدد کرے!"۔

اے علی تم مجھ سے اور میں تم سے ہوں!

(۷) مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ نے حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: «أنتَ منِّي وأنا منك!»[2] "اے علی تم مجھ سے اور میں تم سے ہوں!"۔

دخترِ رسول حضرت فاطمہ بتول سے مَولا علی کا نکاح

(۸) جب حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے، سیّدہ فاطمہ زہراء طیّبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں،

=

كتاب الخصائص، ذكر ما خصّ به علي من صعوده على منكبي النبي ﷺ، ر: ٨٤٥٣، ٧/ ٤٥١. و"مستدرَك الحاكم" كتاب الهجرة وقد صحّ أكثر أخبارها عند الشيخين، ر: ٤٢٦٥، ٣/ ٦. [قال الحاكم:] "هذا حديثٌ صحيحُ الإسناد، ولم يخرجاه".

(١) "مصنَّف ابن أبي شَيبة" كتاب الفضائل، فضائل علي بن أبي طالب رضي الله عنه، ر: ٣٢٠٧٨، ٦/ ٣٦٦. و"مسند الإمام أحمد" تتمة مسند الأنصار، حديث بريدة الأسلمي، ر: ٢٢٩٤٥، ٣٨/ ٣٢. و"سنن الترمذي" أبواب المناقب، باب مناقب علي بن أبي طالب رضي الله عنه، ٣٧١٣، صـ٨٤٥. [قال أبو عيسى:] "هذا حديثٌ حسنٌ غريب، وقد روى شعبةُ هذا الحديث عن ميمون أبي عبد الله، عن زيد بن أرقم، عن النّبي ﷺ نحوه، وأبو سريحة هو حذيفة بن أسيد صاحب النّبي ﷺ".

(٢) "مسند الإمام أحمد" مسند علي بن أبي طالب رضي الله عنه، ر: ٨٥٧، ٢/ ٢١٣. و"صحيح البخاري" كتاب فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب مناقب علي بن أبي طالب رضي الله عنه، ر: ٣٧٠٠، صـ٦٢٤. و"السنن الكبرى" للنَّسائي، كتاب الخصائص، ر: ٨٤٠١، ٧/ ٤٣٣.

رسولِ کریم ﷺ کی بارگاہ میں نکاح کے لیے عرض کی، توجواب ارشاد فرمایا: «مرحباً وأهلاً!»[1] .

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی پر وعید

(۹) حضرت سیّدہ امّ سلَمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے، حضور رحمتِ عالمیان ﷺ نے فرمایا: «مَنْ سَبَّ عَلِيّاً، فَقَدْ سَبَّنِي!»[2] "جس نے علی کوبُراکہا،اس نے مجھے بُراکہا!"۔

نبیٔ کریم ﷺ نے حضرت مَولاعلی کودنیاوآخرت میں اپنابھائی قرار دیا

(۱۰) حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے، کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے اپنے صحابہ مہاجرین وانصار کے مابین بھائی چارہ کرایا، توسیّدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ اس حال میں حاضر خدمت ہوئے، کہ ان کی آنکھیں آنسو بہارہی تھیں، انہوں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی، کہ آپ ﷺ نے اپنے صحابہ میں بھائی چارہ کرایا، اور مجھے کسی کابھائی نہیں بنایا!اس پررسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:«أَنْتَ أَخِي فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ!»[3] "تم تودنیاوآخرت میں میرے بھائی ہو!"۔

---

(۱) "مسند البزّار" مسند بريدة بن الحصيب، ر: ٤٤٧١، ١٠/ ٣٣٩. و"السنن الكُبرى" للنَّسائي، كتاب عمل اليوم والليلة، ر: ١٠٠١٦، ٩/ ١٠٦. و"المعجم الكبير" بريدة بن الحصيب الأسلَمي، ر: ١١٥٣، ٢/ ٢٠. و"مجمع الزوائد" كتاب المناقب، باب منه في فضلها وتزويجها بعلي رضي الله عنهما، ر: ١٥٢١٤، ٩/ ٢٠٩. [قال الهيثمي:] "رواه الطَبَراني والبزّار، ورجالهما رجال الصحيح، غير عبد الكريم بن سليط، ووثّقه ابنُ حِبّان".

(۲) "مسند الإمام أحمد" مسند النساء، ر: ٢٦٧٤٨، ٤٤/ ٣٢٩. و"مستدرَك الحاكم" كتاب معرفة الصحابة، وأما قصّة اعتزال محمد بن مسلمة الأنصاري رضي الله عنه، ر: ٤٦١٥، ٣/ ١٣٠. [قال الحاكم:] "هذا حديثٌ صحيحُ الإسناد، ولم يخرجاه". [وقال الذهبي:] "صحيحٌ".

(۳) "سنن الترمذي" أبواب المناقب، باب مناقب علي بن أبي طالب رضي الله عنه، ر: ٣٧٢٠، صـ٨٤٧. [قال أبو عيسى:] "هذا حديثٌ حسنٌ غريب".

نبئ کریم ﷺ کا حضرت علی سے اندازِ محبت

(۱۱) حضرت سیّدنا علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: «كُنْتُ إِذَا سَأَلْتُ رَسُولَ الله ﷺ أَعْطَانِي، وَإِذَا سَكَتُّ ابْتَدَأَنِي!»[۱] "جب میں رسول اللہ ﷺ سے کچھ مانگتا تو مجھے عطا فرماتے، اور جب میں خاموش رہتا تو آپ ﷺ مجھ سے کلام کی ابتداء فرماتے!"۔

بعض اَحکامِ شرع سے استثناء

(۱۲) نبئ کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا: «يَا عَلِيُّ! لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ يُجْنِبُ فِي هَذَا المَسجِدِ، غَيرِي وَغَيرُك!»[۲] "اے علی! میرے اور تمھارے سوا کسی کے لیے جائز نہیں، کہ حالتِ جَنابت میں اس مسجد سے گزرے!"۔

❁ ❁ ❁

(۱) المرجع نفسه، ر: ۳۷۲۲، صـ۸٤۷. [قال أبو عيسى:] "هذا حديثٌ حسن، غريبٌ من هذا الوجه".

(۲) المرجع السابق، ر: ۳۷۲۷، صـ۸٤۸. [قال أبو عيسى:] "هذا حديثٌ حسنٌ غريب، لا نعرفه إلّا من هذا الوجه. وقد سمع منّي محمد بن إسماعيل هذا الحديث واستغربه".

فصل ۱۵

حضرت سیّدنا مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اقوالِ علماء کی روشنی میں

مَولا علی کا علم

(۱) حضرت یحیی بن سعید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے، کہ سیّدنا سعید بن مسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: «لم يكن أحدٌ من الصّحابة يقول: "سَلُوني" إلّا عليٌّ»[1] "حضرت سیّدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا، صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں کوئی ایسا نہیں تھا، جو یہ کہہ سکے کہ "مجھ سے جو چاہو پوچھ لو!"۔"

حضرت علی بُت پرستی سے ہمیشہ محفوظ رہے

(۲) امام ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے، حضرت حسن بن زید بن حسن علیہم رحمۃ اللہ کے حوالے سے بیان کیا، کہ آپ فرماتے ہیں: "لم يعبد الأوثانَ قطُّ لِصِغرِه"[2] "حضرت سیّدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بچپن میں بھی کبھی بت پرستی نہیں کی"۔

---

(۱) "مصنَّف ابن أبي شَيبة" كتاب الأدب، من كان يستحب أن يسأل ويقول سلوني، ر: ٢٦٤٢٠، ٥/ ٣١٢. و"فضائل الصحابة" للإمام أحمد، فضائل علي رضي الله تعالى عنه، ومن فضائل علي رضي الله تعالى عنه من حديث أبي بكر بن مالك، ر: ١٠٩٨، ٢/ ٦٤٦. و"معجم الصحابة" للبغَوي، باب العين، علي بن أبي طالب رضي الله تعالى عنه، ر: ١٨١٧، ٤/ ٣٦١. و"الاستيعاب في معرفة الأصحاب" باب علي، علي بن أبي طالب رضي الله تعالى عنه، ٣/ ١١٠. رجاله رجالُ الشيخين.

(٢) "الصواعق المحرقة" الباب ٩ في مآثره و فضائله رضي الله تعالى عنه، الفصل الأوّل في إسلامه وهجرته وغيرهما، ٢/ ٣٥١.

سب سے پہلے نماز ادا کرنے والا

(۳) ابن سعد رحمۃ اللہ نے "طبقات کبری" میں، حضرت مجاہد رحمۃ اللہ کے حوالے سے تحریر فرمایا: "أوَّلُ مَنْ صَلَّى عَلِيٌّ، وَهُوَ ابنُ عَشْرِ سِنِينَ"[1] "حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے سوا، سب سے پہلے جس نے نماز ادا کی، وہ حضرت سیّدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ ہیں، جبکہ ان کی عمر ابھی دس ۱۰ برس تھی"۔

سیّدنا علی المرتضی رضی اللہ تعالی عنہ کی شان

(۴) حضرت اسماعیل قاضی، امام نَسائی اور ابوعلی نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں: "لم يرد في حقّ أحدٍ من الصَّحَابَة بِالأسَانِيدِ الحِسان، أكثر مِمَّا جَاءَ فِي عَلِيٍّ"[2] "کسی صحابی کے فضائل میں، اس قدر اَسانیدِ حَسنہ وارد نہیں ہوئیں، جتنی حضرت سیّدنا علی المرتضی رضی اللہ تعالی عنہ کے فضائل میں آئی ہیں"۔

فضیلتِ کُلّی وجُزئی مابین صحابۂ کرام

بلا شک وشبہ احادیث مبارکہ میں باعتبار عدد، سب سے زیادہ فضائل حضرت سیّدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ کے وارد ہوئے؛ اس کی بنیادی وجہ مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے ساتھ حضرت علی کی خاص صحبت، رَفاقت اور قُرب کا شرف ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ اپنے بچپن سے لے کر رسول اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے ظاہری وصال تک، صحبتِ نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے مسلسل شرفیاب ہوتے رہے۔ مگر کثرتِ فضائل کے سبب، انہیں امیر المؤمنین سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ سے افضل قرار نہیں دیا جاسکتا؛ کیونکہ حضرت سیّدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ اور دیگر تمام صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کے مقابل، سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی افضلیت کُلّی ہے۔

---

(۱) "الطبقات الكبرى" لابن سعد، علي بن أبي طالب رضي الله تعالى عنه، ذكر إسلام علي وصلاته، ۳/ ۱۵.

(۲) "الصواعق المحرقة" الباب ۹ في مآثره وفضائله رضي الله تعالى عنه، الفصل ۲ في فضائله، ۲/ ۳۵۳.

بعض جزئی فضائل

ہاں البتہ جُزئی طور پر حضرت سیّدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا بعض دیگر صحابہ، سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل ہوسکتے ہیں؛ کیونکہ احادیث مبارکہ میں وارد بعض فضیلتیں ایسی ہیں، جو سیّدنا ابوبکر صدیق یا سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بھی حاصل نہیں، مثال کے طور پر حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے داماد نہیں، یہ شرف حضرت سیّدنا عثمان غنی اور حضرت سیّدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حاصل ہوا۔ اسی طرح نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسلِ پاک، حضرت سیّدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولادِ اَطہار سے چلی۔ ہجرت کی رات نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی کو اپنے بستر مبارک پر لٹایا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی کی شان میں فرمایا کہ "تم میرے لیے ایسے ہو، جیسے حضرت ہارون حضرت موسیٰ کے لیے علیہما السلام، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں!" (او کما قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)۔

ایسی اَور بہت سی مثالیں اور جُزئی فضائل ذکر کیے جاسکتے ہیں، جو صرف حضرت سیّدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں وارد ہوئے، اور وہ فضائل حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل نہیں، لیکن اس کے باوُجود حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے افضل ہیں؛ کیونکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت میں وہ وہ چیزیں بیان ہوئیں جو کسی کو حاصل نہیں، اور نہ ہوسکتی ہیں! آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت میں متعدّد آیاتِ قرآنیہ نازل ہوئیں، جنہیں گذشتہ سطور میں باب دُوم ۲ کے تحت بیان کیا جاچکا۔ اسی طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت واِکرام میں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاداتِ مبارکہ اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اِجماع واتفاق ہے، جو کہ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سب سے افضل صحابی ہونے کے لیے ثبوت کافی ہے۔

فضیلتِ کُلّی وجزئی کا فرق

میرے عزیزو! کُلّی اور جُزئی فضیلت کے مابین فرق کو یوں سمجھیے، کہ گویا آپ کے سامنے ایک عالمِ دین اور ایک سپاہی ہے، اگر پوچھا جائے کہ ان دونوں میں سے افضل کون ہے؟ تو کُلّی طور پر عالمِ دین کو افضل کہا جائے گا، لیکن اگر جُزئی طور پر پوچھا جائے، کہ ان دونوں میں سے بندوق کون اچھی چلاتا ہے؟ تو بندوق چلانے کی مہارت کے اعتبار سے، سپاہی کو عالمِ دین سے جُزئی طور پر افضل قرار دیا جاسکتا ہے۔

یہی مُعاملہ سیّدنا ابوبکر صدیق، سیّدنا علی اور دیگر تمام صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مابین ہے، جب مطلقًا پوچھا جائے کہ سب سے افضل کون؟ تو سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے افضل ہیں، اور اگر کسی خاص فضیلت (جو صرف حضرت سیّدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل ہے) کے بارے میں مقیّد کرکے پوچھا جائے، کہ اس مُعاملہ میں حضرت علی اور سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں سے افضل کون ہے؟ تو جزئی طور پر سیّدنا علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو، حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل کہا جائے گا، مگر کلّی طور پر ایسا ہرگز نہیں کہا جاسکتا! ع

فرماتے ہیں یہ دونوں ہیں سردارِ دو جہاں اے مرتضی! عتیق و عمر کو خبر نہ ہو[1]

بچوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے حضرت علی ہیں

(۵) امام قسطلانی "مَواہبِ لدُنیہ" میں فرماتے ہیں: "أوّل مَن أسلَم: علي بن أبي طالب، وهو صبيٌّ لم يبلغ، وكان مستخفياً بإسلامه"[2] "سب سے پہلے ایمان لانے والے، حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، جب آپ نابالغ بچے تھے، مگر وہ اپنے اسلام کو پوشیدہ رکھے ہوئے تھے"۔

(۱) "حدائقِ بخشش" حصّہ اوّل، ص۱۳۰۔

(۲) "المواهب اللدُنية" المقصد ١، أوّل مَن آمن، إسلام علي، ١/ ٢١٨.

بابِ پنجم ۵

حضراتِ عشرۂ مبشَّرہ

اور اہلِ بیتِ اَطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم

باب۵

حضراتِ عشرۂ مبشّرہ اور اہلِ بیت اَطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم

فصل اوّل

حضراتِ عشرۂ مبشّرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم حدیثِ نبوی کی روشنی میں

حضرت سیّدنا سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «(١) أَبُو بَكرٍ فِي الجَنَّةِ، (٢) وَعُمَرُ فِي الجَنَّةِ، (٣) وَعُثْمَانُ فِي الجَنَّةِ، (٤) وَعَلِيٌّ فِي الجَنَّةِ، (٥) وَطَلْحَةُ فِي الجَنَّةِ، (٦) وَالزُّبَيْرُ فِي الجَنَّةِ، (٧) وَعَبْدُ الرَّحْمنِ بْنُ عَوْفٍ فِي الجَنَّةِ، (٨) وَسَعْدُ بنُ أبي وقاصٍ في الجَنَّةِ، (٩) وَسَعِيدُ بنُ زيدٍ في الجَنَّةِ، (١٠) وَأبو عُبَيْدَةَ بْنُ الجَرَّاحِ في الجَنَّةِ»[1].

---

(١) "مُسند الحمَيدي" أبواب المناقب، باب مناقب عبد الرحمن بن عوف، ر: ٣٧٤٧، ٦/ ١٠١. و"فضائل الصحابة" للإمام أحمد، قوله ﷺ: «مُروا أبا بكر فليصلِّ بالنّاس» ر: ٨٧، ١/ ١١٦. و"سنن أبي داود" كتاب السنّة، باب في الخلفاء، ر: ٤٦٤٩، صـ٦٥٧. و"سنن الترمذي" [باب] مناقب عبد الرحمن بن عوف بن عبد عوف الزُهري رضي الله عنه، ر: ٣٧٤٧، صـ٨٥١. [قال أبو عيسى:] "وقد رُوي هذا الحديث عن عبد الرحمن بن حمَيد عن أبيه عن سعيد بن زيد، عن النّبي ﷺ نحو هذا، وهذا أصَح من الحديث الأوّل: [حدثنا قتيبة قال: حدثنا عبد العزيز بن محمد، عن عبد الرحمن بن حمَيد، عن أبيه، عن عبد الرحمن بن عَوف، قال: قال رسول الله ﷺ: «أبو بكر في الجنّة، وعمرُ في الجنّة، وعثمانُ في الجنّة، وعليٌّ في الجنّة، وطلحةُ في الجنّة، والزبيرُ في الجنّة، وعبدُ الرّحمن بن عَوف في الجنّة، وسعدٌ في الجنّة، وسعيدٌ في الجنّة، وأبو عبَيدة بن الجرّاح في الجنّة»]". (انظر: "التاريخ الكبير" للبخاري، ٥/ ٢٧٣)".

"(۱) ابوبکر جنّتی ہیں، (۲) عمر جنّتی ہیں، (۳) عثمان جنّتی ہیں، (۴) علی جنّتی ہیں، (۵) طلحہ جنّتی ہیں، (٦) زبیر جنّتی ہیں، (۷) عبد الرحمن بن عَوف جنّتی ہیں، (۸) سعد بن ابی وقاص جنّتی ہیں، (۹) سعید بن زید (بن عَمرو بن نفیل) جنّتی ہیں، (۱۰) ابو عبیدہ بن جرّاح جنّتی ہیں" ع

جسے چاہیں بخش دیں خلد وجناں میں خدا کی قسم! دخل سرکار ہوگا[1]

(۱) حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ حدیثِ نبوی کی روشنی میں

جان ومال کی قربانی دینے والے

حضرت سیّدنا ابوہریرہ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: «مَا نَفَعَنِي مَالٌ قَطُّ مَا نَفَعَنِي مَالُ أَبِي بَكْرٍ!» "ایسا نفع مجھے کسی کے مال نے نہیں دیا، جیسا نفع مجھے ابوبکر کے مال نے پہنچایا"۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ روتے ہوئے عرض گزار ہوئے: «هَلْ أَنَا وَمَالِي إِلَّا لَكَ يَا رَسُولَ الله!»[2] "یارسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّم کیا میں اور کیا میرا مال؟ سب آپ ہی کا تو ہے!"۔

---

(۱) "قبالۂ بخشش" ص۱۴۱۔

(۲) "مصنَّف ابن أبي شَيبة" كتاب الفضائل، ما ذكر في أبي بكر الصديق رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، ر: ٣١٩٢٧، ٦/ ٣٤٨. و"فضائل الصحابة" للإمام أحمد، فضائل أبي بكر صديق رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، ر: ٢٥، ١/ ٦٥. و"مسند الإمام أحمد" مسند أبي هريرة رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، ر: ٧٤٤٦، ١٢/ ٤١٤. و"سنن ابن ماجه" باب في فضائل أصحاب رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم، فضل أبي بكر صديق رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، ر: ٩٤، ١/ ٣٦. و"سنن الترمذي" أبواب المناقب، باب، ر: ٣٦٦١، صـ٨٣٤. [قال أبو عيسى:] "هذا حديثٌ حسن، غريبٌ من هذا الوجه". و"صحيح ابن حِبَّان" كتاب إخباره صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم عن مناقب الصحابة، ذكر البيان بأنّ المصطفى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم ما انتفع بمالِ أحدٍ ما انتفع بمالِ أبي بكر، ر: ٦٨٥٨، ١٥/ ٢٧٣، ٢٧٤.

(۲) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیثِ نبوی کی رَوشنی میں

شیطان پر سیّدنا عمر فاروق اعظم کا خوف

حضور خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ قَطُّ سَالِكاً فَجّاً، إِلَّا سَلَكَ فَجّاً غَيْرَ فَجِّكَ!»[1] "اُس ذاتِ پاک کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے! جب بھی کہیں تمہیں شیطان دیکھ لیتا ہے، وہ تم سے ڈر کر اپنا راستہ ہی بدل لیتا ہے!"۔

(۳) حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیثِ نبوی کی رَوشنی میں

سب سے زیادہ باحیاء اُمّتی

حضور نبئ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ارشاد فرمایا: «أَلَا أَسْتَحِي مِنْ رَجُلٍ تَسْتَحِي مِنْهُ الملَائِكَةُ!»[2] "کیا میں اُس آدمی سے حَیاء نہ کروں، جس سے فرشتے بھی حیاء کرتے ہیں!"۔

---

(١) "فضائل الصحابة" للإمام أحمد، فضائل أمير المؤمنين عمر بن الخطّاب رضي الله تعالى عنه، ر: ٣٠١، ١/ ٢٤٤. و"صحيح البخاري" كتاب بدء الخلق، باب مناقب عمر بن الخطاب، ر: ٣٦٨٣، صـ٦١٩. و"صحيح مسلم" كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل عمر رضي الله تعالى عنه، ر: ٦٢٠٢، صـ١٠٥٥.

(٢) "الأدب المفرَد" للبخاري، باب الحياء، ر: ٦٠٣، ١/ ٢١١. و"صحيح مسلم" باب من فضائل عثمان بن عفّان، ر: ٦٢٠٩، صـ١٠٥٦. و"مسند أبي يعلى" مسند عائشة رضي الله تعالى عنها، ر: ٤٨١٥، ٨/ ٢٤٠. و"صحيح ابن حِبَّان" كتاب أخباره صلى الله تعالى عليه وسلم عن مناقب الصحابة، ذكر تعظيم المصطفى صلى الله تعالى عليه وسلم، ر: ٦٩٠٧، ١٥/ ٣٣٦.

(۴) حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیثِ نبوی کی رَوشنی میں

حضرت مَولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام ومرتبہ

حضرت سیّدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، کہ نبئ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا: «أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى، إِلَّا أنّه لَا نَبِيَّ بَعْدِي!»(۱) "اے علی! تم مجھ سے وہی نسبت رکھتے ہو، جو حضرت ہارون کو حضرت موسیٰ سے تھی، مگر وہ نبی تھے اور میرے بعد کوئی نبی نہیں!"۔

(۵) حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیثِ نبوی کی رَوشنی میں

طلحہ نے اپنے لیے جنّت واجب کرلی

حضرت سیّدنا زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت، کہ جنگ اُحُد کے روز نبئ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر دو ۲ زرہیں تھیں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چٹان پر چڑھنا چاہا، تو نہ چڑھ سکے، چنانچہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نیچے بٹھاکر اوپر چڑھے، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چٹان پر تشریف فرما ہوئے، راوی فرماتے ہیں کہ میں نے نبئ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: «أَوْجَبَ طَلْحَةُ!»(۲) "طلحہ نے (اپنے لیے جنّت) واجب کرلی!"۔

---

(۱) "صحيح البخاري" كتاب المغازي، باب غزوة تبوك وهي غزوة العسرة، ر: ٤٤١٦، صـ٧٤٩. و"صحيح مسلم" كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل علي، ر: ٦٢١٧، صـ١٠٥٩. و"سنن الترمذي" أبواب المناقب، ر: ٣٧٣١، صـ٨٤٩. [قال أبو عيسى:] "هذا حديثٌ حسنٌ صحيح. وقد رُوي من غير وجه، عن سعد عن النّبي ﷺ ويستغرب هذا الحديث من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري".

(۲) "سنن الترمذي" أبواب المناقب، باب مناقب أبي محمد طلحة بن عبيد الله، ر: ٣٧٣٨، صـ٨٥٠. [قال أبو عيسى:] "هذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ غريب".

(۶) حضرت زبیر بن عوّام رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیثِ نبوی کی رَوشنی میں

نبیٔ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حواری

(۱) حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيّاً، وَحَوَارِي: الزُّبَيْرُ»[۱]

"یقیناً ہر نبی کا ایک حواری ہے، اور میرے حواری زبیر ہیں"۔

حضرت زبیر بن عوّام کی خوش بختی

(۲) سیّدُنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، کہ میرے والد حضرت سیّدُنا زبیر بن عوّام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے فرمایا، کہ غزوۂ خندق والے دن سیّدِ عالَم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (خوش ہوکر) فرمایا: «فداكَ أبي وأمّي!»[۲] "اے زبیر تم پر میرے ماں باپ قربان!"۔

(۷) حضرت عبد الرحمن بن عَوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیثِ نبوی کی رَوشنی میں

جنّت کا پروانہ

(۱) حضرت عبد الرحمن بن حمَید اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، کہ حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مجلس میں ان سے یہ حدیث بیان کی، کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: «عشرةٌ في الجنّة: (۱) أبو بكر في الجنّة، (۲) وعمرُ في الجنّة، (۳) وعثمانُ، (٤) وعليٌّ، (٥) والزبير، (٦) وطلحة، (٧) وعبدُ الرّحمن، (٨) وأبو عبيدة، (٩) وسعدُ بن أبي وقاص»[۳]

---

(١) "صحيح البخاري" كتاب الجهاد والسير، باب فضل الطليعة، ر: ٢٨٤٦، صـ٤٧١. و"صحيح مسلم" كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل طلحة والزبير رضي الله عنهما، ر: ٦٢٤٣، صـ١٠٦٥.

(٢) "صحيح مسلم" كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل طلحة والزبير رضي الله عنهما، ر: ٦٢٤٥، صـ١٠٦٥.

(٣) "سنن أبي داود" كتاب السنّة، باب في الخلفاء، ر: ٤٦٤٩، صـ٦٥٧. و"سنن الترمذي" أبواب المناقب، باب مناقب عبد الرحمن بن عوف الزهري رضي الله عنه، ر: ٣٧٤٨، صـ٨٥٢. [قال أبو عيسى:] " وسمعت محمّداً (أي: الإمام البخاري، هو يقول): هو أصحُ من الحديث الأوّل: [حدثنا قتيبة
=

"دس۱۰آدمی جنّتی ہیں: (۱)ابوبکر، (۲) عمر، (۳)عثمان، (۴) علی، (۵) زبیر، (۶) طلحہ، (۷) عبدالرحمن، (۸) ابوعبیدہ (۹) اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالی عنہم"۔ راوی فرماتے ہیں کہ حضرت سیّدنا سعید بن زید رضی اللہ تعالی عنہ نو۹ حضرات کا نام شمار کر کے خاموش ہو گئے، لوگوں نے کہا کہ اے ابواَعوَر! ہم آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتے ہیں کہ دسواں شخص کون ہے؟ فرمایا: تم لوگوں نے مجھے اللہ کی قسم دی ہے تو بتاتا ہوں، کہ وہ جنّتی (۱۰) ابواَعور (سعید بن زید رضی اللہ تعالی عنہ) خود میں ہوں"۔

جنّت کی سلسبیل

(۲) ایک اَور روایت میں ہے، کہ سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالی عنہا نے، سیّدنا ابو سلَمہ رضی اللہ تعالی عنہ کو مخاطَب کر کے ارشاد فرمایا: «فَسَقَى اللهُ أَبَاكَ مِنْ سَلْسَبِيلِ الجَنَّةِ!»[1] "اے ابو سلَمہ! اللہ تعالی تمھارے والد (عبدالرحمن بن عَوف رضی اللہ تعالی عنہ) کو جنّت کی سلسبیل سے پلائے!" ع

جس کی دو بوند ہیں کوثر وسلسبیل ہے وہ رحمت کا دریا ہمارا نبی[2]

=

قال: حدثنا عبد العزيز بن محمد، عن عبد الرحمن بن حمَيد، عن أبيه، عن عبد الرحمن بن عَوف، قال: قال رسول الله ﷺ: «أبو بكر في الجنّة، وعمرُ في الجنّة، وعثمانُ في الجنّة، وعليٌّ في الجنّة، وطلحةُ في الجنّة، والزبيرُ في الجنّة، وعبدُ الرّحمن بن عَوف في الجنّة، وسعدٌ في الجنّة، وسعيدٌ في الجنّة، وأبو عبَيدة بن الجرّاح في الجنّة»]". (انظر: "التاريخ الكبير" للبخاري، ٥/ ٢٧٣).

(١) "سنن الترمذي" أبواب المناقب، باب مناقب عبد الرحمن بن عوف الزهري رضي الله عنه، ر: ٣٧٤٩، صـ٨٥٢. [قال أبو عيسى:] "هذا حديثٌ حسنٌ غريب". و"مستدرَك الحاكم" كتاب معرفة الصحابة، ذكر مناقب عبد الرحمن بن عوف الزُهري، ر: ٥٣٦٠، ٣/ ٣٥٢. [وقال الذهبي:] "صخر بن عبد الله صَدوقٌ لم يخرجا له".

(٢) "حدائق بخشش" حصّہ اوّل، ص۱۳۹۔

(۸) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیثِ نبوی کی روشنی میں

نبیٔ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت بھری دعا

(۱) حضرت سیّدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے غزوۂ اُحد کے دن حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: «يا سعدُ ارْمِ! فداكَ أبي وأمّي!»[1] "اے سعد تیر چلا! میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں!"۔

راہِ خدا میں سب سے پہلا تیر چلانے والا

(۲) حضرت سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں فرمایا: «وَهُوَ أَوَّلُ مَنْ رَمَى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ الله»[2] "راہِ خدا میں سب سے پہلا تیر سعد بن ابی وقاص نے چلایا"۔

حضرت سیّدنا سعد کی دعاؤں کی قبولیت

(۳) حضرت قیس بن حازم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے دعا فرمائی: «اللَّهُمَّ اسْتَجِبْ لِسَعْدٍ إذَا دَعَاكَ!»[3] "اے اللہ! سعد کی دعاؤں کو قبول فرمالے، جب بھی وہ تجھ سے دعا کرے!"۔

---

(١) "صحيح البخاري" كتاب المغازي، باب ﴿إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنكُمْ أَنْ تَفْشَلاَ وَاللهُ وَلِيُّهُمَا﴾ ر: ٤٠٥٩، صـ٦٨٧.

(٢) "صحيح البخاري" كتاب المغازي، باب غزوة الطائف ...إلخ، ر: ٤٣٢٦، صـ٧٣٢. و"صحيح مسلم" كتاب الزهد، ر: ٧٤٣٣، صـ١٢٨٥.

(٣) "سنن الترمذي" أبواب المناقب، باب مناقب أبي إسحاق سعد بن أبي وقاص رضي الله عنه، ر: ٣٧٥١، صـ٨٥٢. [قال أبو عيسى:] "وقد رُوي هذا الحديثُ عن إسماعيل عن قيس أنّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم قال: اللّهم استجب لسعد إذا دعاك، وهذا أصَحّ". و"المعجم الأوسَط" للطَبَراني، باب العين، من اسمه علي، ر: ٤٠٦٩، ٤/ ٢٣٥. و"مجمع الزوائد" كتاب الجماعة، باب في فضل جماعة من الصحابة، ر: ١٤٨٦٦، ٩/ ١٥٥. [قال الهيثمي:] "رواه الطَبَراني في الأوسط، وفيه أبو سعد =

حضرت سیّدنا سعد رضي الله تعالى عنه اللہ تعالی سے محبت رکھتے ہیں

(۴) نبیٔ کریم صلى الله تعالى عليه وسلم نے مسجد میں تین ۳راتیں نشست فرمائی، اور دعا کی: «اللّٰهُمَّ أَدْخِلْ مِنْ هَذَا الْبَابِ عَبْداً يُحِبُّكَ وَتُحِبُّهُ!» "اے اللہ! اس دروازے سے اُس بندے کو داخل فرما، جو تجھ سے محبت رکھتا ہے اور تو بھی اس سے محبت فرماتا ہے!" تب اُس دروازے سے حضرت سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضي الله تعالى عنه داخل ہوئے[1]۔

(۹) حضرت سعید بن زید رضي الله تعالى عنه حدیثِ نبوی کی رَوشنی میں

دسواں جنّتی شخص

حضرت سعید بن زید رضي الله تعالى عنه ارشاد فرماتے ہیں: «أَشْهَدُ عَلَى التِّسْعَةِ أَنَّهُمْ فِي الجَنَّةِ، وَلَوْ شَهِدْتُ عَلَى العَاشِرِ لَمْ آثَمْ، قِيلَ: وَكَيْفَ ذَاكَ؟ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ الله صلى الله تعالى عليه وسلم بِحِرَاءَ فَقَالَ: اثْبُتْ حِرَاءُ! فَإِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكَ إِلّا نَبِيٌّ أَوْ صِدِّيقٌ أَوْ شَهِيدٌ، قِيلَ: وَمَنْ هُمْ؟ قَالَ: رَسُولُ الله صلى الله تعالى عليه وسلم، وأبو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَعُثْمَانُ، وَعَلِيٌّ، وَطَلْحَةُ، وَالزُّبَيْرُ، وَسَعْدٌ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ. قِيلَ فَمَنِ العَاشِرُ؟ قَالَ: أَنَا»[2].

=

البقّال، وهو مدلِّس ثقة، وقد اعتضد حديثه بالحديثَين اللذين تقدّما في باب إجابة دعائه".

(١) "مستدرَك الحاكم" كتاب معرفة الصحابة، ذكر مناقب أبي إسحاق سعد بن أبي وقاص رضي الله عنه، ر: ٦١١٧، ٣/ ٥٧٠. [قال الحاكم:] "هذا حديثٌ صحيحُ الإسناد ولم يخرجاه". [وقال الذهبي:] "صحيح".

(٢) "سنن أبي داود" كتاب السنّة، باب في الخلفاء، ر: ٤٦٤٨، صـ٦٥٧. و"سنن الترمذي" أبواب المناقب، باب مناقب أبي الأعوَر واسمه سعيد بن زيد رضي الله عنه، ر: ٣٧٥٧، صـ٨٥٣. [قال أبو عيسى:] "هذا حديثٌ حسنٌ صحيح. وقد رُوي من غير وجه، عن سعيد بن زيد، عن النّبي صلى الله تعالى عليه وسلم، حدّثنا أحمد بن مُنيع، قال حدّثنا الحجّاج بن محمد، قال حدّثني شعبةُ عن الحرّ بن الصياح، عن عبد الرحمن بن الأخنس، عن سعيد بن زيد، عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم نحوه بمعناه، هذا حديثٌ حسن".

"میں نو۹ آدمیوں کے بارے میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ جنّتی ہیں، اور اگر دسویں آدمی کے بارے میں بھی گواہی دوں تو گنہگار نہ ہوں گا، پوچھا گیا: وہ کیسے ؟ فرمایا: ہم نبئ اکرم ﷺ کے ہمراہ کوہِ حراء پر تھے، حضور ﷺ نے فرمایا: اے حراء ٹھہر جا! کہ تجھ پر نبی، صدیق، اور شہید ہی تو ہیں، پوچھا گیا: وہ کون لوگ تھے ؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: (۱) رسول اللہ ﷺ، (۲) حضرت ابوبکر، (۳) عمر، (۴) عثمان، (۵) علی، (۶) طلحہ، (۷) زبیر، (۸) سعد، (۹) اور عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ پوچھا گیا کہ دسواں کون تھا؟ حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ (۱۰) وہ میں تھا"۔

(۱۰) حضرت ابوعبَیدہ بن جرّاح رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیثِ نبوی کی رَوشنی میں اُمّت کے امین

رَحمتِ عالَمیان ﷺ نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا: «قُمْ يَا أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الجَرَّاحِ!» "اے ابوعبَیدہ بن جرّاح کھڑے ہو جاؤ!" جب وہ کھڑے ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «هذَا أَمِيْنُ هذِهِ الأُمَّة!»[1] "یہ ہیں اِس امّت کے امین!" ؎

وہ دَسوں جن کو جنّت کا مژدہ ملا — اس مبارک جماعت پہ لاکھوں سلام[2]

---

(۱) "صحيح البخاري" كتاب المغازي، ر: ٤٣٨٠، صـ٧٤٣. و"صحيح مسلم" كتاب الفضائل، باب فضائل أبي عبيدة بن الجرّاح رضي الله عنه، ر: ٦٢٥٢، صـ١٠٦٦. و"مستدرَك الحاكم" كتاب معرفة الصحابة، ذكر مناقب أبي عبيدة بن الجرّاح رضي الله عنه، ر: ٥١٦٢، ٣/ ٢٩٩. [قال الحاكم:] "قد اتفق الشيخان على إخراج هذا الحديث مختصراً. في الصحيحين من حديث الثوري وشُعبة، عن أبي إسحاق، عن صلة بن زُفر عن حذيفة، وقد خالفهما إسرائيلُ فقال عن صلة بن زُفر عن عبد الله، وساق الحديثَ أَتمّ مما عند الثوري وشعبة فأخرجتُه؛ لأنّه على شرطهما صحيح". [وقال الذهبي:] "على شرط البخاري ومسلم".

(۲) "حدائق بخشش" حصّہ دُوم ۲، ص۳۱۱۔

فصل ۲

امّہات المؤمنین حدیثِ نبوی کی رَوشنی میں

اللہ کی نشانیاں

(۱) حضرت عِکرمہ سے روایت ہے، کہ صبح کی نماز کے وقت حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بتایا گیا، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فُلاں زَوجۂ محترمہ انتقال کر گئی ہیں، تب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سجدے میں گر گئے، پوچھا گیا کہ اس وقت سجدے کا کیا سبب ہے؟ تو ارشاد فرمایا کہ کیا مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہیں فرمایا: «إِذَا رَأَيْتُمْ آيَةً فَاسْجُدُوا!» "جب تم اللہ کی کوئی نشانی دیکھو تو سجدہ کرو!" "تو بتاؤ کہ نبئ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اَزواجِ مطہّرات سے بڑھ کر کونسی نشانی ہوگی؟!"[۱]۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اَزواجِ مطہّرات بھی اہلِ بیت ہی ہیں

(۲) سیّدنا زید بن اَرقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں، کہ مجھ سے حصین نے پوچھا کہ اے زید! کیا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گھرانے کی خواتین اہلِ بیت میں سے ہیں؟ تو میں نے کہا: «نِسَاؤُهُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ»[۲] "حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گھرانے کی خواتین بھی آپ کے اہلِ بیت میں سے ہیں!" ع

---

(۱) "سنن أبي داود" كتاب الصلاة، باب السجود عند الآيات، ر: ١١٩٧، صـ١٧٩. و"سنن الترمذي" أبواب المناقب، باب فضل أزواج النبي ﷺ، ر: ٣٨٩١، صـ٨٧٧. [قال أبو عيسى:] "هذا حديثٌ حسنٌ غريب، لا نعرفه إلّا من هذا الوجه".

(۲) "مصنَّف ابن أبي شَيبة" كتاب الزكاة، من قال لا تحل الصدقة على بني هاشم، ر: ١٠٧١٢، ٢/ ٤٢٩. و"صحيح مسلم" كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل علي بن أبي طالب رضي الله تعالى عنه، ر: ٦٢٢٥، صـ١٠٦١.

اہلِ اسلام کی مادرانِ شفیق   بانوانِ طہارت پہ لاکھوں سلام[1]

ام المؤمنین حضرت سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالی عنہا حدیث نبوی کی روشنی میں

یگانۂ روزگار شخصیت

(۱) حضرت سیّدہ عائشہ صدّیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں، کہ مجھے نبئ کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی اَزواج میں سے، کسی پر اتنا رَشک نہیں آتا جتنا حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا پر آتا ہے، حالانکہ میں نے انہیں دیکھا بھی نہیں ہے، حضورِ اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اکثر اُن کا ذکرِ خیر فرمایا کرتے، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کبھی کبھار کوئی بکری ذَبح کرتے، تو اس کے اعضاء علیحدہ علیحدہ کرکے، انہیں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا کی سہیلیوں کے لیے بھی بھیجا کرتے، کبھی میں صرف اتنا عرض کر دیتی کہ دنیا میں کیا خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا کے سوا کوئی عورت نہیں؟! اس پر آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے: «إِنَّهَا كَانَتْ وَكَانَتْ، وَكَانَ لِي مِنْهَا وَلَدٌ!»[2] "ہاں وہ ایسی ہی یگانۂ روزگار تھیں، اور میری اولاد بھی انہی سے ہے"۔

حضرت سیّدہ خدیجہ کے لیے ربِ کریم کا سلام

(۲) حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: «أَتَى جِبْرِيلُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! هَذِهِ خَدِيجَةُ قَدْ أَتَتْ مَعَهَا إِنَاءٌ، فِيهِ إِدَامٌ أَوْ طَعَامٌ أَوْ شَرَابٌ، فَإِذَا هِيَ أَتَتْكَ فَاقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنْ رَبِّهَا!»[3] "نبئ کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حضرت جبریل نے

---

(۱) "حدائقِ بخشش" حصّہ دُوم ۲، صـ۳۱۰۔

(۲) "صحيح البخاري" كتاب مناقب الأنصار، ر: ۳۸۱۸، صـ۶٤۱. و"شرح السُنّة" للبغَوي، كتاب فضائل الصحابة، باب مناقب فاطمة الزهراء رضي الله تعالى عنها، ر: ۳۹۵٦، ۱٤/ ۱۵۸. [قال البغَوي:] "هذا حديثٌ متفَقٌ على صحتِه. و"أخرجه مسلم" عن سهل بن عثمان عن حفص بن غياث".

(۳) "صحيح البخاري" كتاب مناقب الأنصار، ر: ۳۸۲۰، صـ۶٤۱. و"شرح السُنّة" للبغَوي، كتاب فضائل الصحابة، باب مناقب فاطمة الزهراء رضي الله تعالى عنها، ر: ۳۹۵۳، ۱٤/ ۱۵۵. [قال =

حاضر ہوکر عرض کی: یارسولَ اللہ! حضرت خدیجہ ایک برتن لے کر آرہی ہیں، اس میں سالن اور کھانے پینے کی اشیاء ہیں، جب وہ آپ کے پاس آئیں تو انہیں ان کے رب کریم کی طرف سے سلام پیش کیجیے!"۔

حضرت سیّدہ خدیجہ کی حیات میں نبئ کریم نے کسی اَور سے نکاح نہیں فرمایا

(۳) حضرت سیّدہ عائشہ صدّیقہ طیّبہ طاہرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا نے فرمایا: «لَمْ يَتَزَوَّجِ النبِيُّ ﷺ عَلَى خَدِيجَةَ، حَتَّى مَاتَتْ»[1] "حضرت خدیجہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کے انتقال تک، نبئ کریم ﷺ نے کسی اَور سے نکاح نہیں فرمایا"۔

جنّتی خواتین میں سب سے افضل

(۴) حضرت سیّدنا ابنِ عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے روایت ہے، حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: «أَفْضَلُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ: خَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ، وَفَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ، وَمَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ، وَآسِيَةُ بِنْتُ مُزَاحِمٍ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ»[2] "جنّتی خواتین میں سب سے افضل: خدیجہ بنت خویلد رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا، فاطمہ بنت محمد رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا، مریم بنت عمران رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا، اور فرعون کی زَوجہ آسیہ بنت مُزاحم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا ہیں" ع

=

البغَوي:] "هذا حديثٌ متفقٌ على صحتِه. و"أخرجه مسلم" عن عن أبي بكر بن أبي شَيبة وغيره عن ابن فضيل".

(۱) "مصنَّف عبد الرزاق" كتاب الطلاق، باب نساء النبي ﷺ، ر: ۱٤۰۰۷، ۷/ ٤۹۲. و"صحيح مسلم" كتاب فضائل الصحابة رضي الله تعالى عنهم، باب من فضائل خديجة [أمّ المؤمنين] رضي الله تعالى عنها، ر: ٦۲۸۱، صـ۱۰۷۰. و"مستدرَك الحاكم" كتاب معرفة الصحابة، ومنهم خديجة بنت خوَيلد بن أسد، ر: ٤۸٥٥، ۳/ ۲۰٥. [قال الحاكم:] "هذا حديثٌ صحيحٌ على شرط الشيخَين ولم يخرجاه".

(۲) "مسند الإمام أحمد" مسند عبد الله بن عباس رضي الله تعالى عنهما، ر: ۲۹۰۱، ٥/ ۷۷. و"السنن الكُبرى" للنَّسائي، كتاب المناقب، مناقب مريم بنت عمران رضي الله تعالى عنها، ر: ۸۲۹۷، ۷/ ۳۸۸. و"مسند أبي يعلى" أوّل مسند ابن عباس رضي الله تعالى عنه، ر: ۲۷۲۲، ٥/ ۱۰۱. و"مستدرَك الحاكم" كتاب

=

سیما پہلی ماں کہفِ امن واماں حق گزارِ رفاقت پہ لاکھوں سلام
عرش سے جس پہ تسلیم نازِل ہوئی اُس سرائے سلامت پہ لاکھوں سلام[1]

ام المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا حدیث نبوی کی روشنی میں

حضرت سیّدہ عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے بارے میں خاص تاکید

(ا) حضرت سیّدہ عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے بارے میں رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: «لا تُؤْذِينِي فِي عَائِشَةَ!»[2] "عائشہ کے بارے میں مجھے تکلیف (اِیذاء) مت دو!"۔

=

التفسير، تفسير سورة التحريم، ر: ٣٨٣٦، ٢/ ٥٣٩. [قال الحاكم:] "هذا حديثٌ صحيحُ الإسناد، ولم يخرجاه بهذا اللفظ". [وقال الذهبي:] "صحيحٌ". و"مجمع الزوائد" كتاب المناقب، باب فضل خديجة بنت خويلد زوجة رسول الله ﷺ، ر: ١٥٢٦٨، ٩/ ٢٢٣. [قال الهيثمي:] "رواه أحمد وأبو يعلى والطَبَراني، ورجالُهم رجال الصحيح".

(ا) "حدائقِ بخشش" حصّہ دُوم، ص۳۱۰۔

(٢) "صحيح البخاري" كتاب الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب من أهدى إلى صاحبه وتحرى بعض نسائه دون بعض، ر: ٢٥٨١، صـ٤١٧. و"سنن الترمذي" أبواب المناقب، باب من فضل عائشة رضي الله تعالى عنها، ر: ٣٨٧٩، صـ٨٧٥. [قال أبو عيسى:] "هذا حديثٌ حسنٌ غريب، وقد رُوي عن هشام بن عروة هذا الحديث، عن عوف بن الحارث عن رميثة عن أم سلَمة شيئاً من هذا، وهذا حديثٌ قد رُوي عن هشام بن عروة على رواياتٍ مختلفة، وقد روى سليمانُ بن بلال عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة، نحو حديث حمّاد بن زيد".

حضورِ اکرم ﷺ کو سب لوگوں میں محبوب ترین شخصیت

(۲) سوال ہوا کہ سب لوگوں میں حضور کو محبوب کون ہے؟ جواب عطا ہوا: «عَائِشَةُ»[1].

سیّدہ عائشہ کے لیے حضرت سیّدنا جبریل کا سلام

(۳) حضرت سیّدنا ابو سلَمہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، کہ حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا، کہ ایک روز مصطفی کریم ﷺ نے فرمایا: «يَاعَائِشَ! هَذَا جِبْرِيلُ يُقْرِئُكِ السَّلاَمَ!» "اے عائشہ یہ جبریل تمہیں سلام کہتے ہیں!" میں نے یوں جواب دیا: "اور ان پر بھی اللہ تعالی کی طرف سے سلامتی، اس کی رحمت اور اس کی برکت ہو!"[2]۔

حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالی عنہا کی برکت

(۴) حضرت سیّدنا عُروہ رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں، کہ حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالی عنہا نے، اپنی ہمشیرہ حضرت سیّدہ اسماء رضی اللہ تعالی عنہا سے، عارضی طور پر ہار لے رکھا تھا، جو کسی سفر میں گم ہوگیا، لہذا رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب میں سے کئی حضرات کو اس ہار کی تلاش میں روانہ کیا، یہاں تک کہ نماز کا وقت آگیا، اور بعض حضرات نے بِناوضو نماز پڑھ لی، پھر مصطفی جانِ رحمت ﷺ سے پانی نہ ملنے کی شکایت کی، تو اس پر آیتِ تیمم نازل ہوئی۔

حضرت سیّدنا اُسید بن حُضیر رضی اللہ تعالی عنہ، حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالی عنہا سے عرض کرتے ہیں: «جَزَاكِ اللهُ خَيْراً، فَوَاللهِ! مَا نَزَلَ بِكِ أَمْرٌ قَطُّ، إِلَّا جَعَلَ اللهُ لَكِ مِنهُ مَخرَجاً، وَجَعَلَ

---

(۱) "صحيح البخاري" كتاب فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب، ر: ٣٦٦٢، صـ٦١٤. و"صحيح مسلم" كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل أبي بكر الصّديق رضي الله عنه، ر: ٦١٧٧، صـ١٠٥١.

(۲) "صحيح مسلم" كتاب فضائل الصحابة، باب في فضل عائشة رضي الله عنها، ر: ٦٣٠٤، صـ١٠٧٤.

لِلمُسلِمين فِيه بَرَكَةً»[1] "اللہ تعالی آپ کو جزائے خیر عطافرمائے! کہ جب بھی آپ پر کوئی آزمائش آئی، اللہ تعالی نے بہت خوبصورتی کے ساتھ آپ کو اُس سے پار نکال دیا! اور اس حکمِ شریعت سے عامّۃ المسلمین کو بھی برکت عطافرمادی!"۔ یعنی آپ کی برکت سے ہمیں تیمم وغیرہ کی رخصت اور اَحکام نصیب ہوئے۔

حضرت سیّدہ عائشہ کے حجرے میں حضور اکرم ﷺ کا وصال شریف ہوا

(۵) حضرت سیّدنا عُروہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، کہ حضورِ اکرم ﷺ اپنے آخری مرض میں، اَزواجِ مطہّرات میں سے جس جس کے ہاں باری ہوتی، فرماتے: «أَيْنَ أَنَا غداً؟ أَيْنَ أَنَا غداً؟» "کل میری باری کس کے ہاں ہوگی؟ کل میری باری کس کے ہاں ہوگی؟" اور آپ ﷺ کا یہ پوچھنا حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کے گھر کے اشتیاق میں تھا، حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا کہ جب اِن کی باری آئی، تب حضور اکرم ﷺ نے وہیں وصال فرمایا[2]۔

ریشمی کپڑوں میں لپٹی ہوئی، سرکارِ دوعالَم ﷺ کی زوجۂ محترمہ

(۶) حضرت سیّدنا عُروہ رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں، کہ حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں، سرکارِ دوعالَم ﷺ نے ان سے فرمایا: «أُرِيتُكِ فِي المَنَامِ مَرَّتَيْنِ، أَرَى أَنَّكِ فِي سَرَقَةٍ مِنْ حَرِيرٍ، وَيَقُولُ: هَذِهِ امْرَأَتُكَ، فَاكْشِفْ عَنْهَا، فَإِذَا هِيَ أَنْتِ، فَأَقُولُ: إِنْ يَكُ هَذَا مِنْ عِنْدِ الله يُمْضِهِ!»[3] "میں نے خواب میں دو ۲ بار تمہیں دیکھا، میں نے دیکھا کہ تم ریشمی کپڑوں میں لپٹی

---

(۱) "صحيح البخاري" كتاب فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب فضل عائشة رضي الله عنها، ر: ۳۷۷۳، صـ۶۳۳، ٦٣٤. و"صحيح مسلم" كتاب الحيض، باب التيمّم، ر: ۸۱۷، صـ۱۵۸.

(۲) "صحيح البخاري" باب فضل عائشة رضي الله عنها، ر: ۳۷۷٤، صـ٦٣٤. و"صحيح مسلم" كتاب فضائل الصحابة، باب في فضل عائشة رضي الله عنها، ر: ٦٢٩٢، صـ۱۰۷۲.

(۳) "صحيح البخاري" كتاب مناقب الأنصار، ر: ۳۸۹۵، صـ٦٥٥.

ہوئی ہو، مجھ سے کہا گیا کہ یہ آپ کی زَوجہ ہیں، ان سے پردہ ہٹائیے! جب پردہ ہٹا کر دیکھا تو سامنے تم تھیں، لہٰذا میں نے اپنے مَن میں کہا، کہ اگر یہ اللہ تعالی کی طرف سے ہے، تو ہو کر رہے گا!"۔

سیّدہ عائشہ صدّیقہ طیبّہ طاہرہ رضی اللہ تعالی عنہا پاکدامن، متّقی وپرہیزگار ہیں

(۷) رَحمتِ کونَین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے حضرت سیّدہ عائشہ صدّیقہ طیبّہ طاہرہ رضی اللہ تعالی عنہا کی پاکیزگی کا اِعلان یوں فرمایا: «فَوَاللهِ! مَا عَلِمْتُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا خَيْرًا!»[1] "خدا کی قسم! میں اپنی زوجہ کو نیک اور پاکدامن ہی جانتا ہوں!"۔

حضرت عائشہ کی پاکدامنی پر قرآن کریم کی گواہی

حضرت سیّدہ عائشہ صدّیقہ طیبّہ طاہرہ رضی اللہ تعالی عنہا تو اَیسی پاکدامن، متّقی اور پرہیزگار ہیں، کہ اللہ ربّ العزّت نے بھی اُن کی بَراءَت اور پاکدامنی کو قرآن پاک میں بیان فرمایا، اور اُن پر تہمت لگانے والوں کو جھوٹا فرمایا، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿لَوْلَا جَآءُوْ عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ﴾[2] "اس (واقعۂ اِفک) پر چار ۴ گواہ کیوں نہ لائے؟ تو جب گواہ نہ لائے تو وہی اللہ عزّوجلّ کے نزدیک جھوٹے ہیں!"۔ ع

بنتِ صدیق آرامِ جانِ نبی　　اس حریمِ براءَت پہ لاکھوں سلام
یعنی ہے سورۂ نُور جن کی گواہ　　ان کی پُرنور صورت پہ لاکھوں سلام
جن میں رُوح القُدُس بے اجازت نہ آئیں　　ان سرادِق کی عِصمت پہ لاکھوں سلام[3]

---

(۱) "صحيح البخاري" كتاب تفسير القرآن، ر: ٤٧٥٠، صـ٨٣٠. و"صحيح مسلم" كتاب التوبة، باب في حديث الإفك وقبول توبة القاذف، ر: ٧٠٢٠، صـ١٢٠٧.

(۲) پ ۱۸، النور: ۱۳.

(۳) "حدائقِ بخشش" حصّہ دُوم ۲، صـ۳۱۱۔

سیّدہ عائشہ صدّیقہ سے سیّدہ فاطمہ کی محبت

(۸) حضرت سیّدۂ کائنات فاطمہ زَہراء رضی اللہ تعالٰی عنہا کو حکم ہوا، کہ اے فاطمہ! تم مجھ سے محبت رکھتی ہو تو عائشہ سے بھی محبت رکھو؛ کہ میں اسے چاہتا ہوں۔ چنانچہ "صحیح مسلم" میں ہے کہ نبئ کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے سیّدہ فاطمہ خاتونِ جنّت سے فرمایا: «أي بُنيّة! ألستِ تحبِّينَ ما أحِبُّ؟» "میری پیاری بیٹی! جس سے میں محبت کرتا ہوں، کیا تم بھی اس سے محبت رکھتی ہو؟!" عرض کی: جی بالکل (جسے آپ چاہیں میں بھی ضرور اسے چاہوں گی) فرمایا: «فأحبِّي هذه!»[1] "تو تم اس عائشہ سے محبت رکھو!"۔

حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی خوش بختی

(۹) حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت ہے، کہ حضور نبئ کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مجھے مخاطَب کرکے ارشاد فرمایا: «أَنْتِ زَوْجَتِي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَة!»[2] "تم دنیا وآخرت میں میری زَوجہ ہو!"۔

ام المؤمنین حضرت سیّدہ صفیہ رضی اللہ تعالٰی عنہا حدیث نبوی کی روشنی میں
تین انبیائے کرام علیہم السلام سے نسبت کا شرف

ام المؤمنین حضرت سیّدہ صفیّہ رضی اللہ تعالٰی عنہا حيي ابن اخطب یہودی کی بیٹی ہیں، جس کا سلسلۂ نَسَب حضرت سیّدنا ہارون علیہ السلام سے ملتا تھا، لہذا رحمتِ عالَم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے سیّدہ صفیّہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی دِلجوئی کی خاطر، آپ کا مقام ومرتبہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: «وَإِنَّكِ لَابْنَةُ نَبِيٍّ، وَإِنَّ عَمَّكِ لَنَبِيٌّ، وَإِنَّكِ

---

(۱) "صحيح مسلم" كتاب فضائل الصحابة، باب [في] فضائل عائشة أم المؤمنين رضي الله تعالى عنها، ر: ٦٢٩٠، صـ١٠٧٢.

(۲) "مستدرَك الحاكم" كتاب معرفة الصحابة، ر: ٦٧٢٩، ٧/ ٢٣٩٩. [قال الحاكم:] "والحديث صحيح ولم يخرجاه". [وقال الذهبي:] "صحيحٌ".

لَتَحْتَ نَبِيٍّ!»(۱) "تم ایک نبی (ہارون علیہ السلام) کی بیٹی ہو، تمھارے چچا (موسیٰ علیہ السلام) بھی ایک نبی ہیں، اور تم ایک نبی (محمد ﷺ) کی زَوجہ ہو!"۔

ام المؤمنین حضرت سیّدہ زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا حدیث نبوی کی رَوشنی میں

سب سے زیادہ صدَقات وخیرات کرنے والی زوجہ

حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، حضور نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا: «أَسْرَعُكُنَّ لَحَاقًا بِي أَطْوَلُكُنَّ يَدًا» "تم میں سب سے پہلے مجھ سے وہ زَوجہ آکر ملے گی، جس کے ہاتھ سب سے لمبے ہیں"۔ حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: «فَكُنَّ يَتَطَاوَلْنَ أَيَّتُهُنَّ أَطْوَلُ يَدًا، قَالَتْ: فَكَانَتْ أَطْوَلَنَا يَدًا زَيْنَبُ؛ لِأَنَّهَا كَانَتْ تَعْمَلُ بِيَدِهَا وَتَصَدَّقُ»(۲) "لہذا ہم سب اپنے اپنے ہاتھ ناپنے لگیں، کہ کس کے ہاتھ زیادہ لمبے ہیں، تو سب سے زیادہ لمبے ہاتھ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے تھے؛ کیونکہ وہ اپنے ہاتھوں سے کام کاج کیا کرتیں، اور صدقہ وخیرات بھی کیا کرتیں"۔

(١) "مسند الإمام أحمد" مسند أنس بن مالك رضي الله عنه، ر: ١٢٣٩٢، ١٩/ ٣٨٤. و"سنن الترمذي" أبواب المناقب، باب فضل أزواج النّبي ﷺ، ر: ٣٨٩٤، صـ٨٧٨. [قال أبو عيسى:] "هذا حديثٌ حسنٌ صحيح، غريبٌ من هذا الوجه". و"صحيح ابن حِبّان" كتاب إخباره ﷺ عن مناقب الصحابة رضي الله عنهم، ذكر تعظيم النبي ﷺ صفية ورعايته حقّها، ر: ٧٢١١، ١٦/ ١٩٣.

(٢) "صحيح البخاري" كتاب الزكاة، باب فضل صدقة الشحيح الصحيح، ر: ١٤٢٠، صـ٢٢٩. و"صحيح مسلم" كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل زينب أم المؤمنين رضي الله عنها، ر: ٦٣١٦، صـ١٠٧٩.

فصل ۳

جگر گوشۂ رسول حضرت سیّدہ فاطمۃ زہراء بتول رضی اللہ تعالی عنہا حدیث نبوی کی رَوشنی میں

حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی لختِ جگر

(۱) رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: «فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّي، فَمَنْ أَغْضَبَهَا أَغْضَبَنِي!»[۱] "فاطمہ میرا ٹکڑا (لختِ جگر) ہے، جس نے انہیں ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا!"۔

اہلِ بیتِ اَطہار میں سب سے محبوب ترین شخصیت

(۲) حضرت سیّدنا علی المرتضی اور سیّدنا عباس رضی اللہ تعالی عنہما ایک مرتبہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم! ہم آپ سے یہ بات پوچھنے کے لیے حاضر ہوئے ہیں، کہ اہلِ بیت میں آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو زیادہ محبوب کون ہے؟ حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: «فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ»[۲] "فاطمہ بنتِ محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم"۔

---

(١) "صحيح البخاري" كتاب أصحاب النبي ﷺ، باب مناقب قرابة رسول الله ﷺ ومنقبة فاطمة رضي الله تعالى عنها، ر: ٣٧١٤، صـ٦٢٦. و"صحيح مسلم" كتاب فضائل الصحابة، باب فضائل فاطمة بنت النبي ﷺ، ر: ٦٣٠٨، صـ١٠٧٦. و"سنن الترمذي" أبواب المناقب، باب ما جاء في فضل فاطمة رضي الله تعالى عنها، ر: ٣٨٦٩، صـ٨٧٣. [قال أبو عيسى:] "هذا حديثٌ حسنٌ صحيح".

(٢) "مسند أبي داود الطيالسي" مسند أسامة بن زيد، ر: ٦٦٨، ٢/ ٢٤. و"سنن الترمذي" أبواب المناقب، باب مناقب أسامة بن زيد رضي الله تعالى عنه، ر: ٣٨١٩، صـ٨٦٥. [قال أبو عيسى:] "هذا حديثٌ حسن. وكان شُعبةُ يضعِّف عمرَ بن أبي سلَمة". و"مستدرَك الحاكم" كتاب الْتفسير، تفسير سورة الأحزاب، ر: ٣٥٦٢، ٢/ ٤٥٢. [قال الحاكم:] "هذا حديثٌ صحيحُ الإسناد ولم يخرجاه". [وقال الذهبي:] "عمرُ بن أبي سلَمة ضعيفٌ".

باپ اور بیٹی میں محبت

(۳) حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں: «إِذَا دَخلَتْ عَلَيْهِ قَامَ إِلَيْهَا، فَأَخَذَ بِيَدِهَا وَقَبَّلَهَا، وَأَجْلَسَهَا فِي مَجْلِسِهِ، وَكَانَ إِذَا دَخَلَ عَلَيْهَا قَامَتْ إِلَيْهِ، فَأَخَذَتْ بِيَدِهِ فَقَبَّلَتْهُ، وَأَجْلَسَتْهُ فِي مَجْلِسِهَا»(۱) "حضرت سیّدہ فاطمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا جب اللہ کے حبیب صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوتیں، تو حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّم ان کے لیے کھڑے ہوجاتے، پھر ان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے، اسے بوسہ دیتے، اور انہیں اپنی مسندِ خاص پر بٹھاتے۔ اسی طرح جب حضور اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّم حضرت سیّدہ فاطمہ کے ہاں تشریف لے جاتے، تو وہ بھی آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّم کو دیکھ کر کھڑی ہو جاتیں، آپ کا ہاتھ مبارک اپنے ہاتھ میں لیتیں، اسے چُومتیں، اور حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّم کو اپنی خاص جگہ پر بٹھاتیں"۔

رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّم کے ساتھ سب سے پہلے شرفِ ملاقات

(۴) ام المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّم نے سیّدہ فاطمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے ارشاد فرمایا: «إِنَّكِ أَوَّلُ أَهْلِي لُحُوقًا بِي!»(۲) "میرے اہل وعیال میں، تم سب سے پہلے مجھ سے آملوگی!"ع

---

(۱) "الأدب المفرَد" للبخاري" باب الرجل يقبل ابنته، ر: ۹۷۱، ۱/ ۳۳۷. و"سنن أبي داود" باب ما جاء في القيام، ر: ۵۲۱۷، صـ۷۳۲. و"سنن الترمذي" أبواب المناقب، ر: ۳۸۷۲، صـ۸۷٤. [قال أبو عيسى:] "هذا حديثٌ حسنٌ صحيح، غريبٌ من هذا الوجه. وقد رُوي هذا الحديثُ من غير وجه عن عائشة". و"صحيح ابن حِبّان" كتاب إخباره صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّم عن مناقب الصحابة رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُم، ذكر إخبار المصطفى صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّم فاطمة أنّها أوّلُ لاحقٍ به من أهله بعد وفاته، ر: ٦٩٥٣، ١٥/ ٤٠٣.

(۲) "فضائل الصحابة" للإمام أحمد، فضائل فاطمة بنت رسول الله صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّم، ر: ١٣٤٥، ٢/ ٧٦٤. و"صحيح مسلم" كتاب الفضائل، باب فضائل فاطمة بنت النّبي صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّم، ر: ٦٣١٤، صـ١٠٧٨.

اس بتولِ جگر پارۂ مصطفی	حجلہ آرائے عِفّت پر لاکھوں سلام
جس کا آنچل نہ دیکھا مَہ و مہر نے	اس رِدائے نزاہت پہ لاکھوں سلام
سیّدہ زاہرہ طیّبہ طاہرہ	جانِ احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام(۱)

(۱) "حدائق بخشش" حصّہ دُوم ۲، ص۳۰۹۔

فصل ۴

حضرت سیّدنا امامِ حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیثِ نبوی کی رَوشنی میں

سیادت کے علمبردار

(۱) حضور سیّدِعالَم، صادق ومصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت سیّدنا امامِ حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت فرمایا: «إنّ ابني هذا سيِّدٌ، لعلّ اللهَ أن يُصلِحَ به بين فئتَين عظيمتَين من المسلمين!»[1] "میرا یہ بیٹا سیّد ہے (سیادت کا علمبردار ہے)، اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے، دو ۲ بڑے گروہِ اسلام میں صلح فرما دے گا!"۔

حضرت امام حسن سے نبیٔ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت

(۲) حضرت سیّدنا بَراء بن عازِب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ "میں نے نبیٔ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا، کہ حسن بن علی آپ کے کندھے پر ہیں، اور نبیٔ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: «اللَّهُمَّ إنِّي أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ!»[2] "الٰہی میں اس سے محبت کرتا ہوں، تُو بھی اس سے محبت فرما!" ع

---

(۱) "صحيح البخاري" كتاب الصلح، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم للحسن بن علي رضي الله عنهما، ر: ٢٧٠٤، صـ٤٤٢. و"سنن أبي داود" كتاب السنّة، باب ما يدلّ على ترك الكلام في الفتنة، ر: ٤٦٦٢، صـ٦٥٩. و"سنن الترمذي" أبواب المناقب، باب، ر: ٣٧٧٣، صـ٨٥٧. [قال أبو عيسى:] "هذا حديثٌ حسنٌ صحيح".

(۲) "صحيح البخاري" كتاب فضائل أصحاب النّبي صلى الله عليه وسلم، باب مناقب الحسن والحسين رضي الله عنهما، ر: ٣٧٤٩، صـ٦٣١. و"صحيح مسلم" كتاب فضائل الصحابة، باب فضل الحسن والحسين رضي الله عنهما، ر: ٦٢٥٨، صـ١٠٦٧. و"سنن الترمذي" أبواب المناقب، باب، ر: ٣٧٨٣، صـ٨٥٨. [قال أبو عيسى:] "هذا حديثٌ صحيح، وهو أصَح من حديث الفضيل بن مرزوق".

حَسنِ مجتبیٰ سیّدُ الاَسخیاء راکبِ دوشِ عزّت پہ لاکھوں سلام[1]

امام حسن کے کان میں رسول اللہ ﷺ نے اذان کہی

(۳)سیّدنا ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں: «رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَذَّنَ فِي أُذُنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ، حِينَ وَلَدَتْهُ فَاطِمَةُ، بِالصَّلَاةِ»[2] "جب حضرت سیّدۂ کائنات فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں، امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ولادت ہوئی، تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اُن کے کان میں، وہی اذان کہی جو نماز کے لیے کہی جاتی ہے"۔

امام حسن رسول اللہ ﷺ کے زیادہ مشابہ ہیں

(۴)حضرت سیّدنا ابوجحیفہ وہب بن عبد اللہ سوائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: «رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَبْيَضَ قَدْ شَابَ، وَكَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ يُشْبِهُهُ»[3] "میں نے رسالت مآب ﷺ کو دیکھا ہے، آپ ﷺ کا رنگت گوری ہے، اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما رسول اللہ ﷺ کے زیادہ مشابہ ہیں"۔

---

(۱) "حدائقِ بخشش" حصّہ دُوم ۲، ص۳۰۹۔

(۲) "سنن أبي داود" باب في المولود يؤذّن في أذنه، ر: ٥١٠٥، صـ٧١٨. و"سنن الترمذي" أبواب الأضاحي، باب الأذان في أذن المولود، ر: ١٥١٤، صـ٣٦٨. [قال أبو عيسى:] "هذا حديثٌ حسنٌ صحيح".

(۳) "صحيح مسلم" كتاب الفضائل، باب شيبه ﷺ، ر: ٦٠٨١، صـ١٠٣١. و"سنن الترمذي" أبواب الأدب، باب ما جاء في العدة، ر: ٢٨٢٦، صـ٦٣٦. و"مستدرَك الحاكم" كتاب معرفة الصحابة رضي الله تعالى عنهم، ومن فضائل الحسن بن علي بن أبي طالب رضي الله تعالى عنهما وذكر مولده ومقتله، ر: ٤٧٨٦، ٣/ ١٨٤. [قال الحاكم:] "هذا حديثٌ صحيحٌ على شرط الشيخين ولم يخرجاه، وله شاهدٌ صحيح". [وقال الذهبي:] "على شرط البخاري ومسلم".

فصل ۵

حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیثِ نبوی کی رَوشنی میں

سیّدنا امام حسین سے نبئ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت

(۱) حضرت سیّدنا یعلیٰ بن مُرّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: «حُسَيْنٌ مِنِّي وَأَنَا مِنْ حُسَيْنٍ، أَحَبَّ اللهُ مَنْ أَحَبَّ حُسَيْناً، حُسَيْنٌ سِبْطٌ مِنَ الأَسْبَاطِ»[1] "حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں، اللہ تعالی اس سے محبت فرمائے جو حسین سے محبت رکھے! حسین میری اولاد میں سے ایک فرزند ہے"۔ یعنی میں اور حسین گویا ایک ہی ہیں، ہم دونوں سے محبت ہر مسلمان پر لازم ہے! مجھ سے محبت حسین سے محبت ہے، اور حسین سے محبت مجھ سے محبت ہے!۔

(۲) حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سیّدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی گود میں اٹھائے ہوئے ارشاد فرمایا: «اللَّهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ!»[2] "اے اللہ! میں حسین سے محبت کرتا ہوں، تو بھی اس سے محبت فرما!" ع

---

(۱) "مصنَّف ابن أبي شَيبة" كتاب الفضائل، باب الحسن والحسين، ر: ٣٢١٩٦، ٦/ ٣٨٠. و"سنن الترمذي" أبواب المناقب، ر: ٣٧٧٥، صـ٨٥٧. [قال أبو عيسى:] "هذا حديثٌ حسن، وإنّما نعرفه من حديث عبد الله بن عثمان بن خُثَيم، وقد رواه غيرُ واحدٍ عن عبد الله بن عثمان بن خثيم".

(٢) "فضائل الصحابة" للإمام أحمد، فضائل الحسن والحسين رضي الله عنهما، ر: ١٣٩٨، ٢/ ٧٨٤. و"مستدرَك الحاكم" كتاب معرفة الصحابة، أوّل فضائل أبي عبد الله الحسين بن علي الشهيد رضي الله عنه، ر: ٤٨٢١، ٣/ ١٩٥. [قال الحاكم:] "هذا حديثٌ صحيحُ الإسناد ولم يخرجاه، وقد روي بإسنادٍ في الحسن مثله، وكلاهما محفوظان". [وقال الذهبي:] "صحيح".

شہد خوارِ لُعابِ زبانِ نبی ‏ چاشنی گیرِ عِصمت پہ لاکھوں سلام

اُس شہیدِ بلا شاہِ گلگوں قبا ‏ بیکسِ دشتِ غربت پہ لاکھوں سلام[1]

(۱) "حدائق بخشش" حصّہ دُوم ۲، ص۳۱۰۔

فصل ٦

حضرات حسنینِ کریمین رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عنہما حدیثِ نبوی کی رَوشنی میں

(۱) حضرت سیّدنا اُسامہ بن زید رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، کہ میں ایک رات کسی کام سے نبیٔ اکرم صَلَّی اللہُ تعالیٰ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا، حضورِ اکرم صَلَّی اللہُ تعالیٰ علیہ وسلّم اس طرح تشریف لائے کہ نبیٔ رحمت صَلَّی اللہُ تعالیٰ علیہ وسلّم کسی چیز کو گود میں لیے ہوئے تھے، مجھے معلوم نہیں تھا کہ وہ کیا چیز ہے، جب میں اپنی ضرورت سے فارغ ہوا تو پوچھا کہ یارسولَ اللہ! یہ کیا ہے جو آپ گود میں لیے ہوئے ہیں؟ حضور رحمتِ عالَم صَلَّی اللہُ تعالیٰ علیہ وسلّم نے اسے کھولا تو آپ کے شہزادے امام حسن وامام حسین تھے، فرمایا: «هَذَانِ ابْنَايَ وَابْنَا ابْنَتِي، اللَّهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا، وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُمَا!»[۱] "یہ دونوں میرے بیٹے اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں۔ الٰہی میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں، تُو بھی ان سے محبت فرما! اور جو اِن سے محبت کرے اُس سے بھی محبت فرما!"۔

امام حسن وحسین دنیا میں رسول اللہ صَلَّی اللہُ تعالیٰ علیہ وسلّم کے پھول ہیں

(۲) حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللہُ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: «إِنَّ الحَسَنَ وَالحُسَيْنَ هُمَا رَيْحَانَتَايَ مِنَ الدُّنْيَا»[۲] "حسن وحسین دنیا میں میرے پھول ہیں" ع

---

(۱) "مصنَّف ابن أبي شَيبة" كتاب الفضائل، ما جاء في الحسن والحسين رضي الله عنهما، ر: ٣٢١٨٢، ٦/ ٣٧٨. و"سنن الترمذي" أبواب المناقب، ر: ٣٧٦٩، صـ٨٥٦. [قال أبو عيسى:] "هذا حديثٌ حسنٌ غريب".

(۲) انظر: "صحيح البخاري" كتاب الأدب، باب رحمة الولد وتقبيله ومعانقته، ر: ٥٩٩٤، صـ١٠٤٩. و"سنن الترمذي" أبواب المناقب، ر: ٣٧٧٠، صـ٨٥٦. [قال أبو عيسى:] "هذا حديثٌ صحيح".

کیا بات رضا اُس چمنستانِ کرم کی   زہرا ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول[1]

امام حسن وحسین رسول اللہ ﷺ سے بہت مشابہ ہیں

(۳) حضرت سیّدنا مولا علی -کرّم اللہ تعالی وجہہ الکریم- نے فرمایا: «الحَسَنُ أَشْبَهُ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ مَا بَيْنَ الصَّدْرِ إِلَى الرَّأْسِ، وَالْحُسَيْنُ أَشْبَهُ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ مَا كَانَ أَسْفَلَ مِنْ ذَلِكَ»[2] "حضرت حسن سینے اور سَر کے درمیان، رسول اللہ ﷺ سے بہت مشابہ ہیں، اور حضرت حسین اس سے نیچے کے حصہ میں رسول اللہ ﷺ کے بہت مشابہ ہیں"۔

حضور ﷺ نے امام حسن وحسین کی طرف سے دو دو دُنبے ذَبح فرمائے

(۴) حضرت سیّدنا ابنِ عباس اور سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہم سے مختلف روایات میں منقول ہے: «عَقَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ رضي الله تعالى عنهما بِكَبْشَيْنِ كَبْشَيْنِ»[3] "رسول اللہ ﷺ نے امام حسن وامام حسین رضی اللہ تعالی عنہما کی طرف سے، عقیقہ میں دو دو مینڈھے (دُنبے) ذَبح فرمائے"۔

---

(۱) "حدائقِ بخشش" حصّہ اوّل، صـ۷۹۔

(۲) "مسند الإمام أحمد" مسند علي بن أبي طالب رضي الله تعالى عنه، ر: ۸۵٤، ۲/ ۲۱۲. و"سنن الترمذي" أبواب المناقب، ر: ۳۷۷۹، صـ۸۵۸. [قال أبو عيسى:] "هذا حديثٌ حسنٌ غريب". و"الآحاد والمثاني" لابن أبي عاصم، ومن ذكر الحسن بن علي بن أبي طالب رضي الله تعالى عنهما، ر: ٤۰۷، ۱/ ۲۹۸. و"صحيح ابن حِبّان" كتاب إخباره ﷺ عن مناقب الصحابة، ذكر الخبر الفاصل بين هذين الخبرين اللذَين تضادا في الظاهر، ر: ٦۹۷٤، ۱٥/ ٤۳۱.

(۳) "سنن أبي داود" كتاب الضَحايا، باب في العقيقة، ر: ۲۸٤۱، صـ٤۱۳. و"سنن النَّسائي" كتاب العقيقة، كم يعق عن الجارية، ر: ٤۲۲٤، صـ٥۸۹. و"مسند أبي يعلى" قَتادة عن أنس، ر: ۲۹٤٥، ٥/ ۳۲۳. و"صحيح ابن حِبّان" كتاب الأطعِمة، باب العقيقة، ر: ٥۳۰۹، ۱۲/ ۱۲٥.

امام حسن وحسین جنّتی جوانوں کے سردار ہیں

(۵) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: «الحسنُ والحسَينُ سيِّدا شبابِ أهلِ الجنّةِ!»[۱] "حسن وحسین جوانانِ اہلِ جنّت کے سردار ہیں!" ع

دو پھول بتولی گلشن کے، اک سبز ہوئے، اک سُرخ ہوئے

بغداد و عرب جن سے مہکے، ان پھولوں کی نکہت کیا کہنا![۲]

(۱) "مسند الإمام أحمد" مسند أبي سعيد الخدري ﷺ، ر: ۱۰۹۹۹، ۱۷/ ۳۱. و"سنن ابن ماجه" فضل علي بن أبي طالب ﷺ، ر: ۱۱۸، ۱/ ٤٤. و"سنن الترمذي" أبواب المناقب، باب مناقب أبي محمد الحسن بن علي بن أبي طالب والحسين بن علي بن أبي طالب ﷺ، ر: ۳۷٦۸، صـ۸۵٦. [قال أبوعيسى:] "هذا حديثٌ حسنٌ صحيح". و"صحيح ابن حِبّان" كتاب إخباره ﷺ عن مناقب الصحابة، ذكر البيان بأنّ سبطَي المصطفى ﷺ يكونان في الجنّة سيّدَا شبابِ أهل الجنّة ما خلا ابنَي الخالة، ر: ٦۹۵۹، ۱۵/ ٤۱۱.

(۲) "قبالۂ بخشش" ص۲۱۔

فصل ۷

اہلِ بیت اَطہار اقوالِ علماء کی رَوشنی میں

حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا علم تمام خواتین سے زیادہ اور عمدہ ہے

(۱) امام زُہری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "لو جُمع علمُ عائشة إلى علم جميع أزواج النّبي ﷺ وعلم جميع النّساء، لكان علمُ عائشة أفضلَ "[۱] "اگر تمام امّہات المؤمنین کا علم، اور تمام عورتوں کا علم جمع کرلیا جائے، تو حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا علم، ان میں سب سے زیادہ اور عمدہ ہے"۔

حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت لگانے والے کا حکم

(۲) قاضی ابو یعلیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں: "مَن قذف عائشةَ بما برأها اللهُ منه، كفرَ بلا خلاف". وقد حَكى الإجماعَ على هذا غيرُ واحدٍ، وصرّح غيرُ واحدٍ من الأئمة بهذا الحكم"[۲] "جس نے حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر اس چیز کی تہمت لگائی، جس سے اللہ تعالی نے انہیں بَری قرار دیا ہے، تو بلاخلاف اس نے کفر کیا۔ اس پر بہت سے علماء نے اِجماع نقل کیا ہے، اور بہت سے ائمۂ کرام نے اس حکم کی وضاحت بھی فرمائی ہے"۔

روافض اور شیعہ کو تنبیہ

(۳) امام ابن حجر مکّی رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں: "وَلَا تتوهّم الرافضةُ والشّيعةُ -قبّحهم الله- من هذِه الأحاديث، أَنّهم محبُّوا أهلِ البَيت؛ لأَنّهم أفرَطوا في محبّتِهم، حَتَّى جرَّهم

(۱) "الاستيعاب في معرفة الأصحاب" باب العين، عائشة بنت أبي بكر الصديق، ر: ٤٠٢٩، ٤/ ١٨٨٣.

(۲) انظر: "الصارم المسلول على شاتم الرسول" المسألة الرابعة في بيان السبّ المذكور والفرق بينه وبين مجرّد الكفر، صـ٥٦٥، ٥٦٦.

ذَلِك إلى تَكفِير الصَّحَابَة وتضليل الأمّة"[1] "روافض اور شیعوں کو (خدا ان کا ستیاناس کرے) ان احادیث سے (جو اہلِ بیت سے محبت کے فضائل میں وارد ہوئیں) یہ وَہم نہ ہو، کہ یہ لوگ اہلِ بیت سے محبت رکھتے ہیں!؛ کیونکہ انہوں نے اہلِ بیتِ کرام کی محبت میں، یہاں تک اِفراط وغُلوّ سے کام لیا، کہ صحابۂ کرام کو کافر، اور پوری اُمّتِ مسلمہ کو گمراہ کہہ بیٹھے"۔
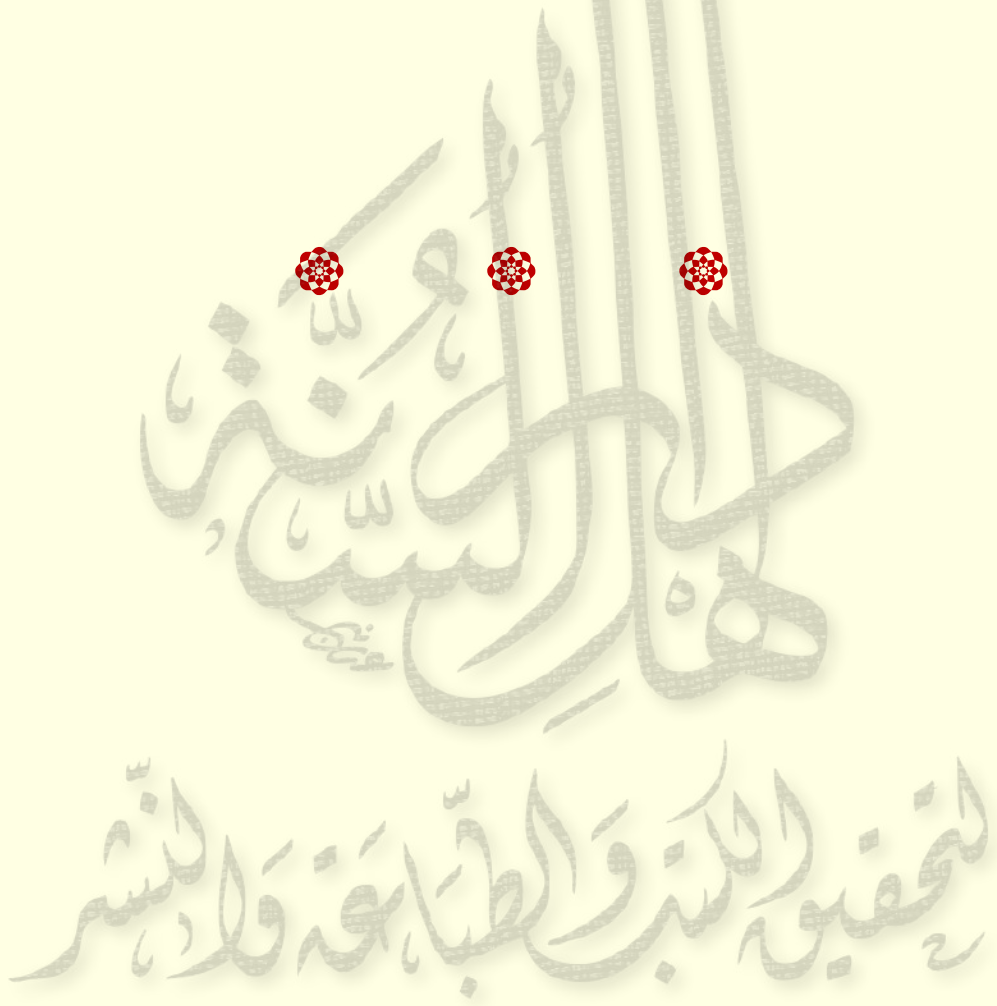
(١) "الصواعق المحرقة" الفصل ١ في الآيات الواردة فيهم، ٢/ ٤٤٨.

بابِ ششم ۶

خلافتِ راشدہ حقّہ

باب٦

خلافتِ راشدہ حقّہ

فصل اوّل

حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی خلافت، قرآن کریم کی روشنی میں

اللہ تعالی کے پیارے

(۱) ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَن يَرْتَدَّ مِنكُمْ عَن دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴾[1] "اے ایمان والو! تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے پھرے گا، تو عنقریب اللہ تعالی ایسے لوگ لے آئے گا، جو اللہ عزّوجلّ کے پیارے ہوں گے، اور اللہ ان کا پیارا ہو گا، مسلمانوں پر نرم اور کافروں پر سخت ہوں گے، اللہ کی راہ میں لڑیں گے، اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہیں کریں گے، یہ اللہ کا فضل ہے، جسے چاہے دے، اور اللہ وسعت والا علم والا ہے"۔

حضرت سیّدنا حسن بصری رحمہ اللہ اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: "واللہ! أبو بكر وأصحابه"[2] "خدا کی قسم! اس سے مراد سیّدنا ابو بکر صدیق اور آپ کے اصحاب رضی اللہ تعالی عنہم ہیں"۔

---

(١) پ ٦، المائدة: ٥٤.

(٢) "جامع البيان في تأويل القرآن" پ ٦، المائدة، تحت الآية: ٥٤، ر: ١٢١٧٨، ١٠/ ٤١١.
و"تفسير ابن أبي حاتم" پ ٦، المائدة، تحت الآية: ٥٤، ر: ٦٥٣٢، ٤/ ١١٦٠.

جہاد کی طرف بلانے والے

(۲) اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: ﴿قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ ۚ فَاِنْ تُطِيْعُوْا يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا ۚ وَ اِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا﴾[1] "پیچھے رہ جانے والے ان گنواروں سے فرماؤ، کہ عنقریب تم ایک سخت لڑائی والی قوم کی طرف بلائے جاؤ گے، کہ ان سے لڑو، یا وہ مسلمان ہوجائیں! پھر اگر تم فرمان مانوگے، تو اللہ تمہیں اچھا ثواب دے گا، اور اگر تم پھر گئے جیسے پہلے والے پھر گئے تھے، تو تمہیں دردناک عذاب دے گا!"۔

مُقاتل بن سلیمان اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں: "دعاهم أبو بكر رضي الله تعالى عنه إلى قتال أهل اليمامة"[2] "سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے ہی ان کو اہلِ یمامہ (مُسَیلمہ کذّاب کی قوم بنو حنیفہ) کے خلاف جہاد کے لیے بلایا تھا"۔

امام ابن حجر مکّی رحمہ اللہ اپنی کتاب "صواعق محرقہ" میں تحریر فرماتے ہیں: "قال الشيخ أبو الحسن الأشعري رحمه الله تعالى إمام أهل السنّة: سمعتُ الإمامَ أبا العباس بن سُرَيْج يقول: خلافةُ الصّديق في القرآن في هذه الآية، قال: لأنّ أهلَ العلم أجمعوا على أنّه لم يكن بعد نُزولها قِتال دعوا إليه، إلّا دعاء أبي بكر لهم وللنّاس إلى قتال أهل الردّة ومَن منع الزّكاة، قال: فدلّ ذلك على وُجوب خلافة أبي بكر وافتراض طاعته؛ إذ أخبر الله أنّ المتولّي عن ذلك يعذَّب عذاباً أليماً"[3].

---

(۱) پ ٢٦، الفتح: ١٦.

(۲) "تفسير مُقاتل بن سليمان" پ ٢٦، الفتح، تحت الآية: ١٦، ٤/ ٧٣. و"تفسير الماتُريدي" پ ٢٦، الفتح، تحت الآية: ١٦، ٩/ ٣٠٤.

(۳) "الصواعق المحرقة" الفصل ٣ في النصوص السمعية الدالّة على خلافته رضي الله تعالى عنه من القرآن والسُنّة، ١/ ٥٠.

"امام اہلِ سنّت شیخ ابو الحسن اشعری رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "میں نے امام ابو العباس ابن سُریج رحمۃ اللہ تعالیٰ کو فرماتے سنا، کہ اس آیت قرآنیہ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا ذکر ہے۔ (اور پھر اس کی علّت بیان کرتے ہوئے) وہ مزید فرماتے ہیں کہ اہلِ علم کا اس بات پر اِجماع ہے، کہ اس آیت کے نزول کے بعد کوئی جنگ نہیں ہوئی، ماسوائے اس جنگِ یمامہ کے، جس پر سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرتدّین اور مانعینِ زکاۃ سے جہاد کے لیے لوگوں کو بلایا۔ وہ فرماتے ہیں کہ اس میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے وجوب، اور آپ کی اِطاعت کے فرض ہونے پر دلیل ہے؛ کیونکہ اللہ تعالی نے خبر دی ہے، کہ اس سے منہ پھیرنے والے گروہ کو دردناک عذاب دے گا"۔

متعدّد مفسرین کرام رحمۃ اللہ علیہم نے آیت مبارکہ کے جزء: ﴿قَوۡمٍ اُولِیۡ بَاۡسٍ شَدِیۡدٍ﴾[1] کی تفسیر میں، "قوم" سے اہلِ فارس ورُوم مراد لیا ہے[2]۔

امام ابن حجر مکّی، امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہما کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں: "فالصّديقُ هو الذي جهز الجيوشَ إليهم، وتمامُ أمرهم كان على يد عمر، وعثمان، وهُما فرعَا الصّديق"[3] "جو شخص "قوم" کی یہ تفسیر کرے گا کہ اس سے مراد اہلِ فارس ورُوم ہیں، تو اسے جاننا چاہیے کہ ان کی طرف بھی حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہی لشکر تیار کر کے بھجوائے تھے، جبکہ اس جہاد کی تکمیل حضرت سیّدنا عمر فاروق اور سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانۂ خلافت میں ہوئی، اور یہ دونوں حضرات بھی، سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے (درختِ خلافت) کی شاخیں ہیں"۔

---

(١) پ ٢٦، الفتح: ١٦.

(٢) "تفسير مجاهد" پ ٢٦، الفتح، تحت الآية: ١٦، ١/ ٦٠٧. و"تفسير الطَبَري" پ ٢٦، الفتح، تحت الآية: ١٦، ٢٢/ ٢١٩. و"تفسير الماتُريدي" پ ٢٦، الفتح، تحت الآية: ١٦، ٩/ ٣٠٤. و"تفسير السَّمَرقندي" پ ٢٦، الفتح، تحت الآية: ١٦، ٣/ ٢٥٥.

(٣) "الصواعق المحرقة" الفصل ٣ في النصوص السمعية الدالّة على خلافته رضي الله تعالى عنه ...إلخ، ١/ ٥٠.

خلافت دیے جانے کا وعدۂ الٰہیہ

(۳) اللہ رب العزّت ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَ لَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا﴾[1] "اللہ نے وعدہ دیا ان کو، جو تم میں سے ایمان لائے اور اچھے کام کیے، کہ ضرور انہیں زمین میں خلافت دے گا، جیسی ان سے پہلوں کو دی! اور ضرور ان کے لیے جمادے گا اُن کا وہ دین، جو ان کے لیے پسند فرمایا ہے! اور ضرور ان کے اگلے خوف کو امن سے بدل دے گا! میری عبادت کریں، میرا شریک کسی کو نہ ٹھہرائیں!"۔

ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں عبد الرحمن بن عبد الحمید مصری رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا، کہ وہ فرماتے ہیں: "إنّ ولايةَ أبي بكر وعمر في كتاب الله، يقول الله تعالى: ﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ﴾"[2] "سیّدنا ابو بکر صدیق کی خلافت کا ذکر تو کتابُ اللہ میں موجود ہے، (جیسا کہ) اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: "اللہ نے وعدہ دیا اُن کو جو تم میں سے ایمان لائے، اور اچھے کام کیے، کہ ضرور انہیں زمین میں خلافت دے گا!"۔

محیُ السنّہ ابن مسعود بَغَوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "وفي الآية دلالةٌ على خلافة الصّديق، وإمامة الخلفاء الرّاشدين"[3] "اس آیت مبارکہ میں سیّدنا ابو بکر صدیق کی خلافت، اور خلفائے راشدین کی امامت پر دلیل ہے"۔

---

(۱) پ ۱۸، النور: ٥٥.

(۲) "تفسير ابن أبي حاتم" پ ۱۸، النور، ر: ١٤٧٦٤، تحت الآية: ٥٥، ٨/ ٢٦٢٧.

(۳) "تفسير البَغَوي" پ ۱۸، النور، تحت الآية: ٥٥، ر: ١٥٤٣، ٣/ ٤٢٦.

اللہ کا فضل ورِضا چاہنے والے اور مدد کرنے والے

(۴) اللہ رب العالمین کا ارشاد ہے: ﴿لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَ اَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا وَّ يَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ﴾[1] "ان ہجرت کرنے والے فقیروں کے لیے، جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے، اللہ کا فضل اور اس کی رِضا چاہتے ہوئے، اور اللہ ورسول کی مدد کرتے ہوئے، وہی لوگ سچے ہیں!"۔

امام ابن حجر مکّی رحمۃ اللہ علیہ یہ آیت ذکر کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں: "ومَن شهدَ له اللهُ ﷻ بالصّدق لا يكذب، فلزمَ أنّ ما أطبقوا عليه من قولهم لأبي بكر: "يا خليفةَ رسول الله" صادقون فيه، فحينئذٍ كانت الآيةُ ناصّةً على خلافته، أخرجه الخطيبُ[2] عن أبي بكر بن عيّاش، وهو استنباطٌ حَسنٌ كما قاله ابنُ كثير"[3].

"جس کے صدق کے بارے میں اللہ تعالی گواہی دے، اس کی تکذیب نہیں کی جاسکتی، اس سے لازم آیا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جو "خلیفۃ الرسول" کہہ کر پکارا، تو وہ حضرات اپنی اس بات میں سچے ہیں، اس لحاظ سے یہ آیت مبارکہ آپ کی خلافت پر نص ہے۔ اسے خطیب نے ابوبکر بن عیّاش سے بیان کیا، اور یہ بہت ہی خوبصورت استنباط ہے، جیسا کہ ابن کثیر نے فرمایا"۔

(۵) ارشادِ خداوندی ہے: ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ﴾[4] "ہم کو سیدھے راستے پر چلا، اُن کا راستہ جن پر تُو نے احسان کیا"۔

---

(١) پ ٢٨، الحشر: ٨.

(٢) "تاريخ بغداد" باب الكُنى، ر: ٧٦٥٠، أبو بكر بن عيّاش بن سالم الحناط، ١٦/ ٥٤٢.

(٣) "الصواعق المحرقة" الفصل ٣ في النصوص السمعية الدالّة على خلافته ﷺ من القرآن والسُنّة، ١/ ٥١.

(٤) پ ١، الفاتحة: ٦، ٧.

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: "دلالةُ هذه الآيةِ على إمامة أبي بكر"[1] "اس آیت مبارکہ میں سیّدنا ابوبکر صدیق کی امامت (خلافت) پر دلیل ہے"۔ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مزید فرماتے ہیں، کہ اس آیت کی تقدیر دوسری آیت میں بیان ہوتی ہے، اور وہ یہ ہے: ﴿فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ﴾[2] "اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ تعالی نے فضل کیا، یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور نیک لوگ، یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں!"[3]۔

اور بلاشک وشبہ سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ صدّیقوں کے سردار ہیں، اور اس آیت مبارکہ کے معنی یہ ہیں، کہ اللہ تعالی نے ہمیں اس ہدایت کے طلب کرنے کا حکم دیا ہے، جس پر سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے صدّیقین ہیں، اگر سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (معاذ اللہ) ظالم ہوتے، تو آپ کی اقتداء کرنا ہرگز جائز نہ ہوتا[4]۔

(١) "التفسير الكبير" الفصل ٨ في تفسير قوله: ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْـمُسْتَقِيْمَ * صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ﴾ وفيه فوائد، پ ١، الفاتحة، تحت الآية: ٦، ٧، ١/ ٢٢١. و"الصواعق المحرقة" الفصل ٣ في النصوص السمعية الدالّة على خلافته رضي الله تعالى عنه من القرآن والسنّة، ١/ ٥٢.

(٢) پ ٥، النساء: ٦٩.

(٣) "التفسير الكبير" الفصل ٨ في تفسير قوله: ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْـمُسْتَقِيْمَ * صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ﴾ وفيه فوائد، پ ١، الفاتحة، تحت الآية: ٦، ٧، ١/ ٢٢١.

(٤) "الصواعق المحرقة" الفصل ٣ في النصوص السمعية الدالّة على خلافته رضي الله تعالى عنه من القرآن والسنّة، ١/ ٥٢.

فصل ۲

سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت، حدیث نبوی کی رَوشنی میں

سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا اشارہ

(ا) بخاری ومسلم نے حضرت سیّدنا جبیر بن مُطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ نبئ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ایک خاتون آئیں، انہوں نے کسی چیز کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے گزارش کی، مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے دوبارہ حاضر ہونے کو فرمایا، اس نے عرض کی: یارسولَ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں تو؟ (راوی کا کہنا ہے کہ شاید اُس خاتون کی مراد حضور کی وفات تھی) سروَر کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «إِنْ لَمْ تَجِدِينِي، فَأْتِي أَبَا بَكْرٍ»[1] "اگر تم مجھے نہ پاؤ تو ابو بکر کے پاس آنا"۔ یعنی اگر میری وفات ہوجائے، تو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنا فیصلہ کرالینا۔

اس فرمانِ عالی شان میں، سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کی طرف صاف اشارہ ہے، جیسا کہ امام عبد الرحمن ابن جَوزی رحمہ اللہ تعالیٰ اس حدیث مبارک کی شرح میں فرماتے ہیں: "وهذا من النّصوص الخفية على خلافة أبي بكر"[2] "یہ حدیث پاک سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت پر دلالت کرنے والی، نصوصِ خفیہ میں سے ایک نص ہے"۔

---

(١) "صحيح البخاري" كتاب الأحكام، باب الاستخلاف، ر: ٧٢٢٠، صـ١٢٤٣، ١٢٤٤.
و"صحيح مسلم" كتاب فضائل الصحابة رضي الله تعالى عنهم، باب من فضائل أبي بكر الصديق رضي الله تعالى عنه، ر: ٦١٧٩، صـ١٠٥١.

(٢) "كشف المشكل من حديث الصحيحَين" كشف المُشكل من مسند جبير بن مُطعم، ر: ٢٢٤٧، ٤/٤٦.

اسی طرح علّامہ طِیبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "وفيه دليلٌ على أنّه رضي الله عنه خليفة رسول الله صلى الله عليه وسلم بعده، وقائمُ مقامه"[1] "اس حدیث پاک میں اس امر پر دلیل ہے، کہ سیّدنا ابو بکر صدیق، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے (ظاہری وصال کے) بعد خلیفۃ الرسول، اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قائم مقام ہیں"۔

علّامہ بدر الدین عینی قدس سرہ اس حدیث شریف کے تحت لکھتے ہیں: "وفيه إشارةٌ أيضاً إلى أنّه هو الخليفةُ من بعده"[2] "اس حدیث پاک میں اشارہ ہے، کہ حضور نبئ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد، سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہیں"۔

سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت پر دلیل قاطع

(۲) بخاری ومسلم نے ام المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، فرماتی ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے مرضِ وفات میں فرمایا: «ادْعِي لِي أَبَا بَكْرٍ، أَبَاكِ وَأَخَاكِ، حَتَّى أَكْتُبَ كِتَابًا، فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَتَمَنَّى مُتَمَنٍّ وَيَقُولُ قَائِلٌ: أَنَا أَوْلَى، وَيَأْبَى اللهُ وَالْمُؤْمِنُونَ إِلَّا أَبَا بَكْرٍ!»[3] "میرے پاس اپنے والد ابوبکر کو اور اپنے بھائی کو بلا لاؤ؛ تاکہ میں ایک تحریر لکھ دُوں؛ کیونکہ مجھے خوف ہے کہ کوئی تمنّا کرنے والا تمنّا کرے گا، اور کہنے والا کہے گا، کہ میں سب سے اَولیٰ (زیادہ حقدار) ہوں، مگر اللہ تعالی اور اہلِ ایمان ابوبکر کے سوا کسی اَور پر راضی نہیں ہوں گے!"۔

ابن بطّال رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "شرح صحیح بخاری" میں مُہلّب رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہوئے لکھا: "فيه دليلٌ قاطعٌ في خلافة أبي بكر"[4] "اس حدیث پاک میں سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت پر دلیل قاطع ہے"۔

---

(١) انظر: "مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح" كتاب الرقاق، ر: ٥٢٢٧، ٨/ ٣٢٧٢.

(٢) "عمدة القاري شرح صحيح البخاري" كتاب المناقب، باب، ر: ٩٥٦٣، ١٦/ ١٧٨.

(٣) "صحيح البخاري" كتاب الأحكام، باب الاستخلاف، ر: ٧٢١٧، صـ١٢٤٣. و"صحيح مسلم" كتاب فضائل الصحابة رضي الله عنهم، باب من فضائل أبي بكر الصديق رضي الله عنه، ر: ٦١٨١، صـ١٠٥١.

(٤) "شرح صحيح البخاري" كتاب الأحكام، باب الاستخلاف، ٨/ ٢٨٢.

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "فتح الباری" میں، اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: "إنّ المرادَ الخلافةُ"(۱) "اس "تحریر" سے مراد خلافت نامہ ہے"۔

سیّدنا ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اقتداء کا حکم

(۳) حضرت سیّدنا حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ ہم مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ بےکس پناہ میں حاضر تھے، کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «إِنِّي لَا أَدْرِي مَا قَدْرُ بَقَائِي فِيكُمْ، اقْتَدُوا بِاللَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِي» وَأَشَارَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ"(۲) "میں نہیں جانتا کہ اب کتنا عرصہ تم لوگوں میں رہوں گا، لہٰذا میرے بعد والے دونوں کی اقتداء (پیروی) کرنا"۔ (راوی کہتے ہیں کہ) "یہ فرمانے کے بعد، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف اشارہ فرمایا"۔

صدقات لینے پر متولّی مقرّر فرمانا

(۴) حضرت سیّدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ مجھے بنو مصطلق نے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس، یہ بات دریافت کرنے کے لیے بھیجا، کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد ہم صدَقات (زکاۃ وغیرہ) کسے پیش کیا کریں؟ میں نے آکر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا، تو فرمایا: «إِلَى أَبِي بَكْرٍ»(۳) "ابوبکر کے پاس"۔

---

(۱) "فتح الباري شرح صحيح البخاري" كتاب الأحكام، باب الاستخلاف، ر: ۷۲۱۷، ۱۳/ ۲۰۶.

(۲) "مسند الإمام أحمد" حديث حذيفة بن اليمان رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم، ر: ۲۳۲۷۶، ۳۸/ ۳۰۹. و"سنن ابن ماجه" فضل أبي بكر الصديق رضي الله تعالى عنه، ر: ۹۷، ۱/ ۳۷. و"سنن الترمذي" أبواب المناقب، باب مناقب عمار بن ياسر رضي الله تعالى عنه، ر: ۳۷۹۹، صـ۸٦۱. [قال أبو عيسى:] "هذا حديثٌ حسن، وروى إبراهيم بن سعد هذا الحديثَ عن سفيان الثوري عن عبد الملك بن عمير عن هلال مولى ربعي عن ربعي عن حذيفة عن النّبي صلى الله تعالى عليه وسلم نحوه، وقد روى سالم المرادي الكوفي عن عَمرو بن هرم عن ربعي بن حراش عن حذيفة عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم نحو هذا".

(۳) "مستدرَك الحاكم" كتاب معرفة الصحابة، أمّا حديث ضمرة وأبو طلحة، ر: ٤٤٦٠، ۳/ ۸۲. [قال الحاكم:] هذا حديثٌ صحيحُ الإسناد ولم يخرجاه. [وقال الذهبي:] "صحيحٌ".

امام ابن حجر مکّی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: "ومِن لازم دفع الصّدقة إليه، كونُه خليفةً؛ إذ هو المتولّي قبض الصدقات"[1] "ان کے پاس صدقہ (زکاۃ) اسی صورت میں پیش کرنا لازم ہوگا، کہ جب وہ خلیفہ ہوں؛ کیونکہ خلیفۂ وقت ہی صدَقات (زکاۃ) جمع کرنے پر ذمّہ دار ہوتا ہے"۔

سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دروازہ کھلا رکھنے میں حکمت

(۵) حضرت سیّدنا ابو سعید خُدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «لا يَبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ بَابٌ إِلَّا سُدَّ، إِلَّا بَابُ أَبِي بَكْرٍ!»[2] "مسجد نبوی کے اندر ابو بکر کے دروازے کے سوا، کوئی دروازہ باقی نہ رہے!"۔

امام جلال الدین سُیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ علمائے کرام نے فرمایا: "هذه إشارةٌ إلى الخلافة؛ لأنّه يخرج منها إلى الصّلاة بالمسلمين"[3] "اس حدیث پاک میں خلافتِ صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ ہے؛ کیونکہ خلیفۃ المسلمین کو لوگوں کو نماز پڑھانے (اور دیگر کاموں) کے لیے، مسجد کی طرف نکلنے کی ضرورت ہوتی ہے"۔

---

(۱) "الصواعق المحرقة" الفصل ٣ في النصوص السمعية الدالّة على خلافته رضي الله عنه من القرآن والسنّة، ١/ ٥٨.

(٢) "مسند الإمام أحمد" مسند أبي سعيد الخدري رضي الله عنه، ر: ١١٣٣٤، ١٧/ ٢١٥. و"صحيح البخاري" كتاب الصلاة، باب الخوخة والممر في المسجد، ر: ٤٦٦، صـ٨١. و"سنن الترمذي" أبواب المناقب، باب، ر: ٣٦٧٨، صـ٨٣٧. [قال أبو عيسى:] "هذا حديثٌ غريبٌ من هذا الوجه، وفي الباب عن سعيد".

(٣) "تاريخ الخلفاء" الخلفاء الراشدون، الخليفة الأوّل: أبو بكر الصديق رضي الله عنه، ١/ ٥١.

سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو منصبِ امامت پر فائز فرمانا

(٦) بخاری ومسلم نے حضرت سیّدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی، کہ جب نبئ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض شدّت اختیار کر گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ!» "ابوبکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں!" حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالی عنہا نے عرض کی: یارسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے والد ابوبکر رضی اللہ عنہ رقیق القلب آدمی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھا سکیں گے! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ!» "ابوبکر کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں!" حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے دوبارہ وہی بات دُہرائی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: «مُرِي أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ! فَإِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ!» "ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں! تم خواتین تو حضرت یوسف والیاں ہو!"۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک صحابی حضور اکرم کا حکم لے کر آئے، تب آپ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیّبہ میں، لوگوں کو نمازیں پڑھائیں [1]۔

سیّدنا ابوبکر صدیق کی امامت پر حضور کا اِصرار فرمانا

(٧) ایک اَور روایت میں ہے، کہ حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالی عنہا نے جب، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دوبارہ کہا، تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کو جواب نہیں دیا، اس پر سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے سیّدہ حفصہ رضی اللہ تعالی عنہا سے کہا، کہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کریں، کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حکم فرمائیں، جب انہوں نے عرض کی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

(١) "صحيح البخاري" كتاب الأذان، باب أهل العلم والفضل أحَقّ بالإمامة، ر: ٦٧٨، صـ١١٠. و"صحيح مسلم" كتاب الصلاة، باب استخلاف الإمام إذا عرض له عذر من مرض وسفر، ر: ٩٤٨، صـ١٨٠.

«إِنَّكُنَّ لَأَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ، مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ!»[۱] "تم تو یوسف والیاں ہو! ابوبکر کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں!"۔

اللہ تعالی اور مسلمان، ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ کے سوا کسی کو قبول نہیں کریں گے!

(۸) سیّدنا عبد اللہ ابن زمعہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں، کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی علالت نے شدّت اختیار کیا، تو چند مسلمانوں کے ساتھ میں بھی حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھا، نماز کے لیے حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ نے آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو بلایا، تو آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: «مُرُوا مَنْ يُصَلِّي لِلنَّاسِ!» "کسی سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے!" حضرت سیّدنا عبد اللہ ابن زمعہ رضی اللہ تعالی عنہ باہر نکلے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ لوگوں میں موجود تھے، سیّدنا ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ وہاں موجود نہیں تھے، اس پر میں نے کہا کہ اے عمر کھڑے ہو کر لوگوں کو نماز پڑھائیے! وہ آگے بڑھے اور تکبیر کہی گئی، جب رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اُن کی آواز سنی (کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ بلند آواز رکھتے تھے) فرمایا: «فأينَ أبو بَكْرٍ؟ يأبى اللهُ ذَلِكَ وَالْمُسْلِمُونَ! يَأْبَى اللهُ ذَلِكَ وَالْمُسْلِمُونَ!» "ابوبکر کہاں ہے؟ اللہ تعالی اور مسلمان، ابوبکر کے سوا کسی کو قبول نہیں کریں گے! اللہ تعالی اور مسلمان، ابوبکر کے سوا کسی کو قبول نہیں کریں گے!" (دوبار فرمایا)، لہذا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ کو بلایا گیا، وہ تشریف لائے اور لوگوں کو نماز پڑھائی، حالانکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نماز پڑھا چکے تھے[۲]۔

---

(۱) "صحيح البخاري" كتاب الاعتصام بالكتاب والسنّة، باب ما يكره من التعمق والتنازع في العلم، ر: ۷۳۰۳، صـ۱۲۵٦. و"صحيح مسلم" كتاب الصلاة، باب استخلاف الإمام إذا عرض له عذر من مرض وسفر، ر: ۹٤۱، صـ۱۷۸.

(۲) "سنن أبي داود" كتاب السنّة، باب استخلاف أبي بكر رضي الله عنه، ر: ٤٦٦۰، صـ٦٥۹. و"مستدرَك الحاكم" كتاب معرفة الصحابة رضي الله عنهم، ذكر عبد الله بن زمعة بن الأسود، ر: ٦۷۰۳، ۳/ ۷٤۳. [قال الحاكم:] "هذا حديثٌ صحيحٌ على شرط مسلم ولم يخرجاه". وسكت عنه الذهبي في "التلخيص".

جلالِ نبوّت

(۹) سیّدنا عبد اللہ بن زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے، کہ جب نبئ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز سنی، تو سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باہر تشریف لانے لگے، یہاں تک کہ سرِ اقدس حجرے سے باہر نکال کر فرمایا: «لَا لَا لَا! لِيُصَلِّ لِلنَّاسِ ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ!» "نہیں نہیں نہیں! لوگوں کو ابن ابی قُحافہ (یعنی ابوبکر صدیق) نماز پڑھائیں!" (راوی کہتے ہیں کہ) حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ بات حالتِ جلال میں فرمارہے تھے[1]۔

یہ تمام احادیثِ مبارکہ واضح طور پر اس بات پر دلالت کرتی ہیں، کہ سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ علی الاِطلاق سب صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے افضل، اور امامت وخلافت کے سب سے زیادہ حقدار ہیں! آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برحق خلیفۃ الرسول بلافصل ہونے کے بے شمار دلائل وشواہد میں سے، ایک یہ بھی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی وفاتِ ظاہری سے چند روز قبل، نماز میں مسلمانوں کی امامت کے لیے سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منتخب فرمایا، اور اس کام کے لیے سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک کو منظور نہ فرمایا!!۔

❁ ❁ ❁

(۱) "سنن أبي داود" كتاب السنّة، باب استخلاف أبي بكر رضي الله عنه، ر: ٤٦٦١، صـ٦٥٩.

فصل ۳

سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت، اقوالِ علماء کی رَوشنی میں

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلیفہ

(۱) حضرت مُعاویہ بن قرہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "ما كان أصحابُ رسول الله ﷺ يَشكّون أنّ أبا بكرٍ خليفةُ رسول الله ﷺ، وما كانوا يُسمّونه إلّا خليفة رسول الله ﷺ، وما كانوا يجتمعون على خطأ ولا ضلالة"[۱]. "رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب کرام کو ذرا سا بھی شک وشبہ نہیں تھا، کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلیفہ ہیں، اور وہ انہیں "خلیفۃ الرسول" کے لقب سے ہی پکارا کرتے تھے، اور ظاہر ہے کہ وہ لوگ کبھی خطا اور گمراہی پر مجتمع نہیں ہو سکتے!"۔

حضرت سیّدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اوّلِ خلافت کا زیادہ حقدار سمجھنے والے غلطی پر ہیں

(۲) حضرت امام نَوَوی، حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہما سے اِسنادِ صحیح کے ساتھ بیان کرتے ہیں، کہ انہوں نے فرمایا: "مَن قال: إنّ عليّاً كان أحقَّ بالولاية، فقد خطّأ أبا بكرٍ وعمرَ والمهاجرين والأنصار، وما أراه يرتفع له مع هذا عملٌ إلى السّماء"[۲]. "جس نے یہ کہا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولایت (اوّلِ خلافت) کے زیادہ حقدار تھے، اُس نے حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور

---

(۱) "تاريخ دِمشق" حرف العين، ر: ۳۳۹۸، عبد الله ويقال عتيق بن عثمان بن قُحافة رضي الله تعالى عنه، ۳۰/ ۲۹۷. و"تاريخ الخلفاء" الخلفاء الراشدون، الخليفة الأوّل: أبو بكر الصديق رضي الله تعالى عنه، ۱/ ۵۵. و"الصواعق المحرقة" الفصل ۲ في بيان انعقاد الإجماع على ولايته رضي الله تعالى عنه، ۱/ ۴۰.

(۲) انظر: "الصواعق المحرقة" الفصل ۲ في بيان انعقاد الإجماع على ولايته رضي الله تعالى عنه، ۱/ ٤٤.

مہاجرین وانصار سارے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو غلطی پر ٹھہرایا، اور میرے خیال میں اس خطا کے ہوتے ہوئے، اُس شخص کا کوئی عمل قبول نہیں ہوسکتا!" ع

تفضیل کا جُویا نہ ہو مَولا کی وِلا میں یُوں چھوڑ کے گوہر کو نہ تو بہرِ خَزف جا
مَولا کی امامت سے محبت ہے تو غافل اَربابِ جماعت کی نہ تُو چھوڑ کے صَف جا[1]

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت پر اِجماع

(٣) امام بَیہقی نے زعفرانی سے بیان کیا، کہ میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے سنا: "أجمع النّاسُ على خلافة أبي بكر رضی اللہ تعالیٰ عنہ... وذلك أنّه اضطرابُ النّاس بعد رسول الله صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، فلم يجدوا تحت أديم السّماء خيراً من أبي بكر، فولّوه رِقابَهم"[2]. "لوگوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت پر اِجماع واتفاق کرلیا؛ اس لیے کہ نبئ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کے بعد لوگوں میں سخت اضطراب پیدا ہوا، جب لوگوں نے زیرِ آسمان سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہتر کسی کو نہ پایا، تو اپنی گردنیں حضرت ابوبکر کے سامنے جھکادیں"۔

سب سے بڑھ کر متقی پرہیزگار

(٤) حضرت عمر بن عبد العزیز کے کہنے پر، حضرت محمد بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ سے دریافت کیا، کہ کیا رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ بنایا تھا؟ تو جواباً آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "والله الذي لا إلهَ إلّا هو! لقد استخلفه، ولهو كان أعلَمَ بالله وأتقى له، وأشهدَ له مخافةً من أن يموتَ عليها، لولم يُؤَمِّرْهُ "[3]. "اُس خدا کی قسم جس کے

---

(١) "ذوقِ نعت" ص٤٦۔

(٢) "معرفة السنن و الآثار" باب ما يستدلّ به على صحة اعتقاد الشّافعي، ر: ٣٥٣، ٣٥٤، ١/ ١٥٣.

(٣) "تاريخ دِمشق" حرف العين، ر: ٣٣٩٨، عبد الله ويقال عتيق بن عثمان بن قحافة رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ٣٠/ ٢٩٧. و"تاريخ الخلفاء" الخلفاء الراشدون، الخليفة الأوّل: أبو بكر الصديق رضی اللہ تعالیٰ عنہ،
=

سوا کوئی معبود نہیں! بے شک حضور اکرم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا۔ بے شک سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ اللہ تعالی کی معرفت رکھتے تھے، سب سے بڑھ کر متقی و پرہیز گار تھے، اور وہ اِس قدر خوفِ خدا والے تھے، کہ اگر رسول اللہ ﷺ انہیں امیر نہ بناتے، تو وہ (خلافت کے بجائے) مَوت کو ترجیح دیتے!"۔

تمام صحابہ سے زیادہ قرآن پاک کو سمجھنے والے

(۵) امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "كان الصّديقُ أقرأَ الصّحابة، أي: أعلمَهم بالقرآن؛ لأنّه ﷺ قدّمه إماماً للصّلاة بالصّحابة"[۱] "حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ سے زیادہ قرآن پاک کو سمجھتے تھے؛ اسی لیے حضور نبیٔ کریم ﷺ نے آپ کو نماز کی امامت کے لیے، دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے مقدَّم فرمایا"۔

صحابۂ کرام کا استدلال

(٦) حضرت امام ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "قد عُلم بالضرورة أنّ النبيَّ ﷺ أمرَ الصّديقَ أن يصلّيَ بالنّاس مع حضور المهاجرين والأنصار، مع قوله: «يَؤُمُّ الْقَوْمَ أَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللهِ»[۲] فدلّ على أنّه أقرؤُهم: أي أعلَمُهم بالقرآن، انتهى. وقد استدلّ الصحابةُ

=

١/ ٥٣. و"الصواعق المحرقة" الفصل ٣ في النصوص السمعية الدالّة على خلافته رضي الله عنه من القرآن والسنّة، ١/ ٦٧.

(١) انظر: "الصواعق المحرقة" الفصل ٢ في بيان انعقاد الإجماع على ولايته رضي الله عنه، ١/ ٤٨.

(٢) "صحيح مسلم" كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب من أحق بالإمامة، ر: ١٥٣٢، صـ٢٧١. و"سنن أبي داود" كتاب الصلاة، باب من أحقّ بالإمامة، ر:٥٨٢، صـ٩٦. و"سنن الترمذي" أبواب الصلاة، باب من أحق بالإمامة، ر: ٢٣٥، صـ٦٥. [قال أبو عيسى:] "هذا حديثٌ حسنٌ صحيح".

أنفُسُهم بهذا، على أنّه أحقُّ بالخلافة، منهم عمرُ"[1]. "یہ بات تو بالبَداہت معلوم ہو گئی، کہ رسول اکرم ﷺ نے تمام مہاجرین وانصار کی موجودگی میں، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز پڑھنے کے لیے حکم فرمایا، اور یہ بھی نبئ کریم ﷺ سے مروی ہے کہ "لوگوں کو نماز وہ پڑھائے، جو قرآنِ پاک کو ان سب میں زیادہ سمجھتا ہو"، تو اس سے بھی ثابت ہوا کہ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآنِ پاک کے سب سے بڑے عالم تھے، اور خود صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی اسی بات سے دلیل پکڑی، کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلافت کے سب سے زیادہ حقدار ہیں، مِن جملہ ان صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے ایک، سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہیں"۔

امامت کی اَہلیت کے لیے زیادہ مشہور صحابی

(۷) علّامہ جلال الدین سُیوطی رحمہ اللہ لکھتے ہیں، کہ علمائے کرام رحمۃ اللہ علیہم نے فرمایا: "وقد كان معروفاً بأهليّة الإمامة في زمان النّبي ﷺ"[2] "زمانۂ نبوی میں ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ امامت کی اَہلیت کے لیے مشہور ہو چکے تھے"۔

خلافت کے سب سے زیادہ حقدار

(۸) امام ابن حجر مکّی رحمہ اللہ "صواعق محرقہ" میں سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولایت پر اِجماع سے متعلق، بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: "كان هو الأحقُّ بالخلافة عند جميع أهل السنّة والجماعة، في كلّ عصرٍ، منّا إلى الصّحابة رضي الله تعالى عنهم، وكذلك عند جميع المعتزلة وأكثر الفِرق، وإجماعُهم على خلافته قاضٍ بإجماعهم على أنّه أهلٌ لها، مع أنّها من الظُهور بحيث لا تخفى"[3]. "ہر زمانے کے اہلِ سنّت وجماعت، یعنی ہمارے زمانے سے لے کر صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانے تک، سب کے سب حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلافت کا زیادہ حقدار سمجھتے آئے

---

(١) "تاريخ الخلفاء" الخلفاء الراشدون، الخليفة الأوّل: أبو بكر الصديق رضي الله تعالى عنه، ١/ ٥٣.

(٢) المرجع نفسه.

(٣) "الصواعق المحرقة" الفصل ٢ في بيان انعقاد الإجماع على ولايته رضي الله تعالى عنه، ١/ ٣٩.

ہیں، اسی طرح تمام معتزلہ اور اکثر فرقوں کا یہی اعتقاد ہے، اور ان سب کا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اِجماع واتفاق، اس بات پر فیصلہ کُن ثبوت ہے، کہ وہ خلافت کے زیادہ اہل اور حقدار ہیں، اور یہ ایک ایسی واضح حقیقت ہے جسے پوشیدہ رکھنا ممکن ہی نہیں "۔

فصل ۴

سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت، قرآن کریم کی روشنی میں

دیہاتیوں کو جہاد کی طرف بلاوا

اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: ﴿قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ فَاِنْ تُطِيْعُوْا يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا وَ اِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا﴾[1] "ان پیچھے رہ جانے والے گنواروں سے فرماؤ، کہ عنقریب تم ایک سخت لڑائی والی قوم کی طرف بلائے جاؤ گے، کہ ان سے لڑو یا وہ مسلمان ہوجائیں۔ پھر اگر تم فرمان مانو گے، تو اللہ تمہیں اچھا ثواب دے گا، اور اگر پھر گئے جیسے تم پہلے والے پھر گئے تھے، تو تمہیں دردناک عذاب دے گا!"۔

ابن جریج رحمہ اللہ اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں: "دعاهم عمرُ رضي الله تعالى عنه إلى قِتال فارس"[2] "سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان دیہاتیوں کو اہلِ فارس کے خلاف جہاد کے لیے بلایا"۔

عبد الکریم بن ہوازن قشیری رحمہ اللہ اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں ایک قول نقل کرتے ہیں:

"وقيل: هُم أهلُ فارس، وقد دعاهُم عمرُ بن الخطّاب وحارَبهم، فالآيةُ تدلُّ على صحةِ إمامته"[3] "کہا گیا ہے کہ (اس آیت مبارکہ میں) قوم سے مراد اہلِ فارس ہیں، اور اُن

---

(١) پ ٢٦، الفتح: ١٦.

(٢) "تفسير البغوي" پ ٢٦، الفتح، تحت الآية: ١٦، ٤/ ٢٢٦. و"تفسير الخازن" پ ٢٦، الفتح، تحت الآية: ١٦، ٤/ ١٥٨.

(٣) "تفسير القشَيري" پ ٢٦، الفتح، تحت الآية: ١٦، ٣/ ٤٢٥.

دیہاتیوں کو سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بلایا اور اہلِ فارس سے جنگ کی، لہذا یہ آیت حضرت کی امامت (خلافت) کی صحت پر دلالت کرتی ہے"۔

امام رازی اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں مختلف اقوال نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "هُم فارسٌ والرومُ غزاهُم عمرُ"[1] "قوم سے مراد اہلِ فارس ورُوم ہیں، جن کے خلاف سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جہاد کیا"۔

(١) "تفسير الرازي" پ ٢٦، الفتح، تحت الآية: ١٦، ٢٨/ ٧٦.

فصل ۵

سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت، حدیث نبوی کی روشنی میں

شیخین کریمین کی خلافت کی طرف اشارہ

(ا) سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «أُرِيتُ كَأَنِّي أَنْزِعُ بِدَلْوِ بَكْرَةٍ عَلَى قَلِيبٍ، فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَنَزَعَ ذَنُوبًا أَوْ ذَنُوبَيْنِ، فَنَزَعَ نَزْعًا ضَعِيفًا وَاللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَغْفِرُ لَهُ، ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ، فَاسْتَقَى فَاسْتَحَالَتْ غَرْبًا، فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَفْرِي فَرْيَهُ، حَتَّى رَوِيَ النَّاسُ، وَضَرَبُوا الْعَطَنَ»[1] "میں نے خواب میں دیکھا، کہ میں ایک کنوئیں پر لگی چرخی سے ڈول نکال رہا ہوں، پھر ابوبکر آئے تو انہوں نے پانی سے ایک یا دو ۲ ڈول نکالے، اللہ تعالی ان کی بخشش فرمائے! ان کے نکالنے میں کچھ ضعف تھا، پھر عمر آئے تو انہوں نے ڈول کے ذریعے پانی نکالا، تب وہ ڈول پہلے سے بڑا ہو گیا، میں نے عمر جیسا ذہین، فطین اور طاقتور کسی کو نہیں دیکھا، جو اُن کی طرح پانی کھینچتا ہو، یہاں تک کہ سب لوگ سیراب ہو گئے اور انہوں نے اونٹوں کو پانی پلا کر بٹھا دیا۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ "تہذیب" میں لکھتے ہیں، کہ علمائے کرام رحمہم اللہ علیہم نے فرمایا: "هذا إشارةٌ إلى خلافة أبي بكر وعمر رضي الله تعالى عنهما، وكثرة الفُتوح وظهور الإسلام في زمن عمر رضي الله تعالى عنه"[2]. "اس

---

(١) "صحيح البخاري" كتاب أصحاب النّبي صلى الله تعالى عليه وسلم، باب مناقب عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه، ر: ٣٦٨٢، صـ٦١٨، ٦١٩. و"صحيح مسلم" كتاب فضائل الصحابة رضي الله تعالى عنهم، باب من فضائل عمر رضي الله تعالى عنه، ر: ٦١٩٦، صـ١٠٥٤.

(٢) "تهذيب الأسماء واللغات" باب العين والميم، ٢/ ٦.

حدیث شریف میں سیّدنا ابوبکر صدیق اور سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی امامت وخلافت، اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دَور میں ہونے والی بکثرت فُتوحات، اور اسلام کے غلبے کی طرف اشارہ ہے"۔

علاّمہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں کہ "(حدیث شریف میں لفظ) "ضعف" سے سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت کو کم بتانا مقصود نہیں، بلکہ اس سے مقصود واقعہ بیان کرنا ہے؛ کیونکہ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جہاد اور مُرتدین سے قِتال میں مشغول رہے، لہذا آپ کو مختلف ممالک فتح کرنے، اور ان سے مالِ غنیمت حاصل کرنے کے لیے فرصت نہیں مل پائی، نیز آپ کی مدّتِ خلافت بھی کم تھی"[1]۔

سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فراستِ ایمانی

(۲) حضرت سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: «أَفْرَسُ النَّاسِ ثَلَاثَةٌ: أبو بَكْرٍ حِينَ تَفَرَّسَ فِي عُمَرَ فَاسْتَخْلَفَهُ...»[2] "تین ۳ شخص پختہ رائے اور عمدہ فراست کے مالک ہیں، ان میں سے ایک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، کہ آپ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی فراستِ ایمانی سے خلیفہ مقرّر فرمایا"۔

---

(١) "عمدة القاري شرح صحيح البخاري" كتاب المناقب، باب علامات النبوّة في الإسلام، ر: ٣٣٦٣، ١٦/ ١٥٩.

(٢) "مصنَّف ابن أبي شَيبة" كتاب المغازي، ما جاء في خلافة عمر رضي الله عنه، ر:٣٧٠٥٨، ٧/ ٤٣٤. و"مستدرَك الحاكم" كتاب التفسير، تفسير سورة يوسف، ر: ٣٣٢٠، ٢/ ٣٧٦. [قال الحاكم:] "هذا حديثٌ صحيحٌ على شرط الشيخَين ولم يخرجاه". [وقال الذهبي:] "على شرط البخاري ومسلم".

سیّدنا علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پسندیدہ خلیفہ

(٣) حضرت یسار ابو حمزہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے، کہ امیر المؤمنین سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طبیعت جب زیادہ ناساز ہوئی، تو آپ نے اپنے حجرۂ مبارکہ کے سوراخ سے لوگوں کی طرف توجہ فرمائی، اور انہیں مخاطب کرکے ارشاد فرمایا: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنِّي قَدْ عَهِدْتُ عَهْداً، أَفَتَرْضَوْنَ بِهِ؟» "اے لوگو! میں نے اپنے بعد خلیفہ بنانے کے مُعاملے میں ایک فیصلہ کیا ہے، کیا تم لوگ اس بارے میں اپنی رضامندی ظاہر کرتے ہو؟" تمام لوگ کھڑے ہوگئے اور عرض کرنے لگے، کہ اے امیر المؤمنین ہم راضی ہیں! اچانک سیّدنا علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کرنے لگے: «لَا نَرْضَى إِلَّا أَنْ يَكُونَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، فَكَانَ عُمَرَ» "اگر آپ نے عمر بن خطّاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ بنانے کا فیصلہ کیا ہے، تو ہم راضی ہیں، ورنہ نہیں" (جب سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلیفہ کا اعلان فرمایا تو) وہ سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی تھے[1]۔

(١) "مصنَّف ابن أبي شَيبة" كتاب الفضائل، ما ذكر في فضل عمر بن الخطّاب رضي الله تعالى عنه، ر: ٣٢٠٢٠، ٦/ ٣٥٩. و"فضائل الصحابة" للدارقُطني، ر: ١٨، ١/ ٤٤. و"تاريخ دِمشق" حرف العين، عمر بن الخطاب بن نفيل رضي الله تعالى عنه، ر: ٥٢٠٦، ٤٤/ ٢٥٢، ٢٥٣. و"أسد الغابة" عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه، خلافته وسيرته، ر: ٣٨٢٤، ٣/ ٦٦٦، ورِجالُه مَوثقون.

فصل۶

سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت، اقوال علماء کی روشنی میں

پہلی بار "امیر المؤمنین" کا لقب

(۱) ابن سعد نے فرمایا کہ لوگوں نے بیان کیا: "إنّ رسولَ الله ﷺ لما توفّي واستخلف أبو بكر الصّديق، كان يقال له خليفةُ رسول الله ﷺ، فلمّا توفّي أبو بكر رحمه الله تعالى واستخلف عمر بن الخطّاب، قيل لعمر: خليفةُ خليفةِ رسول الله، فقال المسلمون: فمَن جاء بعد عمر قيل له: خليفةُ خليفةِ خليفة رسول الله ﷺ فيطول هذا، ولكن أجمعوا على اسمٍ تدعون به الخليفةَ، يُدْعَ به مَن بعده من الخلفاء، فقال بعضُ أصحاب رسول الله ﷺ: نحن المؤمنون وعمرُ أميرُنا، فدُعي عمرُ "أمير المؤمنين" فهو أوّل مَن سُمّي بذلك"[1].

"جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بنائے گئے، توانہیں "خلیفۃ الرسول" کہا جاتا تھا، جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بنائے گئے، تو انہیں "خلیفۂ خلیفۂ رسول" کہا گیا، اس پر مسلمانوں نے سوچا کہ حضرت عمر کے بعد جو شخص آئے گا، اسے "خلیفۂ خلیفۂ خلیفۂ رسول" کہا جائے گا، تو اس طرح یہ لقب طویل ہو جائے گا، لہٰذا کسی ایسے لقب پر اتفاق کر لیا جائے، جس سے ہم اپنے خلیفہ کو پکارا کریں، اور جس سے بعد کے خلفاء بھی پکارے جائیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعض اصحاب کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فرمایا، کہ ہم مؤمن ہیں، اور حضرت عمر ہمارے امیر ہیں، لہٰذا حضرت عمر کو پہلی بار "امیر المؤمنین" کہہ کر پکارا گیا، اور وہ پہلے شخص ہیں جن کا یہ لقب رکھا گیا"۔

---

(۱) "الطبقات الكبرى" ذكر استخلاف عمر رضي الله تعالى عنه، ۳/ ۲۱۳.

حضراتِ شیخین کو حضرت علی سے مقدّم نہ جاننے والا، خیر وبھلائی سے محروم ہے

(٢) حضرت شریک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "ليس يقدّم عليًّا على أبي بكرٍ وعمرَ أحدٌ فيه خيرٌ!"[١]. "جس شخص میں ذرا بھی خیر وبھلائی ہے، وہ کبھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو، حضراتِ ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالی عنہما پر مقدّم نہیں کرسکتا!"۔

سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا تقوی

(٣) امام محمد بن سیرین تابعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "قدِمَ صهرٌ لعُمر عليه، فطلب أن يُعطيَه من بيتِ المال، فانتهره عمرُ وقال: أردتَ أن ألقَى اللهَ مَلِكًا خائنًا؟! ثمّ أعطاه مِن صُلب مالِه عشرةَ آلافِ درهمٍ"[٢] "ایک بار حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کا کوئی سسرالی رشتہ دار آپ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، اور کہنے لگا کہ بیت المال میں سے مجھے کچھ دیجیے! آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں ڈانٹ کر فرمایا، کہ کیا یہ چاہتے ہو کہ میں اللہ تعالی سے خائن بادشاہ بن کر ملاقات کروں؟! پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے ذاتی مال میں سے انہیں دس ہزار درہم عطا کیے"۔

منصبِ خلافت پر فائز ہونے کے باوجود، ذاتی ضروریات کی خاطر تجارت کرنا

(٤) علّامہ جلال الدین سُیوطی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں: "قال النخعي: كان عمرُ يتّجر وهو خليفة"[٣] "امام نخعی فرماتے ہیں کہ حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہونے کے باوجود، (ذاتی گذر بسر کے لیے) تجارت کیا کرتے تھے"۔

---

(١) "تاريخ دِمشق" حرف العين، عمر بن الخطاب بن نفيل رضي الله عنه، ٤٤/ ٢٨٥.

(٢) "تاريخ الخلفاء" الخلفاء الراشدون، الخليفة الثاني: عمر بن الخطاب رضي الله عنه، ١/ ١٠٤.

(٣) المرجع نفسه.

خلافتِ فاروقی کی حقانیت

(۵) امام ابن حجر مکّی رحمۃ اللہ سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کی، حقانیت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:"أنّا لا نحتاج في هذا إلى قيام بُرهان على حقيّة خلافة عمر؛ لما هو معلومٌ عند كلّ ذي عقل وفهم، أنّه يلزم من حقيّة خلافةِ أبي بكر رضي الله عنه حقيّة خلافة عمر، وقد قام الإجماعُ ونصوصُ الكتاب والسنّة على حقيّة خلافة أبي بكر، فيلزم قيامُ الإجماع ونصوص الكتاب والسنّة على حقيّة خلافة عمر؛ لأنّ الفرع يثبت له من حيث كونه فرعاً ما ثبت للأصل، فحينئذٍ لا مطمعَ لأحدٍ من الرافضة والشّيعة في النزاع في حقيّة خلافة عمر"(۱).

"ہمیں اس مقام پر سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر، کسی دلیل کے قائم کرنے کی ضرورت نہیں؛ کیونکہ یہ بات ہر صاحبِ علم کو معلوم ہے، کہ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کی حقانیت اِجماع اور نصوصِ کتاب وسنّت سے ثابت ہے، لہٰذا اس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے برحق ہونے پر بھی نصوصِ کتاب وسنّت اور اِجماع لازم آتا ہے؛ کیونکہ جو چیز اَصل کے لیے ثابت ہے، وہ فرع کے لیے بھی ثابت ہوتی ہے، چنانچہ روافض وشیعہ حضرات میں سے کسی کو، سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں نزاع کی جستجو نہیں کرنی چاہیے!"۔

مزید فرماتے ہیں:"إنّ من أعظم فضائل الصّديق، استخلافُه عمرَ على المسلمين؛ لما حصل به من عموم النفع، وفتح البلاد، وظهور الإسلام ظهوراً تامّاً"(۲) "حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بڑی فضیلتوں میں سے ایک، آپ کا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو مسلمانوں پر خلیفہ مقرّر کرنا بھی ہے؛ کیونکہ اس سے اسلام اور مسلمانوں کو بڑے وسیع پیمانے پر فوائد حاصل ہوئے، بہت سے ممالک بھی فتح ہوئے، اور اسلام کو کامل غلبہ حاصل ہوا"۔

---

(۱) "الصواعق المحرقة" الفصل ١ في حقية خلافته رضي الله عنه، خاتمة، ١/ ٢٥١.

(۲) المرجع نفسه.

فصل ٧

سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت، حدیث نبوی کی روشنی میں

خرقۂ خلافت اور سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱) ام المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «يَاعُثْمَانُ! إِنَّهُ لَعَلَّ الله يُقَمِّصُكَ قَمِيصاً، فَإِنْ أَرَادُوكَ عَلَى خَلْعِهِ فَلاَ تَخْلَعْهُ لَهُمْ!»(۱) "اے عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ! عنقریب اللہ تعالیٰ تمہیں ایک قمیص پہنائے گا (یعنی امامت وخلافت عطا کرے گا) تو اگر لوگ تم سے اسے اتارنا (معزول کرنا) چاہیں، تو تم اُسے مت اتارنا!"۔

یہ حدیث پاک ان احادیث میں سے ہے، جو ظاہری طور پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کی حقانیت پر واضح دلالت کرتی ہے، حدیث شریف میں قمیص سے کنایۃً امامت وخلافت مراد لی گئی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خواب اور خلفائے دین

(۲) حضرت سیّدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «أُرِيَ اللَّيْلَةَ رَجُلٌ صَالِحٌ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ نِيطَ بِرَسُولِ الله ﷺ، وَنِيطَ عُمَرُ بِأَبِي بَكْرٍ، وَنِيطَ عُثْمَانُ

---

(۱) "مسند الإمام أحمد" مسند الصديقة عائشة رضي الله تعالى عنها، ر: ٢٥١٦٢، ٤٢/ ٨٤. و"سنن الترمذي" كتاب السنّة، أبواب المناقب، باب في مناقب عثمان بن عفّان رضي الله تعالى عنه، ر: ٣٧٠٥، صـ٨٤٣. [قال أبو عيسى:] "هذا حديثٌ حسنٌ غريب". و"صحيح ابن حِبّان" كتاب إخباره ﷺ عن مناقب الصحابة، ذكر الخبر الدالّ على أنّ عثمان بن عفّان عند وقوع الفتن لم يخلع نفسه، ر: ٦٩١٥، ١٥/ ٣٤٦.

بِعُمَرَ»[1] "آج رات ایک نیک بندے نے خواب دیکھا، کہ گویا ابو بکر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ملحق کیے گئے، اور عمر ابوبکر کے ساتھ، اور عثمان عمر کے ساتھ ملحق کردیے گئے"۔

یہ روایت ذکر کرنے کے بعد سیّدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: «فَلَمَّا قُمْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُولِ الله ﷺ قُلْنَا: أَمَّا الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَرَسُولُ الله ﷺ، وَأَمَّا تَنَوُّطُ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ، فَهُمْ وُلَاةُ هَذَا الْأَمْرِ، الَّذِي بَعَثَ اللهُ بِهِ نَبِيَّهُ ﷺ»[2] "جب ہم رسول اکرم ﷺ کی بارگاہ سے اٹھے، تو آپس میں گفتگو کرنے لگے، کہ وہ نیک بندہ تو خود رسول اللہ ﷺ ہیں، رہا ان حضرات کا ایک دوسرے سے اِلحاق ہونا، تو گویا کہ یہ حضرات اس دینِ اسلام کے خلفاء ہیں، جس کے لیے اللہ تعالی نے اپنے نبی ﷺ کو بھیجا"۔

پُرفتن دَور میں ہدایت یافتہ شخص

(٣) حضرت مرّہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا، جب آپ نے فتنوں کا ذکر فرمایا، اور انہیں بہت ہی قریب بتایا، (اسی دَوران) ایک چادر پوش شخص گذرا،

---

(١) "مسند الإمام أحمد" مسند جابر بن عبد الله رضي الله عنهما، ر: ١٤٨٢١، ٢٣/ ١٢٤. و"سنن أبي داود" كتاب السُنّة، باب في الخلفاء، ر: ٤٦٣٦، صـ٦٥٥. و"صحيح ابن حِبّان" كتاب إخباره ﷺ عن مناقب الصحابة، ذكر الخبر الدالّ على أنّ الخليفة بعد عمر بن الخطّاب عثمان بن عفّان رضي الله عنه، ر: ٦٩١٣، ١٥/ ٣٤٣. و"مستدرَك الحاكم" كتاب معرفة الصحابة رضي الله عنهم، أمّا حديث ضمرة وأبو طلحة، ر: ٤٤٣٩، ٣/ ٧٥. [قال الحاكم:] "هذا الحديث إسنادٌ صحيحٌ عن أبي هريرة ولم يخرجاه". [وقال الذهبي:] "صحيحٌ".

(٢) "مسند الإمام أحمد" مسند جابر بن عبد الله رضي الله عنهما، ر: ١٤٨٢١، ٢٣/ ١٢٤. و"سنن أبي داود" كتاب السنّة، باب في الخلفاء، ر: ٤٦٣٦، صـ٦٥٥. و"صحيح ابن حِبّان" كتاب إخباره ﷺ عن مناقب الصحابة، ذكر الخبر الدالّ على أنّ الخليفة بعد عمر بن الخطّاب عثمان بن عفّان رضي الله عنه، ر: ٦٩١٣، ١٥/ ٣٤٣. و"مستدرَك الحاكم" كتاب معرفة الصحابة رضي الله عنهم، ذكر مقتل أمير المؤمنين عثمان بن عفّان رضي الله عنه، ر: ٤٥٥١، ٣/ ١٠٩.

تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: «هَذَا يَوْمَئِذٍ عَلَى الهُدَى!» یہ شخص اس دن ہدایت پر ہوگا!" (راوی فرماتے ہیں کہ) میں نے اُٹھ کر اس شخص کو دیکھا تو وہ حضرت عثمان بن عفّان تھے، میں نے ان کا چہرہ حضور اکرم ﷺ کے سامنے کیا اور عرض کی: حضور! کیا یہ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: «نَعَمْ»[1] "ہاں"۔

آسمانی ترازو اور خلافتِ نبوّت

(۴) حضرت سیّدنا ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ نے ایک روز فرمایا: «مَنْ رَأَى مِنْكُمْ رُؤْيَا؟» "آج تم میں سے کس نے خواب دیکھا ہے؟" ایک صاحب عرض گزار ہوئے کہ میں نے (خواب میں) دیکھا، کہ ایک ترازو آسمان سے اتری، جس میں آپ ﷺ کو اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تولا گیا، تو آپ ﷺ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ وزنی تھے، پھر حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو تولا گیا، تو حضرت ابو بکر زیادہ وزنی تھے، پھر حضرت عمر و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو تولا گیا، تو حضرت عمر زیادہ وزنی تھے، پھر ترازو اُٹھالی گئی۔ (راوی کہتے ہیں:) تو ہم نے رسول اللہ ﷺ کے رُخِ انور پر ناگواری کے آثار دیکھے[2]۔

---

(١) "مصنَّف ابن أبي شَيبة" كتاب الفضائل، ما ذكر في فضل عثمان بن عفّان رضي الله تعالى عنه، ر: ٣٢٠٢٥، ٦/ ٣٦٠. و"مسند الإمام أحمد" حديث كعب بن عجرة رضي الله تعالى عنه، ر: ١٨١٢٩، ٣٠/ ٥٣. و"سنن الترمذي" كتاب السُنّة، أبواب المناقب، باب في مناقب عثمان بن عفّان رضي الله تعالى عنه، ر: ٣٧٠٤، صـ٨٤٣. [وقال أبو عيسى:] "هذا حديثٌ حسنٌ صحيح. وفي الباب عن ابن عمر، وعبد الله بن حوالة، وكعب بن عجرة رضي الله تعالى عنهم". و"مستدرَك الحاكم" كتاب معرفة الصحابة رضي الله تعالى عنهم، ذكر مقتل أمير المؤمنين عثمان بن عفّان رضي الله تعالى عنه، ر: ٤٥٥٢، ٣/ ١٠٩. [قال الحاكم:] "هذا حديثٌ صحيحٌ على شرط الشيخين ولم يخرجاه". [وقال الذهبي:] "على شرط البخاري ومسلم".

(٢) "سنن أبي داود" كتاب السنّة، باب في الخلفاء، ر: ٤٦٣٤، صـ٦٥٥. و"سنن الترمذي" أبواب الرؤيا، باب ما جاء في رؤيا النبّي صلى الله عليه وسلم في الميزان، ر: ٢٢٨٧، صـ٥٢٤. [قال أبو عيسى:] "هذا حديثٌ حسن". و"السنن الكبرى" للنَّسائي، كتاب المناقب، فضائل أبي بكر وعمر وعثمان رضي الله تعالى عنهم، ر: ٨٠٨٠، ٧/ ٣٠٦. و"مستدرَك الحاكم" كتاب معرفة الصحابة رضي الله تعالى عنهم، أمّا حديث =

اس ناگواری کا سبب یہ تھا، کہ خواب میں سیّدنا عثمان غنی اور سیّدنا علی رضی اللہ تعالی کا وزن نہ دکھائے جانے کے سبب، تاجدارِ رسالت ﷺ نے یہ جان لیا تھا، کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کے بعد خلافت کا زوال وانحطاط شروع ہوجائے گا، اور میری امّت اپنے درمیان ظاہر ہونے والے فتنوں کا شکار ہوکر، باہم تقسیم ہوجائے گی(۱)۔

خلیفہ کے انتخاب کے لیے مجلسِ شُوری کا قیام

(۵) حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کی وفات کا وقت جب قریب آیا، تو لوگوں نے آپ سے عرض کی کہ کسی کو اپنا خلیفہ بنا دیجیے! آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: «مَا أَجِدُ أَحداً أَحَقَّ بِهَذَا الأَمْرِ مِن هَؤُلاَءِ النَّفَرِ -أَوِ الرَّهْطِ- الَّذِينَ تُوُفِّيَ رَسُولُ الله ﷺ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ، فَسَمَّى عَلِيًّا، وَعُثْمَانَ، وَالزُّبَيْرَ، وَطَلْحَةَ، وَسَعْداً، وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ» "خلافت کے مُعاملے میں ان حضرات سے زیادہ کسی کو مستحق نہیں پاتا، کہ جن سے رسول اللہ ﷺ اپنی وفات تک راضی اور خوش تھے۔ پھر آپ نے حضرت علی، عثمان، زبیر، طلحہ، سعد اور عبد الرحمن بن عَوف رضی اللہ تعالی عنہم کا نام لیا"۔

پھر فرمایا: «فَإِنْ أَصَابَتِ الإِمْرَةُ سَعْداً فَهُوَ ذَاكَ، وَإِلَّا فَلْيَسْتَعِنْ بِهِ أَيُّكُم مَا أُمِّرَ، فَإِنِّي لَمْ أَعْزِلْهُ عَنْ عَجْزٍ، وَلاَ خِيَانَةٍ» "اگر خلافت سعد کو مل جائے تو وہ اس کے اہل ہیں، اور اگر وہ خلیفہ نہ بنیں، تو جو بھی خلیفہ ہو، وہ اپنے زمانۂ خلافت میں سعد کا تعاوُن بھی حاصل کرتا رہے؛ کیونکہ میں نے انہیں کوفہ کی گورنری سے، کسی نااہلی یا خیانت کے سبب معزول نہیں کیا!"۔

=

ضمرة وأبو طلحة، ر: ٤٤٣٧، ٣/ ٧٤. [قال الحاكم:] "هذا حديثٌ صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه". [وقال الذهبي:] "أشعَث بن عبد الملك هذا ثقة، لكن ما احتجّا به".

(١) انظر: "مرقاة المفاتيح" كتاب المناقب والفضائل، باب مناقب أبي بكر وعمر رضي الله عنهما، ر: ٦٠٦٦، ٩/ ٣٩١٥.

بعد ازاں جب سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات ہوگئی، اور لوگ تدفین سے فارغ ہو چکے، تو وہ جماعت (جن کے نام سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وفات سے پہلے ارشاد فرمائے تھے) جمع ہوئی، تو سیّدنا عبد الرحمن بن عَوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن سے فرمایا: «اجْعَلُوا أَمْرَكُمْ إِلى ثَلاثَةٍ مِنْكُمْ!» "تمہیں اپنا مُعاملہ اپنے ہی میں سے تین ۳ آدمیوں کے سپرد کر دینا چاہیے!" چنانچہ سیّدنا زبیر، سیّدنا علی مرتضی کے حق میں، سیّدنا طلحہ، سیّدنا عثمان کے حق میں، اور سیّدنا سعد، سیّدنا عبد الرحمن بن عَوف رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حق میں دستبردار ہوگئے۔

اس کے بعد سیّدنا عبد الرحمن بن عَوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے، سیّدنا عثمان غنی اور سیّدنا علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو مخاطب کرکے فرمایا: «أَيُّكُمَا تَبَرَّأَ مِنْ هَذَا الأَمْرِ، فَنَجْعَله إِلَيْهِ، وَاللهُ عَلَيْهِ وَالإِسلامُ، لَيَنْظُرَنَّ أَفْضَلَهُم فِي نَفسِهِ؟ فأسكِتَ الشَّيْخَانِ» "آپ دونوں حضرات میں سے جو بھی خلافت سے اپنی براءَت ظاہر کرے، ہم اُسی کو خلافت دے دیں گے، اور اللہ اس کا نگراں و نگہبان ہو گا، اور اسلام کے حقوق کی ذمہ داری اس پر لازم ہوگی، اور ہر شخص کو غور کرنا چاہیے کہ اس کے خیال میں (امرِ خلافت کے لیے) کون افضل ہے؟ اس پر یہ دونوں حضرات خاموش ہوگئے"۔

اس کے بعد سیّدنا عبد الرحمن بن عَوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: «أفتَجعَلُونَهُ إِلَيَّ؟ وَاللهِ عَلَيَّ أَنْ لاَ آلُ عَنْ أَفْضَلِكُمْ!» "کیا آپ حضرات اس انتخاب کی ذمّہ داری مجھ پر ڈالتے ہیں؟ اللہ کی قسم! میں آپ حضرات میں سے اُسی کو منتخب کروں گا، جو افضل ہو گا!"۔

ان دونوں حضرات نے فرمایا: جی ہاں! پھر آپ نے ان دونوں میں سے ایک (یعنی سیّدنا علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: «لَكَ قَرَابَةٌ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَالقِدَمُ فِي الإِسْلامِ مَا قَدْ عَلِمْتَ، فَاللهُ عَلَيْكَ لَئِنْ أَمَّرْتُكَ لَتَعْدِلَنَّ، وَلَئِنْ أَمَّرْتُ عُثْمَانَ لَتَسْمَعَنَّ وَلَتُطِيعَنَّ!» "رسول اللہ ﷺ سے آپ کی قرابت ہے، اور ابتداءً قبولِ اسلام کا شرف بھی آپ کو حاصل ہے، جیسا کہ آپ خود بھی جانتے ہیں، اللہ آپ کا نگہبان ہو! اگر میں آپ کو خلیفہ بنادوں، تو آپ ضرور عدل وانصاف سے کام لیں گے! اور اگر میں حضرت عثمان کو خلیفہ بنادوں، تو آپ ضرور اُن کے حکم کی تعمیل کریں گے، اور ضرور اُن کی اِطاعت کریں گے!"۔

اس کے بعد دوسرے صاحب (یعنی سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ) سے بھی یہی کہا، جب اُن سے پختہ عہد لے لیا تو فرمایا: «ارْفَعْ يَدَكَ يَاعُثْمَانُ!» "اے عثمان رضی اللہ تعالی عنہ اپنا ہاتھ بڑھایئے!"۔ چنانچہ اُنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی، اور سیّدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ نے بھی بیعت کی، پھر تمام افراد آئے اور سب نے حضرت عثمان کے ہاتھ پر بیعت کی"[1]۔

خلافت کے معاملے میں چھ صحابۂ کرام سے مُشاورت کا حکم

(٦) حضرت سیّدنا معدان بن ابی طلحہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ نے جمعۃ المبارک کا خطبہ دیتے ہوئے، سرورِ کونین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کا ذکر کیا، پھر ارشاد فرمایا: «إِنِّي رَأَيْتُ فِي المَنَامِ كَأَنَّ دِيكاً نَقَرَنِي نَقْرَةً أَوْ نَقْرَتَيْنِ، وَإِنِّي لَا أَرَاهُ إِلَّا لِحُضُورِ أَجَلِي، وَإِنَّ قَوْماً يَأْمُرُونِي أَنْ أَسْتَخْلِفَ، وَإِنَّ اللهَ ﷻ لَمْ يَكُنْ لِيُضَيِّعَ دِينَهُ وَلَا خِلَافَتَهُ، وَالَّذِي بَعَثَ بِهِ نَبِيَّهُ ﷺ، إِنْ عَجِلَ بِي أَمْرٌ فَالْخِلَافَةُ بَيْنَ هَؤُلَاءِ الرَّهْطِ السِّتَّةِ، الَّذِينَ فَارَقُوا رَسُولَ اللهِ ﷺ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ»[2].

"میں نے خواب میں دیکھا، کہ ایک مرغ نے مجھے ایک یا دو۲ ٹھونگے مارے، جس کی تعبیر میں یہ سمجھتا ہوں، کہ اب میری مَوت کا وقت قریب ہے! لوگ مجھے مشورہ دے رہے ہیں کہ میں کسی کو اپنا خلیفہ مقرّر کر دوں۔ اللہ تعالی اپنے اس دین اور امرِ خلافت کو ضائع نہیں ہونے دے گا، جس دین کے ساتھ اُس نے اپنے

---

(١) "صحيح البخاري" كتاب فضائل أصحاب النّبي ﷺ، باب قصّة البيعة والاتفاق على عثمان بن عفّان رضي الله تعالى عنه، ر: ٣٧٠٠، صـ٦٢٣، ٦٢٤.

(٢) "الطبقات الكبرى" لابن سعد، عمر بن الخطّاب رضي الله تعالى عنه، ذكر استخلاف عمر رضي الله تعالى عنه، ٣٢٥٦. و"فضائل الصحابة" للإمام أحمد، فضائل أمير المؤمنين عمر بن الخطّاب، باب خير هذه الأمّة بعد نبيّها، ر: ٤٣٦، ١/٣١٦. و"صحيح مسلم" كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب نهي من أكل ثوماً أو بصلاً أو كراثاً أو نحوها، ر: ١٢٥٨، صـ٢٢٨.

نبی ﷺ کو بھیجا۔ اگر مجھے جلد مَوت آجائے، تواِن چھ٦ حضرات کے مشورہ سے خلافت کا مُعاملہ طے کر لینا، جن سے رسول اللہ ﷺ وفات کے وقت تک راضی رہے"۔ اور یہ چھ٦ اصحاب: (۱) حضرات عثمانِ غنی، (۲) علی، (۳) طلحہ، (۴) زبیر، (۵) عبدالرحمن بن عوف (٦) اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالی عنہم تھے۔

خلیفہ کے طور پر سب سے بہترین شخص کا انتخاب

(۷) حضرت وکیع رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں، کہ جس وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ خلیفہ بنائے گئے، تب میں نے سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کو یہ فرماتے سنا: «أَمَّرْنَا خَيْرَ مَنْ بَقِيَ، وَلَمْ نَأْلُ»[1] "ہم نے سب سے بہترین شخص کو اپنا امیر بنایا، اور اس مُعاملے میں کوئی کوتاہی نہیں کی!"۔

شیخین کریمین کے بعد سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہم کی جمیع اُمّت پر افضلیت

(۸) حضرت نافع سے روایت ہے، کہ حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما نے ارشاد فرمایا: «كُنَّا نُخَيِّرُ بَيْنَ النَّاسِ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ ﷺ، فَنُخَيِّرُ أَبَا بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرَ بْنَ الخَطَّابِ، ثُمَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رضي الله تعالى عنهم»[2] "ہم نبئ کریم ﷺ کے زمانۂ مبارک میں لوگوں کو (ایک دوسرے پر) فضیلت دیتے تھے، لہذا ہم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کو فضیلت دیتے، پھر حضرت عمر بن خطّاب رضی اللہ تعالی عنہ کو، اور پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کو (دیگر سب لوگوں پر) فضیلت دیا کرتے"۔

(۱) "المعجم الكبير" باب، ر: ٨٨٤٣، ٩/ ١٧٠. و"مجمع الزوائد" كتاب المناقب، باب فيما كان من أمره ووفاته، ر: ١٤٥٣٤، ٩/ ٨٨. وفي رواية: «مَا أَلَوْنَا عَنْ أَعْلَاهَا ذَا فُوقٍ». [قال الهيثمي:] "رواه الطَبَراني بأسانيد ورجالُ أحدِها رجالُ الصحيح".

(٢) "صحيح البخاري" كتاب أصحاب النبي ﷺ، باب فضل أبي بكر بعد النبي ﷺ، ر: ٣٦٥٥، صـ٦١٣، ٦١٤.

فصل ۸
سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت، اقوالِ علماء کی رَوشنی میں

سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف بغاوت کرنے والوں کا انجام

(ا) امام ابن عساکر رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں، کہ مفتی دیارِ مصریّہ ابو الرجاء یزید بن ابی حبیب ازدی مصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "بلغني أنّ الركبَ الذين ساروا إلى عثمان، عامّتُهم جُنّوا"[1] "مجھے یہ خبر پہنچی کہ اُس لشکر کے اکثر لوگوں کو جنون، یعنی پاگل پن کا مرض لاحق ہوگیا، جنہوں نے سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بغاوت کی تھی"۔

سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دو منفرد خصلتیں

(۲) عبد الرحمن بن مَہدی، امیر المؤمنین سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعلق ارشاد فرماتے ہیں: "خصلتان لعثمان بن عفّان، ليستا لأبي بكرٍ ولا لعمرَ: صَبْرُهُ نَفْسَهُ حتّى قُتل مظلوماً، وجمعُه النّاسَ على المُصحَف"[2] "حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں دو۲ خصلتیں ایسی ہیں، جو حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بھی حاصل نہیں تھیں: (ا) اپنے ذاتی مُعاملے میں اس قدر صبر وتحمّل سے کام لیا، کہ خود مظلوم حالت میں قتل ہوگئے، (ا) اور لوگوں کو ایک رسمِ قرآنی پر جمع اور متفق کردیا"۔

---

(۱) "تاريخ دِمشق" عثمان بن عفّان بن أبي العاص بن أميّة، ر:٤٦٤٩، ٣٩/ ٤٤٦.

(۲) "تاريخ دِمشق" عثمان بن عفّان بن أبي العاص بن أميّة، ر: ٤٦٤٩، ٣٩/ ٢٥٠. و"الصواعق المحرقة" الباب ٧ في فضائله، الفصل ٣ في نبذ من مآثره وبقية غرر من فضائله، ١/ ٣٢٩.

حضرت عثمان کی شہادت کے بعد اَبلق گھوڑے بھی مفقود ہونے لگے

(۳) امام محمد بن سِیرین تابعی فرماتے ہیں: "لم تفقد الخيلُ البلق في المغازي والجيوش، حتّى قُتل عثمان"[١] "حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت تک، جنگوں اور لشکروں میں اَبلق گھوڑے مفقود نہیں ہوئے تھے"۔

اراکین شُوریٰ اور سب مسلمانوں کے باہمی اتفاق رائے سے خلیفہ کا انتخاب

(۴) ابو بکر بن احمد جُرجانی، خلفائے راشدین کی خلافتِ حقّہ کے ثبوت کے بارے میں لکھتے ہیں:

"خلافةُ عثمانَ رضي الله عنه باجتماع أهلِ الشُّورى وسائرِ المسلمين عليه، عن أمرِ عمرَ"[٢] "حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت، سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم پر، اراکینِ شُوریٰ اور سب مسلمانوں کے اجماع سے ثابت ہے"۔

سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دستِ اقدس پر بیعت کا عمل

(۵) امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں: "بُويع بالخلافة بعد دَفن عمرَ بثلاث ليالٍ"[٣] "حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تدفین کے تین ۳ رات بعد، سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی گئی۔

---

(١) انظر: "تاريخ الخلفاء" الخليفة الثالث: عثمان بن عفّان رضي الله عنه، ١/ ١٢٨.

(٢) "اعتقاد أئمة الحديث" خلافة الخلفاء الراشدين، ١/ ٧١.

(٣) "تاريخ الخلفاء" الخليفة الثالث: عثمان بن عفّان رضي الله عنه، ١/ ١٢١.

فصل ۹

سیّدنا علی المرتضی رضی اللہ تعالی عنہ کی خلافت، حدیث نبوی کی روشنی میں

خلافتِ نبوّت کی مدّت

(۱) حضرت سعید بن جمہان، حضرت سفینہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «الْخِلافَةُ ثَلاثُونَ سَنَةً، ثُمَّ يَكُونُ مُلْكًا!»[۱] "خلافت تیس ۳۰ سال تک ہے، اس کے بعد بادشاہت ہوگی"۔

اس حدیث پاک کو روایت کرنے کے بعد، حضرت سعید بن جمہان کا بیان ہے، کہ حضرت سفینہ رضی اللہ تعالی عنہ نے مجھ سے فرمایا: «أَمْسِكْ خِلافَةَ أَبِي بَكْرٍ سَنَتَيْنِ، وَخِلافَةَ عُمَرَ عَشَرَةً، وَعُثْمَانَ اثْنَيْ عَشَرَ، وَعَلِيَّ سِتَّةً»[۲] "حساب لگالو: دو ۲ سال حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ کے، دَس ۱۰ سال حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے، بارہ ۱۲ سال حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کے، اور چھ ۶ سال حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کے"۔

---

(۱) "سنن أبي داود" كتاب السنّة، باب في الخلفاء، ر: ٤٦٤٦، صـ٦٥٦، ٦٥٧. و"سنن الترمذي" أبواب الفِتن، باب ما جاء في الخلافة، ر: ٢٢٢٦، صـ٥١١. [قال أبو عيسى:] "وهذا حديثٌ حسن، قد رواه غير واحدٍ عن سعيد بن جمهان، ولا نعرفه إلّا من حديثه". و"صحيح ابن حِبّان" كتاب التاريخ، ذكر الإخبار بأنّ أبا بكر الصديق، ثمّ عمر، ثمّ عثمان، ثمّ عليّاً الخلفاء بعد المصطفى ﷺ، ر: ٦٦٥٧، ١٥/ ٣٥.

(۲) انظر: "مسند الإمام أحمد" تتمة مسند الأنصار، حديث أبي عبد الرحمن سفينة مولى رسول الله ﷺ، ر: ٢١٩١٩، ٣٦/ ٢٤٨. إسنادُه حسن، ورجالُه ثِقات. و"سنن الترمذي" أبواب الفِتن، باب ما جاء في الخلافة، ر: ٢٢٢٦، صـ٥١١. [قال أبو عيسى:] "وهذا حديثٌ حسن، قد رواه غير واحدٍ عن سعيد بن جمهان، ولا نعرفه إلّا من حديثه".

حضرت سعید بن جمہان مزید فرماتے ہیں، کہ میں نے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے گذارش کی، کہ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ نہیں ہیں! تو انہوں جواب دیا کہ «كَذَبَتْ أَسْتَاهُ بَنِي الزَّرْقَاءِ، يَعْنِي بَنِي مَرْوَانَ!»[1] "بنی زرقاء، یعنی بنو مروان جھوٹ کہتے ہیں!"۔

خلفائے راشدین پر نصرتِ الٰہی کا نُزول

(۲) حضرت سمُرہ بن جندُب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ ایک صاحب بارگاہِ رسالت میں عرض گزار ہوئے، کہ یارسولَ اللہ ﷺ! «إِنِّي رَأَيْتُ كَأَنَّ دَلْواً دُلِّيَ مِنَ السَّمَاءِ، فَجاءَ أبو بَكرٍ فَأَخَذَ بِعَرَاقِيهَا، فَشَرِبَ شُرْباً ضَعِيفاً، ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ فَأَخَذَ بِعَرَاقِيهَا، فَشَرِبَ حَتَّى تَضَلَّعَ، ثُمَّ جَاءَ عُثْمَانُ فَأَخَذَ بِعَرَاقِيهَا، فَشَرِبَ حَتَّى تَضَلَّعَ، ثُمَّ جَاءَ عَلِيٌّ فَأَخَذَ بِعَرَاقِيهَا، فَانْتَشَطَتْ وَانْتَضَحَ عَلَيْهِ مِنْهَا شَيْءٌ»[2].

"میں نے خواب دیکھا، کہ گویا آسمان سے ایک ڈول لٹکایا گیا ہے، حضرت ابوبکر صدیق آئے، اور اُس کو کناروں سے پکڑ کر اس میں سے بہت تھوڑا سا پیا، پھر حضرت عمر آئے، اور اُسے کناروں سے پکڑ کر پیا، یہاں تک کہ خوب شکم سیر ہوگئے، پھر حضرت عثمان آئے، اور اُس کے کناروں سے پکڑ کر پیا، یہاں تک کہ خوب شکم سیر ہوگئے، پھر حضرت علی آئے اور اُسے کناروں سے پکڑا تو وہ ڈول کچھ لرزا، اور اس میں سے کچھ پانی چھلک کر اُن پر آپڑا"۔

---

(۱) "سنن أبي داود" كتاب السنّة، باب في الخلفاء، ر: ٤٦٤٦، صـ٦٥٧.

(۲) "مسند الإمام أحمد" مسند البصريين، ومن حديث سمرة بن جندب عن النبي ﷺ، ر: ٢٠٢٤٢، ٣٣/ ٣٨٥. و"سنن أبي داود" كتاب السُنّة، باب في الخلفاء، ر: ٤٦٣٧، صـ٦٥٥، ٦٥٦. و"مجمع الزوائد" كتاب التعبير، باب فيما رآه النّبي ﷺ في المنام، ر: ١١٧٤٨، ٧/ ١٨٠. [قال الهيثمي:] "رواه أحمد ورجالُه ثِقاتٌ".

امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ اپنی شرح میں، اس حدیث پاک کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "وفي حديث سمُرة إشارةٌ إلى نزول النّصر من السّماء على الخلفاء"[۱] "حدیث سمُرہ رضی اللہ تعالی عنہ میں خلفائے راشدین پر، آسمان سے مدد و نصرتِ الٰہی کے نازل ہونے کا اشارہ ہے"۔

امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ اسی حدیث پاک کی شرح میں، حضرت سیّدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ کے دَورِ خلافت میں ہونے والے، فتنوں اور اختلاف کی طرف اشارہ کرنے کے بعد لکھتے ہیں: "فإنّ النّاسَ أجمعوا على خلافته"[۲] "بے شک لوگوں نے سیّدنا علی المرتضی رضی اللہ تعالی عنہ کی خلافت پر بھی اِجماع کیا"۔

پُرفتن دَور میں نیک وصالح خلیفہ

(۳) حضرت عبداللہ بن شقیق عقَیلی، حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے مؤذّن اَقرَع رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ "حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے مجھے اسقف پادری (یعنی بڑے عیسائی عالِم) کے پاس بھیجا، میں اُسے بلا کر لایا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اُس سے فرمایا: «وَهَلْ تَجِدُنِي فِي الْكِتَابِ؟» "کیا تم اپنی کتاب انجیل میں میرا ذکر پاتے ہو؟" اُس نے کہا کہ جی ہاں، حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: «كَيْفَ تَجِدُنِي؟» "میرا ذکر کیسے پاتے ہو؟" اس نے جواب دیا کہ میں آپ کو "قَرن" پاتا ہوں، حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اُس پر دُرّہ اٹھایا اور فرمایا: «قَرْنٌ مَهْ؟» "قَرن سے کیا مراد ہے؟" اس نے کہا کہ قَرنٌ سے مراد: مضبوط، امانتدار اور سخت مزاج ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: «كَيْفَ تَجِدُ الَّذِي يَجِيءُ مِنْ بَعْدِي؟» "جو میرے بعد خلیفہ ہوگا، اُسے تم انجیل میں کیسا پاتے ہو؟" اس پادری نے کہا کہ میں انہیں نیک خلیفہ پاتا ہوں، مگر وہ اپنے قرابتداروں پر بہت اِیثار کریں گے، حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے تین ۳ بار فرمایا: «يَرْحَمُ اللهُ عُثْمَانَ!» کہ "اللہ تعالی حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ پر رحم فرمائے!"۔

---

(۱) "فتح الباري" قوله باب نزع الذَنُوب والذَنُوبين من البئر بضعف، ر: ۷۰۱۹، ۱۲/ ٤١٤.

(۲) المرجع نفسه.

پھر فرمایا: «كَيْفَ تَجِدُ الَّذِي بَعْدَهُ؟» "جو اُس کے بعد خلیفہ ہوگا، اُسے تم انجیل میں کیسا پاتے ہو؟" اُس پادری نے کہا، کہ لوہے سے لگا ہوا۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سر پر ہاتھ رکھ کر اس سے فرمایا: «يَا دَفْرَاه! يَا دَفْرَاه!» "ارے بدبودار! ارے بدبودار!" وہ پادری عرض گزار ہوا، کہ اے امیر المؤمنین! وہ خلیفہ نیک آدمی ہے، لیکن انہیں خلیفہ ایسے وقت بنایا جائے گا، جب تلوار کھنچی ہوئی ہوگی، اور خون بہہ رہا ہوگا[1]۔

حضرت مَولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر مؤمن کے ولی (مددگار و محبوب) ہیں

(۴) حضرت سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «إِنَّ عَلِيّاً مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ، وَهُوَ وَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ بَعْدِي!»[2] "علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں (یعنی ہم دونوں کا مُعاملہ ایک سا ہے)، اور میرے بعد وہ ہر مؤمن کے ولی (مددگار و محبوب) ہیں" ؏

اصلِ نسلِ صفا، وجہِ وصلِ خدا　　بابِ فصلِ ولایت پہ لاکھوں سلام[3]

سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے خلیفہ بلافصل ہونے کی نفی فرمائی

(۵) حضرت عَمرو بن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسندِ حَسن روایت ہے، کہ جب امیر المؤمنین سیّدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ جمل میں فتحیاب ہوئے، تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: «أَيُّهَا النَّاسُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله تعالى عليه وسلم لَمْ يَعْهَدْ إِلَيْنَا فِي هَذِهِ الْإِمَارَةِ شَيْئًا، حَتَّى رَأَيْنَا مِنَ الرَّأْيِ أَنْ نَسْتَخْلِفَ أَبَا بَكْرٍ فَأَقَامَ

---

(١) "سنن أبي داود" كتاب السنّة، باب في الخلفاء، ر: ٤٦٥٦، صـ٦٥٨. ورِجالُه موثقون.

(٢) "سنن الترمذي" أبواب المناقب، مناقب علي بن أبي طالب رضي الله تعالى عنه، ر: ٣٧١٢، صـ٨٤٥. [قال أبو عيسى:] "هذا حديثٌ حسنٌ غريب، لا نعرفه إلّا من هذا الوجه، من حديث جعفر بن سليمان". و"السنن الكبرى" للنَّسائي، كتاب المناقب، فضائل علي رضي الله تعالى عنه، ر: ٨٠٩٠، ٧/ ٣٠٩.

(۳) "حدائق بخشش" حصّہ دُوم ۲، صـ۳۱۳۔

وَاسْتَقَامَ حَتَّى مَضَى لِسَبِيلِهِ»[1] "اے لوگو! نبئ اکرم ﷺ نے اس اِمارت (خلافت) کے مُعاملے میں ہمیں کوئی وصیت نہیں فرمائی، ہم لوگوں نے اپنی رائے سے سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ بنایا، اور انہوں نے دین کی اِقامت واستقامت فرمائی، حتی کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وصال فرما گئے"۔

اس حدیث پاک میں ان رافضیوں کا رَد ہے، جو کہتے ہیں کہ نبئ کریم ﷺ نے اپنے وصال شریف سے قبل، سیّدنا علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے خلافت کی وصیت فرمائی تھی۔ مذکورہ بالا روایت میں امیر المؤمنین سیّدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنفس نفیس خود اپنے لیے خلافتِ بلافصل کی، نہ صرف نفی فرمارہے ہیں، بلکہ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بطور خلیفہ انتخاب میں، اپنی رضا وخوشی کا اظہار بھی فرمارہے ہیں۔

علاوہ ازیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ بات ممکن ہی نہیں تھی، کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے وصیتِ خلافت کے ہوتے ہوئے، وہ خود خلیفہ بن جاتے! بلکہ وہ تو یقیناً یہی پسند کرتے، کہ اگر اَمرِ خلافت میں رسول اللہ ﷺ سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے کوئی وصیت ہوتی، تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مُطیع وفرمانبردار ہوجائیں!۔

اسی طرح رافضی لوگ حضرت سیّدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ بلافصل ہونے پر "بخاری" و"مسلم" کی یہ حدیث بھی پیش کرتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا: «أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى، إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي!»[2] "تم کو مجھ سے وہی نسبت ہے، جو حضرت ہارون کو حضرت موسیٰ سے تھی، مگر یہ کہ ہارون نبی ہیں، اور میرے بعد کوئی نبی نہیں!"۔

---

(١) "الاعتقاد" للبَيهقي، باب اجتماع المسلمين على بيعة أبي بكر الصديق رضي الله عنه، صـ٣٥٧. و"تاريخ الإسلام" للذهبي، باب أنّ النبيَّ ﷺ لم يستخلف ولم يوصِ إلى أحدٍ بعينه، بل نبّه على الخلافة بأمر الصّلاة، ١/ ٥٨٤، ٥٨٥. [قال الذهبي:] "إسنادُه حسن".

(٢) "صحيح البخاري" كتاب المغازي، باب غزوة تبوك وهي غزوة العسرة، ر: ٤٤١٦، صـ٧٤٩. و"صحيح مسلم" كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل علي بن أبي طالب رضي الله عنه، ر: ٦٢١٧، صـ١٠٥٩.

حضرت امام نَووی شافعی، حضرت امام قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہما کے حوالے سے، اس حدیث پاک کی شرح میں تحریر کرتے ہیں: "هذا الحديثُ مما تعلّقت به الروافضُ والإماميّةُ وسائرُ فِرق الشّيعة في أنّ الخلافةَ كانت حقّاً لعليٍّ، وأنّه وصَى له بها، قال: ثمّ اختلف هؤلاء، فكفّرت الروافضُ سائرَ الصّحابة في تقديمهم غيرَه، وزاد بعضُهم فكفّر عليّاً؛ لأنّه لم يَقُم في طلب حقّه"[1].

"اس حدیث پاک سے روافض، اِمامیہ اور شیعہ فرقہ سے تعلق رکھنے والے تمام لوگ، یہ دلیل پکڑتے ہیں کہ خلافت مَولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حق ہے، اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے اس کی وصیت فرمائی تھی۔ قاضی عیاض مزید فرماتے ہیں، کہ ان کے مابین اس بات پر بھی اختلاف ہے، کہ (معاذاللہ) تمام صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کافر ہیں؛ کیونکہ ان حضرات نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے کو خلیفہ مان لیا، اور بعض روافض نے تو (تمام حدیں پار کرتے ہوئے) اسی سبب سے مَولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھی تکفیر کی؛ کہ انہوں نے اپنی خلافت کے لیے، دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے جنگ کیوں نہیں کی؟!" ع

لَأَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ تھا وعدۂ اَزلی   نہ منکِروں کا عَبَث بدعقیدہ ہونا تھا[2]

اور یہ عقیدہ تو سارے روافض کا ہے، کہ حضرت سیّدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تقیّہ (بہانہ بازی اور بزدلی) کرکے دَب گئے، اور دیگر خلفاء کے ہاتھوں پر بیعت کی تھی (نعوذ باللہ!)، حالانکہ شیر نہ تقیّہ کرتا ہے، اور نہ ہی مظلوم ہوتا ہے!۔ جبکہ روافض کا یہ استدلال بالکل غلط ہے؛ کیونکہ اس حدیث شریف میں وقتی وعارضی

---

(١) "شرح صحيح مسلم" للنوَوي، كتاب فضائل الصّحابة، باب من فضائل علي بن أبي طالب رضي الله تعالى عنه، ر: ٦٢١٧، ١٥/ ١٧٤.

(۲) "حدائق بخشش" حصّہ اوّل، ص۴۶۔

خلافت کا ذکر ہے، جو حضور اکرم ﷺ نے سفر پر روانگی کے وقت، اپنی حیاتِ طیّبہ میں آپ رضی اللہ تعالی عنہ کو عطا فرمائی تھی، جو سفر سے واپسی پر ختم ہوگئی، لہذا اسے دلیل نہیں بنایا جاسکتا۔

ملّا علی قاری رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں: "إنّ الخلافةَ الجزئيّةَ في حياته، لا تدلّ على الخلافة الكُلّية بعد مماته"[1] "نبیٔ کریم ﷺ کی حیاتِ طیّبہ میں خلافتِ جزئیہ (عارضی)، آپ ﷺ کی وفات کے بعد، خلافتِ کلّیہ پر دلالت نہیں کرتی"۔

حدیث پاک میں حضرت ہارون علیہ السلام کے ساتھ مُشابہت، صرف اس عارضی وقتی خلافت میں ہے، تشبیہِ مطلق نہیں، بلکہ تشبیہ مقیّد ہے، حضور اکرم ﷺ نے صرف مدینہ منوّرہ کی حفاظت کا، حضرت سیّدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ کو خلیفہ بنایا تھا، نماز کا امام نہیں بنایا تھا، بلکہ اس کے لیے حضرت سیّدنا ابن امّ مکتوم رضی اللہ تعالی عنہ کو مقرّر فرمایا تھا، لہٰذا خلافتِ بلافصل کو، اس حدیث پاک سے دُور کا بھی تعلّق نہیں!۔

سیّدنا علی المرتضی رضی اللہ تعالی عنہ کا اپنے بعد کسی کو خلیفہ مقرّر نہ فرمانا

(٦) حضرت سیّدنا ابووائل رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، کہ سیّدنا علی مرتضی رضی اللہ تعالی عنہ کی بارگاہ میں عرض کی گئی، کہ آپ اپنے بعد ہم پر کسی کو خلیفہ کیوں مقرّر نہیں فرماتے؟ آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: «مَا اسْتَخْلَفَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأَسْتَخْلِفُ، وَلَكِنْ إِنْ يُرِدُ اللهُ بِالنَّاسِ خَيْرًا، فَسَيَجْمَعُهُمْ بَعْدِي عَلَى خَيْرِهِمْ، كَمَا جَمَعَهُمْ بَعْدَ نَبِيِّهِمْ عَلَى خَيْرِهِمْ»[2] "جب رسول اللہ ﷺ نے خلیفہ مقرّر نہیں فرمایا، تو میں کیسے مقرّر

---

(١) "مرقاة المفاتيح" كتاب الفضائل، باب مناقب علي بن أبي طالب رضي الله عنه، ٩/ ٣٩٣٢.

(٢) "مسند البزّار" مسند علي بن أبي طالب رضي الله عنه، ومما روى شقيق بن سلمة عن علي رضي الله تعالى عنه، ر: ٥٦٥، ٢/ ١٨٦. و"مستدرَك الحاكم" كتاب معرفة الصحابة رضي الله تعالى عنهم، أمّا حديث ضمرة وأبو طلحة، ر: ٤٤٦٧، ٣/ ٨٤. [قال الحاكم:] "هذا حديثٌ صحيحُ الإسناد ولم يخرجاه". [وقال الذهبي:] صحيحٌ. و"مجمع الزوائد" كتاب المناقب، باب جامع في فضله، ر: =

کردوں؟ ہاں اگر اللہ تعالی نے لوگوں کی خیر چاہی، تو انہیں اپنے میں سے کسی بہتر کے خلیفہ بنانے پر مجتمع کردے گا، جیساکہ رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے بہتر شخصیت کے خلیفہ بنانے پر لوگوں کو مجتمع کردیا"۔

جنگِ جمل کی طرف اشارہ

(۷) ام المؤمنین سیّدہ امّ سلَمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت، کہ رسول اللہ ﷺ نے جب امّہات المؤمنین کے خروج کا ذکر کیا، تو حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا مسکرائیں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: «انْظُرِي يَا حُمَيْرَاءُ! أَنْ لَا تَكُونِي أَنْتِ!» "اے حمَیرا دھیان رکھنا! کہیں وہ تم ہی نہ ہو!" پھر حضور اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا: «إِنْ وُلِّيتَ مِنْ أَمْرِهَا شَيْئاً، فَارْفُقْ بِهَا!»[1] "اگر تم جنگ میں عائشہ پر قابو پالو، تو اس سے نرمی کا برتاؤ کرنا!"۔

حضرت سیّدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ کے اَوصافِ حمیدہ

(۸) حضرت ہبیرہ بن یریم سے روایت ہے، کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ تعالی عنہم کو (امیر المؤمنین سیّدنا علی کی شہادت کے بعد) لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے سنا، آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ! لَقَدْ فَارَقَكُمْ أَمْس رَجُلٌ مَا سَبَقَهُ الْأَوَّلُونَ، وَلَا يُدْرِكُهُ الْآخِرُونَ، وَلَقَدْ كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَبْعَثُهُ الْمَبْعَثَ فَيُعْطِيهِ الرَّايَةَ، فَمَا يَرْجِعُ حَتَّى يَفْتَحَ اللهُ عَلَيْهِ جِبْرِيل

=

١٤٣٣٤، ٩/٤٧. [قال الهيثمي:] "رواه البزّار ورجالُه رجالُ الصحيح، غير إسماعيل بن أبي الحارث، وهو ثقةٌ".

(١) "مستدرَك الحاكم" كتاب معرفة الصحابة رضي الله تعالى عنهم، وأمّا قصّة اعتزال محمد بن مَسلمة الأنصاري عن البيعة، ر: ٤٦١٠، ٣/١٢٩. [وقال الذهبي:] "عبد الجبّار لم يخرجا له". و"كتاب الأربعين في مَناقب أمّهات المؤمنين" لابن عساكر الشافعي، الحديث: ١١، ١/٧١. [قال ابن عساكر:] "هذا حديثٌ حسنٌ من رواية أمّ سلَمة هِندٍ زوجة النّبي ﷺ".

عَنْ يَمِينِهِ، وَمِيكَائِيلَ عَنْ شِمَالِهِ، مَا تَرَكَ بَيْضَاءَ وَلَا صَفْرَاءَ إِلَّا سَبْعَمِئَةِ دِرْهَمٍ فَضلَتْ مِنْ عَطَائِهِ، أَرَادَ أَنْ يَشْتَرِيَ بِهَا خَادِماً»[1].

"اے لوگو! گزشتہ کل ایک ایسا شخص تم سے جُدا ہوا، کہ نہ اوّلین اس سے آگے بڑھ سکے، نہ آخرین اسے پائیں گے! رسول اللہ ﷺ اسے میدانِ جہاد میں بھیجا کرتے، اس کے ہاتھ میں جھنڈا دیتے، اور وہ اس وقت تک واپس نہ کیا کرتا، جب تک اللہ تعالی اس کے ہاتھ پر فتح نصیب نہ فرما دیتا!۔ حضرت جبریل علیہ السلام اُس کے داہنی طرف رہتے تھے، اور حضرت میکائیل علیہ السلام اس کی بائیں طرف۔ اس نے اپنی وفات سے پہلے نہ چاندی چھوڑی نہ سونا، سوائے سات سو ۷۰۰ درہم کے، جو اُس کی عطا سے بچ گئے، جن سے اس کا ارادہ تھا کہ کوئی خادم خریدیں گے"۔

(١) "مصنَّف ابن أبي شَيبة" كتاب الفضائل، فضائل علي بن أبي طالب رضي الله تعالى عنه، ر: ٣٢١٠٥، ٦/ ٣٧١. و"صحيح ابن حِبّان" كتاب إخبار صلى الله عليه وسلم عن مناقب الصحابة رضي الله تعالى عنهم، ذكر وصف خروج علي بن أبي طالب رضي الله تعالى عنه برايته إلى أعداء الله الكفَرة، ر: ٦٩٣٦، ١٥/ ٣٨٣، ٣٨٤. هذا حديثٌ صحيح.

فصل ١٠
سیّدنا علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت، اقوالِ علماء کی روشنی میں

بیعتِ علی کی کیفیت

(١)ابن سعد بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ بیعت کی کیفیت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: "قَالُوا: لمّا قُتِلَ عُثْمَان رضي الله تعالى عنه يوم الجمعة، لثماني عشرة، ليلة مضت من ذي الحجّة، سنة خمس وثلاثين، وبُويِعَ لعلي بْن أبي طَالِب رضي الله تعالى عنه بالمدينة، الغد من يوم قتل عُثْمَان، بالخلافة، بايَعه طَلْحَةُ، والزبيرُ، وسعدُ بْن أَبِي وقاص، وسعيدُ بْن زَيْد بْن عَمْرو بْن نفيل، وعمّارُ بْن ياسر، وأسامةُ بن زَيْد، وسهلُ بْن حُنَيْف، وأبو أيّوب الْأَنْصَارِيّ، ومحمدُ بْن مَسلمة، وزيدُ بن ثابت، وخزيمةُ بن ثابت، وجميعُ مَن كان بالمدينة مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ الله صلى الله تعالى عليه وسلم وغيرهم"[١].

"لوگوں نے بیان کیا، کہ جب ١٨ ذی الحجہ، جمعہ ٣٥ سن ہجری کو، سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید کر دیے گئے، اور شہادتِ عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صبح مدینہ منوّرہ میں حضرت سیّدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں پر بیعت کی گئی، تب ان سے حضرات طلحہ، زبیر، سعد بن ابی وقاص، سعید بن زید بن عَمرو بن نُفیل، عمّار بن یاسر، اُسامہ بن زید، سہل بن حنَیف، ابو ایوب انصاری، محمد بن مَسلمہ، زید بن ثابت، خزَیمہ بن ثابت، اور اُن تمام اصحاب رسول وغیرہم نے بیعت کرلی، جو مدینہ منوّرہ میں موجود تھے۔

(١) "الطبقات الكُبرى" ذكر قتل عثمان بن عفّان وبيعة علي بن أبي طالب رضي الله تعالى عنهما، ٣/ ٣١.

دو مؤمن گروہ

(۲) "صحیح مسلم" "کتاب الزکاۃ میں حدیث مبارک ہے: «تَكُونُ فِي أُمَّتِي فِرْقَتَانِ، فَتَخْرُجُ مِنْ بَيْنِهِمَا مَارِقَةٌ، يَلِي قَتْلَهُمْ أَوْلَاهُمْ بِالْحَقِّ!»[1] "میری اُمّت میں دو۲ جماعتیں ہو جائیں گی، اور ان میں ایک گروہ نکلے گا (یعنی خلیفہ پر خروج کرے گا)، جو جماعت اس گروہ کو قتل کرے گی، وہ حق کے زیادہ قریب ہوگی!" (اور فریقِ ثانی بھی باطل نہیں، بلکہ مغفور ہے)۔

اس حدیث پاک کی شرح میں امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "إنّ علياً رضي الله عنه كان هو المُصيب المُحِق، والطائفةُ الأخرى أصحابُ مُعاوية رضي الله عنه كانوا بُغاةً متأوِّلين، وفيه التصريحُ بأنّ الطائفتَين مؤمنون، لا يخرجون بالقِتال عن الإيمان، ولا يَفسُقون، وهذا مذهبُنا ومذهب مُوافقِينا"[2] "حضرت سیّدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حق پر تھے، اور حضرت مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گروہ نے اجتہادی تاویل کے ساتھ اُن پر بغاوت کی تھی۔ اسی حدیث پاک میں یہ صراحت بھی ہے، کہ دونوں گروہ مؤمن ہیں، اور اس جنگ وقتال کے سبب، وہ لوگ ایمان سے خارج نہیں ہوئے، نہ فاسق ہوئے، یہی ہمارا اور ہمارے مُوافقین کا مذہب ہے"۔

سیّدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت برحق

(۳) امام شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "خِلَافَةُ عَلِيٍّ حَقٌّ، وَهُوَ إِمَامٌ رَاشِد"[3] "حضرت سیّدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت برحق ہے، اور وہ رُشد وہدایت والے امام وخلیفہ ہیں"۔

---

(۱) "صحيح مسلم" كتاب الزكاة، باب ذكر الخوارج وصفاتهم، ر: ۲٤٥۹، صـ٤۳۲.

(۲) "شرح صحيح مسلم" كتاب الزكاة، باب ذكر الخوارج وصفاتهم، ر: ۲٤٥۹، ۷/ ۱٦۸.

(۳) "المنتقى من منهاج الاعتدال" الفصل في علي بن أبي طالب رضي الله عنه، ۱/ ٤۰۲.

اَمرِ خلافت کے بارے میں وصیت کی تردید

(۴) ایک اَور مقام پر امام ذہبی رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا: "وعند الرافضة أباطيلُ في أنّ علياً رضي الله عنه عهدَ إليه"[1] "رافضیوں کے نزدیک اس بارے میں بہت سی جھوٹی اور بے اصل روایتیں ہیں، کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے اَمرِ خلافت کی وصیت فرمائی تھی"۔

منصبِ خلافت کے حقدار

(۵) امام ابن حجر مکّی رحمہ اللہ "صواعق محرقہ" میں تحریر فرماتے ہیں: "يجب الإيمانُ والمعرفةُ بأنّ خيرَ الخَلق وأفضلَهم، وأعظمَهم منزلَةً عِنْد الله بعد النّبيين والمرسَلين، وأحقَّهم بخلافةِ رسول الله صلى الله عليه وسلم: أبو بكرٍ الصّديق، عبدُ الله بن عثمان، وهو عتيقُ ابن أبي قُحافة رضي الله عنه... ثمّ من بعده على هذا الترتيب والصِّفة: أبو حفصٍ عمرُ بن الخطّاب رضي الله عنه وهو الفاروق. ثمّ من بعدهما على هذا الترتيب والنَّعت: عثمانُ بن عفّان، وهو أبو عبد الله وأبو عَمرو ذو النُّورَين. ثمّ على هذا النعت والصِّفة من بعدهم: أبو الحَسن علي بن أبي طالب رضي الله عنه"[2].

"واجب ہے ایمان لانا اور پہچاننا، کہ تمام جہان سے بہتر وافضل، اور خدا کے نزدیک مرتبہ میں سب سے بڑے، انبیاء ومرسَلین کے بعد، اور خلافتِ رسول اللہ کے سب سے زیادہ مستحق، ابو بکر صدیق عبد اللہ بن عثمان، اور وہ عتیق ابن ابی قحافہ رضی اللہ عنہ ہیں... پھر ان کے بعد اسی ترتیب وصفت پر عمر بن خطّاب ہیں رضی اللہ عنہ، پھر ان کے بعد اسی ترتیب ووصف پر عثمان بن عفّان، اور وہ ابو عبداللہ، ابو عَمرو اور ذوالنورین ہیں رضی اللہ عنہ، پھر اسی نعت ووصف پر اُن سب کے بعد ابو الحسن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں" ع

---

(۱) "تاريخ الإسلام" للذهبي، باب أنّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم لم يستخلف ولم يوص إلى أحد بعينه، ۱/ ۵۸۷.

(۲) "الصواعق المحرقة" خاتمة في أمور مهمّة، ۲/ ۷۰۷ ملتقطاً.

صدیق ہیں جانِ صداقت کی، فاروق ہیں شانِ عدالت کی
عثمان ہیں کانِ مُروّت کی، حیدر کی ولایت کیا کہنا![1]

(۱) "قبالۂ بخشش" ص۲۱۔

فصل ۱۱

سیّدنا امام حسن بن علی رضی اللہ تعالی عنہما کی خلافت، حدیث نبوی کی رَوشنی میں

امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ کی خلافت

(۱) حضرت سیّدنا سفینہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «الخِلاَفَةُ فِي أُمَّتِي ثَلاَثُونَ سَنَةً»(۱) "میری امّت میں خلافت تیس ۳۰ برس تک رہے گی"۔

تحقیقِ حساب کے مطابق، خلافتِ صدیقی دو ۲ سال چار ۴ ماہ، خلافتِ فاروقی دس ۱۰ سال چھ ۶ ماہ، خلافتِ عثمانی چند دن کم بارہ ۱۲ سال، اور خلافتِ حیدری چار ۴ سال نو ۹ ماہ۔ چاروں خلفائے راشدین کی مجموعی مدّتِ خلافت انتیس ۲۹ سال، سات ۷ ماہ، نو ۹ دن بنتی ہے، اس میں حضرت سیّدنا امام حسن مجتبی رضی اللہ تعالی عنہ کی خلافت کے پانچ ۵ ماہ مزید شامل کرنے سے، خلافتِ راشدہ کے تیس ۳۰ سال مکمل ہوجاتے ہیں۔ چونکہ سیّدنا امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ کی خلافت، سیّدنا علی المرتضی رضی اللہ تعالی عنہ ہی کی خلافت کا حصہ تھی، لہذا اس کا علیحدہ طور پر ذکر نہیں فرمایا گیا(۲)۔

---

(۱) "مسند الإمام أحمد" حديث أبي عبد الرحمن سفينة مولى رسول الله ﷺ، ر: ۲۱۹۲۸، ۳٦/ ۲۵٦. و"سنن الترمذي" أبواب الفِتن، باب ما جاء في الخلافة، ر: ۲۲۲٦، صـ۵۱۱. [قال أبو عيسى:] "هذا حديثٌ حسنٌ قد رواه غير واحد، عن سعيد بن جمهان، ولا نعرفه إلّا من حديثه". و"السُنّة" لابن أبي عاصم، باب في ذكر خلافة علي بن أبي طالب رضي الله عنه، ر: ۱۱۸۵، ۲/ ۵٦٤. و"السنن الكبرى" للنَّسائي، كتاب المناقب، أبو بكر وعمر وعثمان وعلي رضي الله تعالى عنهم، ر: ۸۰۹۹، ۷/ ۳۱۳.

(۲) انظر: "عمدة القاري شرح صحيح البخاري" كتاب بدء الخلق، باب مناقب قريش، ر: ۱۰۵۳، ۱٦/ ۷٤. و"الصواعق المحرقة" الخاتمة في بيان اعتقاد أهل السنّة والجماعة في الصحابة، ۲/ ٦۰۳.

مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں کے مابین صلح کروانے والا سردار

(۲) حضرت ابی بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے لیے ارشاد فرمایا: «إِنَّ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ، وَسَيُصْلِحُ اللهُ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ!»[1] "میرا یہ بیٹا سیّد وسردار ہے، عنقریب اللہ تعالی اس کے ذریعے، مسلمانوں کے دو ۲ بڑے گروہوں کے درمیان صلح کروائے گا"۔

حاکم جبیر بن نفیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہ میں نے امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی، کہ میں نے سنا ہے کہ آپ پھر خلافت کا ارادہ کر رہے ہیں؟ اس پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: «قَدْ كَانَ جَمَاجِمُ الْعَرَبِ فِي يَدِي يُحَارِبُونَ مَنْ حَارَبْتُ، وَيُسَالِمُونَ مَنْ سَالَمْتُ، تَرَكْتُهَا ابْتِغَاءَ وَجْهِ الله تَعَالَى، وَحَقْنَ دِمَاءِ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صلى الله تعالى عليه وسلم، ثُمَّ ابْتَزُّهَا بِاتِّيَاسِ أَهْلِ الْحِجَازِ»[2] "جب تمام اہلِ عرب کے سر میرے ہاتھ میں تھے، جس سے چاہتا لڑا دیتا، اور جس سے چاہتا صلح کرلیتا، اُس وقت بھی میری چاہت محض اللہ کی رضا تھی، اور اس خیال سے میں نے خلافت چھوڑ دی تھی، کہ نانا جان کی اُمّت کا خونِ ناحق نہ بہے، تو اَب اہلِ حجاز کی نااُمیدی کے باوُجود میں خلافت کیوں قبول کرنے لگا؟!"۔

---

(۱) "صحيح البخاري" كتاب الصلح، باب قول النّبي صلى الله تعالى عليه وسلم للحسن بن علي رضي الله تعالى عنهما، ر: ۲۷۰٤، صـ٤٤٢. و"سنن أبي داود" كتاب السنّة، باب ما يدل على ترك الكلام في الفتنة، ر: ٤٦٦٢، صـ٦٥٩، ٦٦٠. و"سنن الترمذي" أبواب المناقب، باب مناقب أبي محمد الحسن بن علي بن أبي طالب رضي الله تعالى عنهما، ر: ۳۷۷۳، صـ٨٥٧. [قال أبو عيسى:] "هذا حديثٌ حسنٌ صحيح".

(۲) "مستدرَك الحاكم" كتاب معرفة الصحابة، ومن فضائل الحسن بن علي بن أبي طالب رضي الله تعالى عنهما وذكر مولده ومقتله، ر:٤٧٩٥، ١٨٦/٣. [قال الحاكم:] "هذا إسنادٌ صحيحٌ على شرط الشيخين ولم يخرجاه". [وقال الذهبي:] "على شرط البخاري ومسلم". و"تاريخ الإسلام" للذهبي، الطبقة الخامسة، حرف الحاء، ٤٠٣/٢.

حضرت امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب سے صلح کی پیشکش

(۳) حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ سے روایت ہے، کہ حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہاڑوں جیسے لشکروں کے ساتھ، حضرت امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلے پر نکلے، تو حضرت عَمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: «إِنِّي لَأَرَى كَتَائِبَ لا تُوَلِّي حَتَّى تَقْتُلَ أَقْرَانَهَا!» "میں ایسے لشکروں کو دیکھ رہا ہوں، جو اپنے مدِمقابل کو مارے بغیر واپس لَوٹنے والے نہیں!"، حضرت امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: «إِنْ قَتَلَ هَؤُلاَءِ هَؤُلاَءِ، وَهَؤُلاَءِ هَؤُلاَءِ، مَنْ لِي بِأُمُورِ النَّاسِ؟ مَنْ لِي بِنِسَائِهِمْ؟ مَنْ لِي بِضَيْعَتِهِمْ؟» " اگر یہ لوگ اُن کو، اور وہ اِن کو مار ڈالیں گے، تو لوگوں پر حکمرانی، اُن کی عورتوں کی حفاظت، اور اُن کے بچوں کی نگہداشت کے لیے کون میرا ساتھ دے گا؟!"۔

پھر حضرت امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قریش میں سے بنو شمس کے دو ۲ آدمی: عبد الرحمن بن سمُرہ اور عبد الرحمن بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو، حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف بھیجا، اور کہا کہ اُن کے پاس جاکر عرض کرو، اور اُن سے پوچھو کہ وہ کیا چاہتے ہیں؟ ان دونوں حضرات نے امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آکر عرض کی، کہ آپ کا مطالبہ کیا ہے؟ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: «إِنَّا بَنُو عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، قَدْ أَصَبْنَا مِنْ هَذَا الْمَالِ، وَإِنَّ هَذِهِ الأُمَّةَ قَدْ عَاثَتْ فِي دِمَائِهَا» "ہم بنو عبد المطلب ہیں، اور ہم نے یہ مال پایا ہے، اور یہ قوم اپنے ہی خون میں لتھڑی ہوئی ہے" (یعنی اہلِ مدینہ وحجاز وعراق کے پاس جو کچھ سیّدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دَور سے چلا آرہا ہے، ان سے نہ چھینا جائے!) انہوں نے کہا کہ امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کو اتنا اتنا مال واَسباب وغیرہ پیش کش کرتے ہیں! اور آپ سے صلح کے طالب ہیں! سیّدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: «فَمَنْ لِي بِهَذَا؟» "اس مُعاملے میں میرا ضامن کون ہے؟" انہوں نے عرض کی کہ ہم اس مُعاملہ میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

ضامن ہیں! پھر سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ جو بات بھی دریافت کرتے، وہ سب کے جواب میں یہی کہتے (کہ ہم اس بات کے ضامن ہیں) لہٰذا امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر مُعاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کرلی[1]۔

امن کے علَم بردار

(۴) امام ابن سیرین تابعی رحمہ اللہ سے روایت ہے، کہ جب سیّدنا امام حسن اور سیّدنا امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان گفتگو ہوئی، تو سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: «مَا بَيْنَ جَابِرْسَ وَجَابِلْقَ رَجُلٌ جَدُّهُ نَبِيٌّ غَيْرِي، وَإِنِّي رَأَيْتُ أَنْ أُصْلِحَ بَيْنَ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ، وَكُنْتُ أَحَقَّهُمْ بِذَاكَ! أَلَا إِنَّا قَدْ بَايَعْنَا مُعَاوِيَةَ! وَلَا أَدْرِي لَعَلَّهُ فِتْنَةٌ لَكُمْ وَمَتَاعٌ إِلَى حِينٍ!»[2] "جابرس وجابلق (یعنی مشرق ومغرب) میں میرے سوا کوئی ایسا نہیں، جس کا نانا نبی ﷺ ہو، مگر میں چاہتا ہوں کہ اُمّتِ محمدیہ کے درمیان صلح ہو جائے، ان کی بہ نسبت میں اگرچہ اس خلافت کا زیادہ حقدار ہوں، لیکن سن لو! ہم نے حضرت مُعاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی! اور مجھے نہیں معلوم کہ یہ ایک مقرّر وقت تک تمھارے لیے، باعث آزمائش ہوگی، یا فائدہ مند!"۔

(١) "صحيح البخاري" كتاب الصلح، باب قول النّبي ﷺ للحسن بن علي رضي الله عنهما، ر: ٢٧٠٤، صـ١٠٥٩. و"مستدرَك الحاكم" كتاب معرفة الصحابة، ومن فضائل الحسن بن علي بن أبي طالب رضي الله عنهما وذكر مولده ومقتله، ر: ٤٨٠٨، ٣/ ١٩١. وسكتَ عنه الذهبيُّ في "التلخيص".

(٢) "فضائل الصحابة" للإمام أحمد، فضائل الحسن والحسين رضي الله عنهما، ر: ١٣٥٥، ٢/ ٧٦٩. و"المعجم الكبير" للطَبَراني، باب الحاء، محمد بن سِيرين عن الحسن بن علي رضي الله عنهما، ر: ٢٧٤٨، ٣/ ٨٧. رجالُه رجال الصحيح، وله طريقان، والحديث صحيحٌ.

فصل ١٢

سیّدنا امام حسن بن علی رضی اللہ تعالی عنہ کی خلافت، اقوالِ علماء کی رَوشنی میں

خلافت کے سب سے زیادہ حقدار، اور دستبرداری کا اصل سبب

(١) علاّمہ شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی رحمہ اللہ تعالی، سیّدنا امام حسن اور سیّدنا امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالی عنہما کی باہمی صلح کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں: "وكان الحسنُ أحقَّ النّاسِ بهذا الأمرِ، فدَعاه ورعُه إلى ترك المُلك، رغبةً فيما عند الله، ولم يكن ذلك لعلّةٍ ولا لقلّة!"[١] "خلافت کے سب سے زیادہ حقدار حضرت سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ تعالی عنہما تھے، لیکن ان کے تقویٰ وپرہیزگاری، اور رغبت اِلی اللہ نے انہیں دنیاوی حکومت سے دُور رکھا، آپ کی طرف سے صلح کی پیشکش کسی کمزوری اور قلّتِ لشکر کے سبب نہیں تھی!"۔

آخری خلیفۂ راشد

(٢) امام ابن حجر مکّی رحمہ اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں: "هو آخرُ الخلفاء الرّاشدين بنصّ جدِّه ﷺ، وليِّ الخلافة بعد قتل أبيه، بمُبايعة أهل الكوفة"[٢] "سیّدنا امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ اپنے نانا جان ﷺ کے فرمان کے مطابق، آخری خلیفۂ راشد ہیں، جو اپنے والد گرامی مَولا علی رضی اللہ تعالی عنہ کی شہادت کے بعد، اہلِ کوفہ سے بیعت لے کر خلیفۃ المسلمین منتخب ہوئے"۔

---

(١) "إرشاد السّاري شرح صحيح البخاري" كتاب المناقب، باب علامات النبوّة في الإسلام، ر: ٣٦٢٨، ٦/ ٦٩.

(٢) "الصواعق المحرقة" الباب ١٠ في خلافة الحسن وفضائله، الفصل ١ في خلافته، ٢/ ٣٩٧.

اجر وثواب کے زیادہ مستحق

(۳) امام زرقانی رحمہ اللہ، سیّدنا امام حسن اور سیّدنا امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالی عنہما کے مابین، خلافت سے متعلق رُونما ہونے والے فتنے، اور اس کے حکمِ شرعی کے بارے میں لکھتے ہیں: "إنّه لم يخرج أحدٌ من الطائفتَين في تلك الفتنة، من قولٍ أو فعلٍ عن الإسلام؛ إذ إحدى الطائفتَين مُصيبةٌ، والأخرى مُخطِئةٌ مأجورة"[1] "اس فتنے میں دونوں گروہوں میں سے کوئی بھی مسلمان، قولاً یا فعلاً اسلام سے خارج نہیں ہوا، سوائے اس کے کہ ان میں سے ایک گروہ حق پر تھا، اور دوسرا خطا پر ہونے کے باوُجود، اَجر وثواب کا مستحق ہے"۔

(۱) "شرح الزرقاني على المواهب" الفصل في إنبائه ﷺ بالأنباء المغيبات، ١٠/ ١٤٧.

بابِ ہفتم ۷

سیّدنا امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کا مقام و مرتبہ

باب ۷

سیّدنا امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام ومرتبہ

فصل اوّل

حضرت امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، قرآن کریم کی روشنی میں

حضرت سیّدنا امیر مُعاویہ بن ابی سفیان اُموی قریشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، بعثتِ نبوی سے پانچ ۵ برس پہلے پیدا ہوئے۔ آپ حلیم الطبع حساب دان تھے، آپ طویل القامت شخصیت کے مالک تھے، آپ کا رنگ گورا تھا، نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابی اور کاتب تھے[1]۔

حضرت سیّدنا امیر المؤمنین فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے، حضرت سیّدنا امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملکِ شام کا حاکم بنایا، آپ چالیس ۴۰ برس وہاں کے حاکم رہے، حضرت سیّدنا امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے آپ کے حق میں خلافت سے دستبرداری اختیار کرتے ہوئے آپ سے صلح فرمائی۔ آپ کی وفات ۴رجب ۶۰ سن ہجری میں ہوئی، آپ نے ۷۸ برس عمر پائی، اور وقتِ وفات وصیت فرمائی، کہ میرے پاس نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کچھ ناخن مبارک ہیں، وہ بعدِ غسل میری آنکھوں پر رکھ دیے جائیں، اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چادر مبارک اور قمیص شریف ہے، مجھے حضور سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قمیص میں کفن دینا، پھر مجھے ارحم الراحمین کے سپرد کردینا[2]۔

---

(۱) انظر: "الإصابة في تمييز الصحابة" ر: ۸۰۸۷، ٦/ ۱۲۰.

(۲) المرجع نفسه، ٦/ ۱۲۰- ۱۲۱.

سیّدنا امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولایت اور حکمرانی

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ مَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا﴾[1] "اور جو ناحق مارا جائے، تو بے شک ہم نے اس کے وارث کو قابو دیا ہے"۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: "وقد أخذ الإمامُ الحبر ابن عباس مِن عموم هذه الآية الكريمة، ولايةَ معاويةَ السلطنةَ، وأنّه سيَملك؛ لأنّه كان وليَّ عثمانَ"[2] "حَبرِ اُمّت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے، اس آیت کریمہ کے عموم سے، سیّدنا مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولایت (حکومت) ثابت کی، کہ وہ عنقریب حکمران بنیں گے؛ کیونکہ وہ سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ولی (وارث) تھے"۔

(۱) پ ۱۵، بني إسرائيل: ۳۳.

(۲) "تفسير ابن كثير" پ ۱۵، بني إسرائيل، تحت الآية: ۳۳، ۵/ ۷۳.

فصل ۲

سیّدنا امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیثِ نبوی کی رَوشنی میں

سیّدنا امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فتحِ مکّہ سے قبل اسلام لانا

(۱) حضرت سیّدنا امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتحِ مکّہ سے قبل، اور صلحِ حدَیبیہ کے وقت مسلمان تھے، اس بات کی تائید "صحیح مسلم" کی اس روایت سے ہوتی ہے، جسے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے روایت کی، کہ حضرت امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے فرمایا: «أَعَلِمْتَ أَنِّي قَصَّرْتُ مِنْ رَأْسِ رَسُولِ الله ﷺ عِنْدَ الْمَرْوَةِ بِمِشْقَصٍ؟»[۱] "کیا آپ کو معلوم ہے کہ میں نے مَروہ کے پاس، رسول اللہ ﷺ کے بال شریف قینچی سے کترے تھے؟"۔

البتہ "صحیح بخاری" کی روایت میں مَروہ کا ذکر نہیں، چنانچہ امام بخاری حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں، کہ مجھ سے امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: «قَصَّرْتُ عَنْ رَسُولِ الله ﷺ بِمِشْقَصٍ»[۲] "میں نے رسول اللہ ﷺ کے بال مبارک قینچی سے کترے"۔

امام ابن حجر مکّی رحمہ اللہ تعالیٰ ان روایات کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں: "الدلالةُ على أنّه كان في عمرة القضية مسلماً؛ لأنّه ﷺ في حجّة الوداع حلقَ بمِنى إجماعاً... لم يقصر في حجّة الوَداع أصلاً، فتعيّن أنّ ذلك التقصيرَ إنّما كان في العمرة"[۳] "یہ دونوں روایتیں اس

---

(۱) "صحيح مسلم" كتاب الحج، باب جواز تقصير المتعمر من شعره، ر: ۳۰۲۱، صـ۵۲۹. و"سنن النَّسائي" كتاب مناسك الحج، التمتع، ر: ۲۷۳۸، صـ۳۷۸.

(۲) "صحيح البخاري" كتاب الحج، باب الحلق والتقصير عند الإحلال، ر: ۱۷۳۰، صـ۲۷۹.

(۳) "تطهير الجنان" لابن الحجر، الفصل ۱ في إسلام معاوية رضي الله عنه، صـ۴۰ ملتقطاً.

بات پر دلیل ہیں، کہ حضرت امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ "واقعۂ عمرہ" کے وقت مسلمان تھے؛ کیونکہ مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حجۃ الوَداع میں بال مبارک نہیں کتروائے تھے، بلکہ بالاتفاق آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مِنی میں بال منڈوائے تھے، لہذا یہ امر متعیّن ہوگیا کہ بال مبارک کتروانا، صرف عمرہ کے موقع پر ہوا تھا"۔

اور **اگر یہ کہا جائے** کہ امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے فتح مکہ سے قبل، اسلام لانے کا مَوقف اُس صحیح حدیث کے مخالف ہے، جس میں حضرت سیّدنا سعد بن ابی و قاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایّامِ حج میں عمرہ کرنے سے متعلق پوچھا گیا، تو آپ نے فرمایا: «فَعَلْنَاهَا وَهَذَا يَوْمَئِذٍ كَافِرٌ بِالْعُرُشِ، يَعْنِي بُيُوتَ مَكَّةَ»[1] "ہم نے تمتع کیا، اور یہ (یعنی امیر مُعاویہ) اس وقت مکۃ المکرمہ کے مکانوں میں حالتِ کفر میں تھے"۔ تو **اس کا جواب** یہ ہے، کہ سیّدنا امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چونکہ اپنا اسلام لانا پوشیدہ رکھا تھا، اس لیے ممکن ہے کہ سیّدنا سعد بن ابی و قاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو، ان کے اسلام لانے کی خبر نہ ہوئی ہو، اور ان کا یہ فرمان سیّدنا امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ظاہری حال کے مطابق ہو، لہذا دونوں حدیثوں میں باہم کوئی تعارُض نہیں۔

سیّدنا امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کاتبِ وحی

(۲) حضرت سیّدنا ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، کہ سیّدنا ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبئ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی کہ "مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنا کاتب بنا لیجیے، نبئ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: «نَعَمْ»[2] "ہاں!"۔

حضرت امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں، سیّدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہی سے ایک اَور روایت میں ہے: «وَكَانَ يَكْتُبُ الْوَحْيَ»[3] "مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وحی لکھا کرتے تھے"۔

---

(۱) "صحيح مسلم" كتاب الحج، باب جواز التمتُّع، ر: ۲۹٦۹، صـ۵۲۰.

(۲) "صحيح مسلم" كتاب فضائل الصحابة، باب فضائلِ أبي سُفيان بن حَربٍ رضي الله عنه، ر: ٦٤٠٩، صـ۱۱۰۱.

(۳) "دلائل النُبوّة" للبَيهقي، باب ما جاء في دعائه صلى الله عليه وسلم على من أكل بشماله، ٦/ ٢٤٣. و"تاريخ الإسلام" للذهبي، حرف الميم، معاوية بن أبي سفيان رضي الله عنهما، ٢/ ٥٤٠.

اس روایت سے سیّدنا امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کاتبِ وحی ہونا ثابت ہوتا ہے، سیّدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اس قول کے بارے میں، امام ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "وقد صحّ عن ابن عبّاس رضي الله تعالى عنهما"(۱) "حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جو یہ روایت ہے، وہ صحیح ہے"۔

ہادی، مَہدی اور دوسروں کے لیے ذریعۂ ہدایت

(۳) حضرت سیّدنا عبد الرحمن بن ابی عمیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں، کہ مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے، حضرت مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے اس طرح دعا فرمائی: «اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِياً مَهْدِيّاً وَاهْدِ بِهِ!»(۲) "اے اللہ! مُعاویہ کو ہادی، مَہدی (ہدایت یافتہ) اور دوسروں کے لیے ذریعۂ ہدایت بنا!"۔

امام مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "لَوْ رَأَيْتُمْ مُعَاوِيَةَ لَقُلْتُمْ: هَذَا الْمَهْدِيُّ"(۳) "اگر تم مُعاویہ کو دیکھتے، تو کہہ اٹھتے کہ یہ واقعی ہدایت یافتہ ہیں!"۔

حضرت امیرِ مُعاویہ کو قرآنِ کریم اور حساب کا علم عطا فرمایا

(۴) روایات میں آتا ہے، کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے دعا فرمائی: «اللَّهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ وَالْحِسَابَ!»(٤) "اے اللہ! مُعاویہ کو قرآن اور حساب کا علم عطا فرما!"۔

---

(١) "تاريخ الإسلام" للذهبي، حرف الميم، معاوية بن أبي سفيان رضي الله تعالى عنهما، ٢/ ٥٤٠.

(٢) "مسند الإمام أحمد" حديث عبد الرحمن بن أبي عميرة، ر: ١٧٨٩٥، ٢٩/ ٤٢٦. و"سنن الترمذي" أبواب المناقب، ر: ٣٨٤٢، صـ٨٦٩. [قال أبو عيسى:] "هذا حديثٌ حسنٌ غريب".

(٣) "السُنّة" لابن الخلال، ذكر أبي عبد الرحمن معاوية بن أبي سفيان وخلافته، ر: ٦٦٩، ٢/ ٤٣٨.

(٤) "فضائل الصحابة" للإمام أحمد، فضائل معاوية بن أبي سفيان رضي الله تعالى عنهما، ر: ١٧٤٨، ٢/ ٩١٣. و"تاريخ الإسلام" للذهبي، حرف الميم، ٤/ ٣٠٩. [قال الذهبي:] "هذا الحديث رُواتُه ثِقاتٌ، لكن اختلفوا في صحبة عبد الرحمن، والأظهر أنّه صحابيٌّ، روى نحوه من وجوه أخر". و"البداية والنهاية" ترجمة معاوية وذكر شيءٍ من أيّامه وما ورد في مناقبه وفضائله، ٨/ ١٢٩. [قال ابن كثير:] "قال ابن عساكر: وهذا غريبٌ والمحفوظ بهذا الإسناد حديثُ =

پہلا سمندری جہاد کرنے والوں پر جنّت واجب ہے

(۵) حضرت سیّدہ امّ حرام رضی اللہ تعالی عنہا کہتی ہیں، کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو فرماتے سنا: «أَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُونَ البَحْرَ، قَدْ أَوْجَبُوا!» "میری امّت میں سے پہلا لشکر جو سمندری جہاد کرے گا، اس پر جنّت واجب ہے!"۔ امّ حرام کہتی ہیں کہ میں نے عرض کی، کہ کیا میں اُس لشکر میں ہوں گی؟ فرمایا: «أَنْتِ فِيهِمْ!» [1] "ہاں تم بھی اُن میں ہوگی!"۔

حضرت خالد بن معدان رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں: "أوّلُ مَن غزا البحرَ: مُعاويةُ في زمن عثمان رضي الله تعالى عنهما" [2] "سب سے پہلے جنہوں نے سمندری جہاد کیا، وہ سیّدنا امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالی عنہ تھے، انہوں نے سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کے دَور میں یہ جہاد کیا"۔

امیر مُعاویہ ذریعۂ ہدایت ہیں

(۶) سیّدنا عمیر بن سعد رضی اللہ تعالی عنہ ارشاد فرماتے ہیں، کہ حضرت امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کا ذکر ہمیشہ خیر ہی سے کیا کرو؛ کیونکہ میں نے نبئ کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے: «اللَّهُمَّ اهْدِ بِهِ!» [3] "اے اللہ! مُعاویہ کو لوگوں کے لیے ذریعۂ ہدایت بنا!"۔

=

العرباض الذي تقدّم، ثمّ روى من طريق الطَبَراني عن أبي زرعة عن أبي مسهر عن سعيد عن ربيعة عن عبد الرّحمن بن أبي عميرة المزني".

(۱) "صحيح البخاري" باب ما قيل في قتال الروم، ر: ۲۹۲٤، صـ۴۸۳. و"مستدرَك الحاكم" كتاب الفِتن والمَلاحم، وأمّا حديث عقيل بن خالد، ر: ۸٦٦۸، ٤/ ۵۹۹.

(۲) "فتح الباري" لابن حجر، كتاب الاستئذان، باب مَن زار قوما فقال عندهم، تحت ر: ٦۲۸۲، ۱۱/ ۷۵.

(۳) "سنن الترمذي" أبواب المناقب، باب مناقب معاوية بن أبي سفيان رضي الله عنهما، ر: ۳۸٤۳، صـ۸٦۹. [قال أبو عيسى:] "هذا حديثٌ غريب، وعَمرو بن واقد يضعَّف". و"جامع
=

منصب حکومت کے لیے سب سے زیادہ اہل شخصیت

(۷) حضرت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: «مَا رَأَيْتُ رَجُلاً كَانَ أَخْلَقَ لِلْمُلْكِ، مِنْ مُعَاوِيَةَ»[1] "میں نے (خلفائے راشدین کے بعد) حکومت کے لیے، مُعاویہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ مناسب کسی کو نہیں پایا"۔

=

الأصول" للجزري، الكتاب الأوّل في الفضائل والمناقب، معاوية بن سفيان رضي الله عنهما، ر: ٦٦٥٧، ٩/ ١٠٧.

(١) "جامع معمر بن راشد" باب ذكر الحسن رضي الله عنه، ر: ٢٠٩٨٥، ١١/ ٤٥٣. و"التاريخ الكبير" للبخاري، معاوية بن أبي سفيان بن حرب، ر: ١٤٠٥، ٧/ ٣٢٧. و"تاريخ الإسلام" للذهبي، باب الميم، معاوية بن أبي سفيان رضي الله عنهما، ١/ ٧٢٦. و"البداية والنهاية" ترجمة معاوية وذكر شيء من أيامه وما ورد في مناقبه وفضائله، ٨/ ١٤٣. إسنادُه صحيح. وأخرجه عبد الرزاق في مصنَّفه (برقم ٢٠٩٨٥). [انظر: "صحيح تاريخ الطَبَري" للبرزنجي، ذكر بعض ما حضرنا من ذكر أخباره وسيره، الخليفة المجاهد أمير المؤمنين معاوية بن أبي سفيان رضي الله عنهما، ٤/ ٤١].

فصل ۳

حضرت امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اقوالِ علماء کی روشنی میں

صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بُرا کہنے والوں پر اللہ کی لعنت

(۱) عظیم تابعی امام حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا گیا: "يا أبا سعيد! إنّ هاهنا قوماً يَشتمون أو يَلعنون معاويةَ وابنَ الزبير! فقال: على أولئك الذين يَلعنون لعنةُ الله!"[۱] "اے ابوسعید! یہاں کچھ لوگ حضرت مُعاویہ اور حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بُرا کہتے ہیں، ان پر لعنت کرتے ہیں! حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "ان لعنت کرنے والوں پر اللہ کی لعنت ہو!"۔

حضرت امیرِ مُعاویہ کو بُرا کہنے والے کو کوڑے

(۲) حضرت ابراہیم بن مَیسرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "ما رأيتُ عمرَ بن عبد العزيز ضربَ إنساناً قطّ، إلّا إنساناً شتمَ معاويةَ، فإنّه ضربَه أسواطاً"[۲] "میں نے حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو، کبھی نہیں دیکھا کہ کسی انسان کو مارا ہو، ہاں انہوں نے صرف اُسے کوڑے مارے جس نے حضرت مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بُرا کہا"۔

---

(۱) "تاريخ دِمشق" حرف الميم، معاوية بن صخر أبي سفيان بن حرب بن أميّة بن عبد شمس بن عبد مَناف، ٥٩/ ٢٠٦.

(۲) "تاريخ دِمشق" حرف الميم، معاوية بن صخر أبي سفيان بن حرب بن أميّة بن عبد شمس بن عبد مَناف، ٥٩/ ٢١١.

حضرت امیر مُعاویہ اصحابِ رسول کے لیے پردہ ہیں

(۳) حضرت ابو توبہ حلبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "معاويةُ سترٌ لأصحاب النّبي ﷺ، فإذا كشف الرجلُ السترَ اجترأ على ما وراءه"[1] "حضرت امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اصحابِ رسول ﷺ کے لیے پردہ ہیں، تو جب کوئی شخص پردے کو ہٹا دیتا ہے، تو اس کے پیچھے والی چیزوں پر بھی جسارت کرنے لگتا ہے"۔

اجتہادی خطا

(۴) حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "واعتقادُ أهلِ السنّة تزكيةُ جميع الصّحابة والثناءُ عليهم، كما أثنَى اللهُ جلّ جلاله ورسولُه ﷺ، وما جَرى بين معاويةَ وعليٍّ رضي الله تعالى عنهما، كان مبنيّاً على الاجتهاد، لا مُنازعةً من معاويةَ في الإمامة"[2] "اہلِ سنّت کا عقیدہ ہے: تمام صحابۂ کِرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو عادل سمجھنا، اور ان کی ایسی تعریف وتوصیف بیان کرنا، جیسے اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ نے بیان کی ہے، اور جو کچھ حضرت مُعاویہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان ہوا، وہ سب اجتہادی خطا پر مبنی تھا، نہ کہ منصبِ امامت پر کسی تنازع کے سبب"۔

رسول اللہ ﷺ کے سُسرالی رشتہ دار، اور وحی کے امین

(۵) امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "کسی نے حضرت مُعافی بن عمران سے پوچھا، کہ حضرت عمر بن عبد العزیز کا، حضرت سیّدنا امیر مُعاویہ کے مقابل کیا مقام ہے؟ اس پر حضرت مُعافی نے سخت جلال میں فرمایا: "لا يُقاس بأصحاب النّبي ﷺ أحدٌ! مُعاويةُ صاحبُه وصَهرُه وكاتبُه وأمينُه على وحي الله"[3] "حضور سیّدِ عالم ﷺ کے صحابہ پر کسی کو قیاس نہ کیا جائے!

---

(۱) المرجع نفسه، ۵۹/ ۲۰۹.

(۲) "إحياء علوم الدين" كتاب قواعد العقائد، الفصل ۳، الركن ٤، الأصل ۷، ۱/ ۱۳۷.

(۳) "الشفا" القسم ۲، الباب ۳، فصل، ۲/ ۳۵.

حضرت امیر مُعاویہ رضی اللہ عنہ صحابی ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سُسرالی رشتہ دار ہیں (یعنی زوجۂ محترمہ کے بھائی)، کاتبِ نبی، اور وحی کے امین ہیں!"۔

حضرت امیرِ مُعاویہ اور حضرت عمر بن عبد العزیز میں سے افضل کون؟

(۶) علّامہ علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "مشہور محدّث حضرت عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا، کہ حضرت مُعاویہ بن ابی سفیان اور حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ میں سے افضل کون ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: "الغبارُ الذي دخل في أنفِ فرسِ مُعاويةَ مع النّبي ﷺ، خيرٌ من مثلِ عمر بن عبد العزيز!"[۱] "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں، حضرت امیر مُعاویہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی ناک میں جو غُبار داخل ہوا، وہ بھی حضرت عمر بن عبد العزیز جیسے حضرات گرامی سے بہت بہتر ہے"؛ اس لیے کہ سیّدنا امیر مُعاویہ رضی اللہ عنہ صحابیِ رسول ہیں۔

مسلمان حضرت امیرِ مُعاویہ کے بارے میں صرف اچھی بات ہی کرتا ہے

(۷) امام ابنِ جَوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "ولا يقول في معاويةَ إلّا خير، ولا يدخل في شَيْء شجر بينهم، ويترحّم على جماعتهم"[۲] "مسلمان حضرت مُعاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں، صرف اچھی بات ہی کرتا ہے، وہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے باہمی اختلافات میں دخل نہیں دیتا، بلکہ تمام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے رحمت کی دعا کرتا ہے"۔

حضرت امیرِ مُعاویہ کی حکومت

(۸) حافظ ابنِ کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "معاويةُ فانعقدت الكلمةُ على معاوية، وأجمعت الرِّعايا على بيعتِه، في سنة إحدى وأربعين كما قدّمنا، فلم يزَل مستقلاًّ بالأمر

(۱) "مرقاة المفاتيح" شرح مقدمة المشكاة، ۱/ ۸۳.

(۲) "المنتظم في تاريخ الملوك والأمم" ثمّ دخلت سنة ثلاث وثلاثين وأربعمئة، سقوط قنطرة بني زريق، ۱۵/ ۲۸۱.

في هذه المدّة إلى هذه السَنة، التي كانتْ فيها وفاتُه، والجهادُ في بلاد العَدوّ قائمٌ، وكلمةُ الله عالية، والغنائمُ ترِد إليه من أطراف الأرض، والمسلمون معه في راحةٍ وعدلٍ وصفح وعفو"[1]. "تمام رِعایا نے اکتالیس ۴۱ ہجری میں سیّدنا مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت پر اِجماع کیا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی وفات (ساٹھ ۶۰ سنِ ہجری) تک خود مختار حکمران رہے، آپ کے دَور میں دشمنانِ اسلام کے علاقوں میں جہاد جاری تھا، کلمۃُ اللہ بلند تھا، اور اَطرافِ عالَم سے مالِ غنیمت آپ کی خدمت میں پیش کیا جاتا تھا، مسلمان آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حکومت میں خوش وخرم تھے، انہیں عدل وانصاف مہیا تھا، اور حکومت کا ان کے ساتھ نہایت شفقت اور درگزر والا سُلوک تھا"۔

حضرت علی اور امیر مُعاویہ کی مُنازَعت خلافت پر نہیں تھی

(۹) امام ابن ہُمام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: "وما جرَى بين مُعاوية وعلي رضي الله تعالى عنهما، كان مبنيّاً على الاجتهاد، لا منازعة من معاويةَ في الإمامة؛ إذ ظنّ عليٌّ رضي الله تعالى عنه أنّ تسليمَ قَتلَةِ عثمانَ مع كثرةِ عشائرهم واختلاطِهم بالعسكر، يؤدّي إلى اضطراب أمر الإمامة، خصوصاً في بدايتها، فرأى التأخيرَ"[2]. "حضرت سیّدنا علی اور حضرت امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی مُنازَعت (اختلاف) امام وخلافت پر نہیں، اجتہادی خطا پر مبنی تھی، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خیال تھا کہ قاتلانِ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبائل کی کثرت ہے، اور وہ لوگ فوج میں بھی کثرت سے داخل ہوگئے ہیں، اگر ان کے خلاف کوئی فوری کاروائی کی جاتی ہے، تو اس سے نظامِ خلافت درہم برہم ہوجائے گا! لہٰذا اس کاروائی کے لیے کچھ تاخیر زیادہ مناسب ہے!"۔ جبکہ امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے اس کے برعکس، فوری کاروائی پر تھی۔

---

(١) "البداية والنهاية" سنة ستّين من الهجرة النبويّة، وهذه ترجمة معاوية رضي الله تعالى عنه وذكر شيءٍ من أيّامه ودولته وما ورد في مناقبه وفضائله رحمه الله تعالى، ٨/ ١١٩.

(٢) "المسايَرة" صـ٣١٤، ٣١٥.

حضرت امیرِ مُعاویہ پر جو طعن کرے، وہ جہنم کا کُتا ہے

(۱۰) علّامہ شہاب الدّین خَفاجی "نسیم الریاض شرح شفائے قاضی عیاض" میں فرماتے ہیں:

"مَن يكُن يَطعن في معاويةَ، فذلك كلبٌ من كلاب الهاوية"[1] "حضرت امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر جو طعن کرے، وہ جہنم کا کُتا ہے"۔

(۱) "نسيم الرياض" القسم ۳ فيما يجب على الأنام من حقوقه ﷺ، الباب ۳ في تعظيم أمره، فصل ومن توقيره ﷺ وبرّه، ٤/ ٥٢٥.

بابِ ہشتم ۸

خلفائے راشدین اور سیّدُنا امیر مُعاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہُم کے کارہائے نمایاں

باب۸

خلفائے راشدین اور سیّدُنا امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے کارہائے نمایاں

فصل اوّل

سیّدُنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بحیثیت خلیفہ خدمات اور کارنامے

سب سے پہلے خلیفۂ راشد، امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدّتِ خلافت صرف دو ۲ سال چار ۴ ماہ ہے، لیکن اس قلیل مدّت میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ عظیم الشان کامیابیاں حاصل کیں، کہ ان کو پڑھ کر انسان حیران رہ جاتا ہے، امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دَورِ خلافت کا بیشتر حصہ، اندرونی اور بیرونی دشمنوں پر قابو پانے میں صَرف ہوا، اِرتِداد کا فتنہ پیدا ہوا، بغاوت کے آثار ظاہر ہوئے، لیکن اس کے باوجود سیّدُنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملکی نظم ونسق سے غافل نہیں رہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی قوّت ایمانی اور فہم وفراست سے خلافتِ اسلامیہ کو انتہائی مضبوط ومستحکم بنیادوں پر قائم کرنے کے لیے، متعدّد اِقدامات اور کارنامے انجام دیے، جن میں سے چند حسبِ ذیل ہیں:

(۱) سیّدُنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دَورِ خلافت میں، انتظامی اُمور کو بہتر بنانے کے لیے ایک کابینہ تشکیل دی، اور انہیں مختلف ذمہ داریاں سونپیں[۱]۔

(۲) فتنۂ اِرتِداد کا قلع قمع کرنے کے لیے عرب قبائل سے جنگ کی، یہاں تک کہ تمام جزیرۂ عرب اسلامی حکومت کا مطیع وفرمانبردار ہو گیا[۲]۔

---

(١) "سير أعلام النبلاء" سير الخلفاء الراشدين، أبو بكر الصديق خليفة رسول الله ﷺ، ٢/ ٣٦٥، ٣٦٦.

(٢) "تاريخ ابن خلدون" الخلافة الإسلامية، بعث الجيوش للمرتدين، ٢/ ٤٩٤.

(۳) بعض عرب قبائل نے جب زکاۃ کی فرضیت سے انکار کیا، تب سیّدُنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لشکر کشی کے ذریعے اس فتنے پر قابو پایا[۱]، اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس کا سدِّباب کر دیا؛ تاکہ قیامت تک کسی کو اسلامی اَحکام کی فرضیت سے انکار کی جرأت نہ ہو سکے!۔

(۴) مذکورہ فتنوں کی سرکوبی کے سلسلہ میں، ہونے والی جنگوں میں متعدِّد حُفّاظ کرام شہید ہوئے، لہٰذا قرآنِ کریم کی حفاظت کے پیشِ نظر، حضرت سیّدُنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے پر، تدوینِ قرآن کا حکم دیا[۲]۔

(۵) امیر المؤمنین سیّدُنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نازک ترین حالات میں، لشکرِ اُسامہ کی روانگی کا مشکل فیصلہ فرمایا، اس لشکر نے بَرق رفتاری سے سفر کرتے ہوئے، ملکِ شام کی بستیوں پر حملہ کیا، بہت سے کُفّار کو جہنم رسید کیا، سیّدُنا اُسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے لشکر سمیت بہت سامالِ غنیمت، اور فتح کی خوشخبری کے ساتھ تقریبًا چالیس ۴۰ روز میں واپس لَوٹ آئے[۳]۔

(۶) امیر المؤمنین سیّدُنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بغاوت وارتِداد کے فتنوں پر قابو پانے کے بعد عراق، شام اور فارس ورُوم کی طرف لشکر روانہ کیے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہدِ خلافت میں عراق اور شام کا بیشتر علاقہ فتح ہوا، نیز اسلامی لشکر نے متعدِّد جنگوں میں شاندار فُتوحات حاصل کیں، جن میں جنگ ذات سلاسل، فتحِ حیرہ، فتحِ اَنبار، فتحِ عین التمر، فتحِ دُومۃ الجندل، فتحِ حَصید، فتحِ خنافس، فتحِ مُصیخ، فتحِ بصرہ، فتحِ اُردن، اور فتحِ یرموک واَجنادَین میں، تقریبًا دو لاکھ چالیس ہزار فوجیوں پر مشتمل رُومی لشکر کو عبرتناک شکست، خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں[۴]۔

---

(۱) انظر: "صحيح البخاري" كتاب فضائل القرآن، باب جمع القرآن، ر:٤٩٨٦، صـ٨٩٤.

(٢) "تاريخ ابن خلدون" الخلافة الإسلامية، خبر طليحة، ٢/ ٤٩٦.

(٣) المرجع نفسه، الخبر عن الخلافة الإسلامية في هذه الطبقة، وما كان فيها من الردة والفتوحات، ٢/ ٤٨٩، ٤٩٠.

(٤) "الكامل في التاريخ" لابن الأثير، ثمّ دخلت سنة اثنتي عشرة، ٢/ ٢٣٥ـ٢٦١ ملتقطاً.

فصل ۲

سیّدُنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بحیثیت خلیفہ خدمات اور کارنامے

دوسرے خلیفۂ راشد، امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدّتِ خلافت دَس ۱۰ سال، پانچ ۵ ماہ اور اکیس ۲۱ دن ہے۔ آپ کے دَورِ خلافت میں مسلمانوں کو بے مثال فُتوحات اور شاندار کامیابیاں حاصل ہوئیں، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قیصر وکسریٰ (دو ۲ سپر پاوَر) کی سلطنتوں کو خاک میں رَوندتے ہوئے اسلام کا پرچم لہرایا، عراق، مصر، لیبیا، شام، ایران، خُراسان، مشرقی اناطولیہ، جنوبی آرمینیا، اور سجستان وغیرہ فتح ہو کر مملکتِ اسلامیہ کا حصہ بنے۔

سیّدی اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "روضۃ الاَحباب" کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ " فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دَور میں، ایک ہزار چھتیس شہر، مع مضافات فتح ہوئے، چار ہزار مساجد تعمیر ہوئی، ایک ہزار نوسو منبر تیار ہوئے "[1]۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دَورِ خلافت ہی میں یروشلم بھی فتح ہوا، اور مسلمانوں کا قبلۂ اوّل بیت المقدس یہودی تسلّط سے آزاد ہوا، اس طرح اسلامی مملکت کا کُل رقبہ بائیس ۲۲ لاکھ، اکاوَن ۵۱ ہزار، تیس ۳۰ مربع میل تک پھیل گیا۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شجاعت، بہادری اور عسکری صلاحیت کے ساتھ ساتھ، اپنی حُدودِ سلطنت کا انتظام، رِعایا کی جملہ ضروریات کی نگہداشت، اور دیگر اُمورِ سلطنت کو بھی خوش اُسلوبی اور انتہائی مہارت کے ساتھ نبھایا، نیز اس سلسلے میں شاندار اِقدامات فرمائے، جن میں سے بعض حسبِ ذیل ہیں:

---

(۱) "فتاوی رضویہ" کتاب الصلاۃ، باب الاَذان والاِقامۃ، رسالہ "منیر العین فی حکم تقبیل الاِبہامین" ۴/۴۳۷۔

(۱) لا وارث بچوں کی پرورش کے لیے وظائف مقرّر کیے[۱]۔

(۲) یتیم، مساکین اور بزرگ شہریوں کی مالی مدد کے لیے، بیت المال کا شعبہ قائم کیا[۲]۔

(۳)عدل وانصاف اور مقدّمات کے جلد فیصلوں کے لیے، مختلف شہروں میں عدالتیں قائم کیں[۳]۔

(۴) ہجری تقویم (کیلنڈر) کا اِجراء کیا، جو آج تک رائج ہے[۴]۔

(۵) سیّدُنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مَردم شماری کا اہتمام کیا[۵]۔

(۶)ملکی حالات وواقعات سے باخبر رہنے کے لیے، تیز ترین خبر رَسانی کا نظام قائم کیا[۶]۔

(۷)قیدیوں کے لیے جیل خانے بنوائے[۷]، اور پولیس ڈیپارٹمنٹ قائم کیا[۸]۔

(۸) مسافروں کی سہولت کے لیے مسافر خانے تعمیر کروائے[۹]۔

(۹) دینی مدارس قائم کیے، اور علمائے دین کے وظیفے بھی مقرّر فرمائے[۱۰]۔

---

(١) "مؤطا الإمام مالك" كتاب الأقضية، باب القضا في المنبوذ، ر: ١٤٨٢، ٢/ ٢٦٠.

(٢) "تاريخ الخلفاء" الخليفة ٢: عمر بن الخطّاب، صـ١١٠.

(٣) "الطبقات الكبرى" ذكر استخلاف عمر، ٣/ ٢١٤.

(٤) "تاريخ الخلفاء" الخليفة ٢: عمر بن الخطّاب، صـ١١٠.

(٥) "تاريخ الطَبَري" سنه ٢٣، حمله الدرة وتدوينه الدواوين، ٤/ ٢٠٩.

(٦) المرجع نفسه، سنه ١٧، ذكر خبر عزل خالد بن الْوَلِيد، ٤/ ٦٧.

(٧) "تفسير البَغَوي" پ ٦، المائدة، تحت الآية: ٣٣، ٢/ ٤٥.

(٨) "الطبقات الكبرى" عبد الله بن عتبة، ر: ٦٢٧، ٥/ ٤٣.

(٩) المرجع نفسه، ذكر استخلاف عمر، ٣/ ٢١٤.

(١٠) "تاريخ بغداد" من اسمه محمد، محمد بن أبان العلاف، ر: ٤١٠، ٢/ ٤٢٧.

فصل ۳

سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی بحیثیت خلیفہ خدمات اور کارنامے

تیسرے خلیفۂ راشد، امیر المؤمنین سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ، سابقینِ اوّلین میں قدیمُ الاسلام ہیں، آپ رضی اللہ عنہ کی مدّتِ خلافت چند دن کم بارہ ۱۲ سال ہے۔ خلافت کے ابتدائی چھ ۶ سال ایسے بہترین گزرے، کہ لوگ آپ کو حضرت سیّدُنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بھی بہتر حکمران خیال کرتے تھے۔ جبکہ خلافت کے آخری چھ ۶ سالوں میں آپ کو مختلف نَوعیت کے چیلنجز کا سامنا رہا۔

سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بھی بطور حکمران، کئی کارہائے نمایاں انجام دیے، اور متعدّد بڑی بڑی فُتوحات حاصل کیں۔ آپ رضی اللہ عنہ ہی کے دَورِ خلافت میں سیّدُنا امیر مُعاویہ رضی اللہ عنہ نے، پہلا بحری بیڑا تیار کرکے "بحرِ اوقیانوس (Atlantic Ocean)" میں اسلام کا عظیم لشکر اُتارا، اور پایۂ رُوم پر سکتہ طاری کرکے، فرانس اور یورپ کے کئی ممالک میں اسلام کا آفاقی پیغام پہنچایا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے بارہ ۱۲ سالہ دَورِ خلافت کے، چند نمایاں اِقدامات اور کارنامے درج ذیل ہیں:

(۱) سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اُمّتِ مسلمہ کو اختلافِ قراءت سے بچانے کے لیے، قرآنِ پاک کے متعدّد مُستند نسخے تیار کرواکر، دنیا کے کونے کونے میں بھجوائے، اور اُمّتِ مسلمہ کو ایک قراءت پر متفق کیا[۱]۔

(۲) آپ رضی اللہ عنہ کے دَورِ خلافت میں مسجدِ نبوی میں توسیع کی گئی، اور اس کی تعمیرِ نَو میں اسے خوبصورت پتھروں کے ذریعے پُختہ کیا گیا[۲]۔

---

(۱) "تاریخ ابن خلدون" الخلافة الإسلامية، غزو حذيفة الباب وأمر المصاحف، ۲/ ۵۸۳. و"سير أعلام النبلاء" سير الخلفاء الراشدين، سيرة ذي النورين عثمان رضي الله عنه، ۲/ ۴۵۵.

(۲) "تاريخ الخلفاء" الخليفة ۳: عثمان بن عفّان، صـ۱۲۳.

(۳) جمعہ میں پہلی اذان سیّدُنا عثمان غنی رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ نے مقرّر فرمائی[1]۔

(۴) لوگوں کو خود سے زکاۃ نکالنے کا حکم، سب سے پہلے آپ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ نے دیا[2]۔

(۵) جاگیریں اور چراگاہیں رکھنے کا دستور، سب سے پہلے حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ نے جاری کیا[3]۔

(۶) کوتوالی سسٹم (یعنی پولیس کے اندر مختلف مَراتب، عہدے اور مسئولیت کا سلسلہ) بھی سب سے پہلے آپ نے متعارف کروایا[4]۔

(۷) سیّدُنا عثمان غنی رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ کے دَور میں بھی متعدّد فُتوحات ہوئیں، جن میں افریقہ، اندلُس، ملک رُوم کے متعدّد قلعے، ارَّجان، دارابجرد، اصطخر، فارس اور خُراسان کے متعدّد شہر، نیشاپور، طوس، سرخس اور بَیہق جیسے متعدّد ممالک، شہر اور علاقے خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ مُلک "رے" دَورِ فاروقی میں فتح ہونے کے بعد پھر ہاتھ سے نکل چکا تھا، آپ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ کے دَورِ خلافت میں اسے بھی دوبارہ فتح کیا گیا[5]۔

---

(۱) "سنن الترمذي" أبواب الجمعة، باب ما جاء في أذان الجمعة، ر: ٥١٦، صـ١٣٦. [قال أبو عيسى:] "هذا حديثٌ حسنٌ صحيح".

(٢) "تاريخ الخلفاء" الخليفة ٣: عثمان بن عفّان، صـ١٢٩.

(٣) المرجع نفسه.

(٤) المرجع السابق.

(٥) "تاريخ ابن خلدون" الخلافة الإسلامية، ولاية عبد الله بن أبي سرح على مصر وفتح أفريقية، ٢/ ٥٧٣-٥٨٢. و"تاريخ الخلفاء" الخليفة ٣: عثمان بن عفان، صـ١٢٢، ١٢٣ ملتقطاً.

فصل ۴

سیّدُنا مَولا علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی بحیثیت خلیفہ خدمات اور کارنامے

چوتھے خلیفۂ راشد، امیر المؤمنین حضرت سیّدنا مَولا علی رضی اللہ تعالٰی عنہ ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی مدّت خلافت چار ۴ سال نو ۹ ماہ ہے، آپ کا پورا دَورِ خلافت خوارج کے فسادات، فتنہ انگیزی اور باہمی خانہ جنگی کو رفع کرنے میں صرف ہوا۔ اجتہادی اختلافِ رائے کی بناء پر، سیّدُنا امیر مُعاویہ اور سیّدنا علی مُرتضی رضی اللہ تعالٰی عنہما کے مابین جنگیں بھی ہوئی، مَولا علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کا اجتہاد دُرست وصائب تھا، لیکن اس بناء پر حضرت سیّدُنا امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے خلاف، کسی کو بھی ہرزہ سرائی کی شرعًا اجازت نہیں !! ۔

امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ دونوں صحابۂ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہما کے مابین اختلافِ رائے سے متعلق، مسلکِ اہلِ سنّت وجماعت کا عقیدہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ع

فرقِ مَراتب بے شمار
حق بدست حیدرِ کرّار!
مگر مُعاویہ بھی ہمارے سردار
طعن اُن پر بھی کارِ فُجّار!

امیر المؤمنین سیّدنا علی مرتضی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے دَورِ خلافت کی چند نمایاں خصوصیات درج ذیل ہیں:

(۱) سیّدنا علی مرتضی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے دَورِ خلافت میں غریبوں، یتیموں اور مسکینوں کی بہت مدد کی گئی، بلکہ کتبِ تاریخ میں یہاں تک مذکور ہے، کہ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ بیت المال میں روزانہ اس خیال سے جھاڑو دیتے،

اور نماز پڑھتا کرتے، کہ بروزِ قیامت یہ اس بات کی گواہی دے، کہ انہوں نے مسلمانوں سے مال روک کر بیت المال میں جمع نہیں کیا[1]۔

(۲) لوگوں کو اِعرابی غلطیوں سے بچانے کے لیے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے **"علمِ نحو"** کے ابتدائی قواعد، اور اُن کی تعریفات تحریر فرمائیں، آج تک عربی گرامر کی بنیاد انہی اُصول وضوابط پر قائم ہے[2]۔

(۳) حضرت سیّدُنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دَور میں عدل وانصاف ایسا مثالی تھا، کہ قاضی حضرات، حاکمِ وقت کے خلاف فیصلہ کرنے میں بھی نہیں ہچکچاتے تھے، ایک بار جنگِ صِفِّین کے موقع پر، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک زِرہ چوری ہوگئی، جب جنگ سے واپس تشریف لائے تو وہ زِرہ ایک یہودی کے پاس دیکھی، آپ نے اس سے اپنی زِرہ کی واپسی کا تقاضا کیا، تو اس نے کہا کہ یہ زِرہ میری ہے اور میرے قبضے میں ہے، حضرت سیّدُنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس مقدّمے کو قاضی شُریح رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کی عدالت میں لے گئے، امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دعوے پر، بطور گواہ اپنے بیٹے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور غلام قنبر کا نام پیش کیا، لیکن قاضی شُریح رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ کہہ کر گواہی قبول نہ کی کہ "بیٹے کی گواہی باپ کے حق میں قبول نہیں ہے"، یہودی شخص یہ ماجرا دیکھ کر بہت متاثر ہوا، اور حضرت سیّدُنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مخاطب کرکے کہنے لگا، کہ اے امیر المؤمنین! آپ مجھے اپنے قاضی کی عدالت میں لائے تھے، اور انہوں نے (آپ کے عہدے کا لحاظ کیے بغیر) آپ کے خلاف فیصلہ دیا، اب میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ اسلام دینِ حق ہے، اور یہ زِرہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کی ہے، اور اب میں اپنی مرضی سے اسلام قبول کرتا ہوں[3]۔

---

(١) "تاريخ الخلفاء" الخليفة ٤: علي بن أبي طالب، صـ١٣٩.

(٢) المرجع نفسه، صـ١٤٠.

(٣) المرجع السابق، صـ١٤٢.

فصل ۵

سیِّدُنا امام حسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کی بحیثیت خلیفہ خدمات اور کارنامے

پانچویں خلیفۂ راشد، امیر المؤمنین حضرت سیّدنا امام حسن مُجتبیٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کا دَورِ خلافت کم وبیش پانچ ۵ ماہ پر مشتمل ہے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہُ حقیقی سفیرِ امن ہیں، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کے مختصر دَورِ خلافت کا عظیم ترین کارنامہ یہ ہے، کہ آپ نے طاقت اور اختیار کے باوجود، منصبِ خلافت سے دستبردار ہوکر، اُمّتِ مسلمہ کو باہمی تقسیم اور خانہ جنگی سے بچایا، اور انہیں ایک جھنڈے تلے جمع کیا، رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّم نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کی اسی صلح جُو طبیعت سے متعلق غیب کی خبر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا: «ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ، وَلَعَلَّ اللهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ المسلِمِين!»[1] "میرا یہ بیٹا سیّد وسردار ہے، اللہ تعالی اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو ۲ بڑی جماعتوں میں صلح کرا دے گا!"۔

اس فرمانِ عالی شان میں اُس واقعہ کی طرف اشارہ ہے، جو حضرت سیّدنا علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کی شہادت کے بعد، سیّدنا امام حسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کے زمانۂ خلافت میں پیش آیا، کہ آپ کے ہاتھ پر چالیس ہزار اَفراد نے موت پر بیعت کرلی تھی، قلّت وکمزوری کے خوف سے پاک ہوتے ہوئے بھی، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہُ سیّدنا امیر مُعاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کے حق میں سلطنت سے دستبردار ہوگئے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کے بعض ساتھیوں پر یہ بات بہت گراں گزری، حتی کہ کسی نے آپ کو مخاطب کرکے کہا، کہ اے مسلمانوں کی عار! آپ نے فرمایا کہ عار نار سے بہتر ہے! صرف اس خیال سے آپ نے یہ کام کیا، کہ نانا جان کی امّت میں قتل وغارتگری نہ ہو!![2]۔

---

(١) "صحيح البخاري" كتاب فضائل ...إلخ، ر: ٣٧٤٦، صـ٦٣٠، ٦٣١.

(٢) انظر: "تاريخ الخلفاء" الخليفة ٤: علي بن أبي طالب، مبايعة الحسن بالخلافة، صـ١٤٧.

اس فرمانِ رسالت ﷺ سے یہ بھی ثابت ہوا، کہ امیر مُعاویہ، امام حسن رضی اللہ تعالیٰ اور ان دونوں کے رُفقاء، سب کے سب مسلمان ہی ہیں۔ اَسلافِ امّت فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے ہمارے ہاتھ ان حضرات کے خون سے ملوّث نہیں ہونے دیے، تو چاہیے کہ ان پر لعن طعن کرکے، ہم اپنی زبانوں کو بھی ہرگز ملوّث نہ ہونے دیں!!۔

فصل ٦

سیّدُنا امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بحیثیت خلیفہ خدمات اور کارنامے

حضرت سیّدُنا امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چالیس ۴۰ برس ملکِ شام کے حاکم رہے۔ حضرت سیّدُنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قصاص کے مُعاملے میں اجتہادی اختلاف کی بناء پر، اُن کا حضرت سیّدُنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اختلاف ہوا، باہم جنگیں بھی ہوئیں، لیکن حضرت سیّدنا امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے آپ کے حق میں خلافت سے دستبردار ہو کر، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صلح کرلی، اور اُمّت کو مزید تقسیم ہونے سے بچالیا۔ اگر ان اختلافات سے قطع نظر کرکے دیکھا جائے، تو سیّدُنا امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اسلام کے لیے بڑی خدمات ہیں، جن میں سے چند ایک حسبِ ذیل ہیں:

(۱) سرکاری دستاویزات کو مُہر بند کرنے کا سلسلہ، سیّدُنا امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شروع کیا[۱]۔

(۲) غلافِ کعبہ کی تبدیلی کا حکم سب سے پہلے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دَور سے قبل، کعبۃ اللہ شریف پر غلاف پر غلاف چڑھائے جاتے تھے، لیکن انہیں اُتارا نہیں جاتا تھا[۲]۔

(۳) بیعت لیتے وقت قسم لینے کا طریقہ سب سے پہلے، حضرت سیّدُنا امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شروع کیا[۳]۔

(۴) حضرت سیّدُنا امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دَور میں متعدِد فُتوحات ہوئیں، جن میں ودّان، سوڈان، قیقان، غذامس، افریقہ، قوہستان، بلادِ رُوم اور بلادِ سجستان وغیرہ کے مزید علاقوں کی فُتوحات، خاص طَور پر قابلِ ذکر ہیں[۴]۔

---

(١) "تاريخ ابن خلدون" بعث معاوية العمال الى الأمصار، بيعة يزيد، ٣/ ٢٤.

(٢) "تاريخ الخلفاء" عهد بني أمية، معاوية بن أبي سفيان، صـ١٥٣.

(٣) المرجع نفسه.

(٤) "تاريخ ابن خلدون" بعث معاوية العمال الى الأمصار، صوائف الشام، ٣/ ١١، ١٢. و"تاريخ الخلفاء" عهد بني أمية، معاوية بن أبي سفيان، صـ١٤٩، ١٥٠.

باب نہم ۹

تنقیصِ صحابہ حرام ہے

باب۹

تنقیصِ صحابہ حرام ہے

فصل اوّل

تنقیصِ صحابہ کی ممانعت، قرآن کریم کی روشنی میں

بخشش کا وعدہ

(۱) ارشاد خداوندی ہے: ﴿لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾[۱] "اگر اللہ تعالی پہلے ایک بات لکھ نہ چکا ہوتا، تو اے مسلمانو! تم نے جو کافروں سے بدلے کا مال لے لیا، اس میں تم پر بڑا عذاب آتا"۔ حضرت خثیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما تھے، کہ بعض لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں گستاخی شروع کر دی، حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: «مَهْلًا عَنْ أَصْحَابِ رَسُولِ الله ﷺ؛ فَإِنَّا أَصَبْنَا ذَنْباً مَعَ رَسُولِ الله ﷺ فأنزل الله ﷻ: ﴿لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾ وَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ رَحْمَةٌ من الله تعالى سَبَقَتْ لَنَا!»[۲] "رسول اللہ ﷺ کے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بارے

---

(۱) پ ۱۰، الأنفال: ٦٨.

(۲) "مستدرَك الحاكم" كتاب التفسير، تفسير سورة الأنفال، ر: ٣٢٧١، ٢/ ٣٥٩. [قال الحاكم:] "هذا حديثٌ صحيحٌ على شرط الشيخَين ولم يخرجاه". [وقال الذهبي:] "على شرط البخاري ومسلم". و"إتحاف الخيرة المهرة بزوائد المسانيد العشرة" كتاب المناقب، باب ما جاء فيمن صحب النبي ﷺ، ر: ٦٩٩٨، ٧/ ٣٣٨. [قال ابن قايماز البُوصيري:] "رواه إسحاق بن راهْوَيْه بإسنادٍ حسن". و"إتحاف المهرة" لابن حجر، باب السين المهملة، مسند سعد بن =

میں کچھ بھی بُرا کہنے سے باز رہو! ہم سے رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں بھی خطا سرزد ہوئی، تو اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾ اور مجھے امید ہے کہ اللہ تعالی کی رحمت، ہم اصحابِ رسول کے بارے میں سبقت فرما چکی ہے!"۔

یہ آیتِ مبارکہ غزوۂ بدر کے پسِ منظر میں نازل ہوئی، جس میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے اَسیرانِ بدر سے فدیہ لے کر انہیں چھوڑ دیا تھا[1]۔ اللہ رب العالمین کے ہاں یہ فیصلہ پسندیدہ نہیں تھا، اسی پسِ منظر میں یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی۔ پہلے سے لکھے ہوئے فیصلے سے مراد: اہلِ بدر صحابہ کے لیے مغفرتِ عامّہ ہے، جیسا کہ سیّدنا مجاہد رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں: "﴿لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ﴾ أَيْ: لَهُمْ بِالمغْفِرَةِ"[2] "پہلے سے لکھی بات سے مراد: بدری صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے مغفرت کا فیصلہ ہے"۔ اسی لیے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کرنے والوں کو منع فرمایا، کہ جب اللہ رب العزّت صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں بھلائی کا ارادہ فرما چکا، تو اب تم کون ہوتے ہو، حضرت کے بارے میں زبان درازی کرنے والے؟!۔

لغزشوں کی مُعافی

(۲) اللہ رب العالمین ارشاد فرماتا ہے: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ﴾[3] "بے شک وہ جو تم

=

أبي وقاص رضي الله عنه، ر: ٤٩٩٥، ٥/ ٩٢. [قال الإمام العسقلاني:] "هذا إسنادٌ صحيح".

(١) انظر: "تفسير الطَبَري" پ ١٠، الأنفال: ٦٨، ١١/ ٢٧٧. و"تفسير البَغَوي" پ ١٠، الأنفال: ٦٨، ر: ١٠٢٣، ٢/ ٣١٠.

(٢) "تفسير ابن كثير" پ ١٠، الأنفال: ٦٨، ٤/ ٩٠.

(٣) پ ٤، آل عمران: ١٥٥.

میں سے پھر گئے، جس دن دونوں فوجیں ملی تھیں، انہیں شیطان ہی نے لغزش دی، ان کے بعض اعمال کے باعث، اور بے شک اللہ تعالی نے انہیں مُعاف فرما دیا، بے شک اللہ بخشنے والا، حلم والا ہے"۔

جنگِ اُحد میں چودہ ۱۴ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم (سیّدنا ابو بکر صدیق، سیّدنا عمر فاروق، سیّدنا علی المرتضی، سیّدنا طلحہ، سیّدنا عبد الرحمن بن عوف، سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالی عنہم وغیر ہم) کے سوا، سب کے قدم اُکھڑ گئے۔

ابو المظفر منصور بن محمد سمعانی شافعی رحمہ اللہ تعالی اپنی تفسیر میں، اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں:

"ولم يبقَ مع رسول الله إلّا أربعةَ عشرَ نفراً، سبعةٌ من المهاجرين، وسبعةٌ من الأنصار، وقيل: ثلاثةَ عشرَ، ستّةٌ من المهاجرين"[1] "رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے ساتھ باقی رہ جانے والے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کی تعداد صرف چودہ ۱۴ تھی، جن میں سات ۷ مہاجرین تھے، اور سات ۷ انصار تھے، اور ایک قول کے مطابق باقی رہ جانے والوں کی تعداد صرف تیرہ ۱۳ تھی، جن میں سے چھ ۶ مہاجرین تھے"۔

خصوصًا وہ حضرات جنہیں نبئ کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے پہاڑی مورچے پر مقرّر فرمایا تھا، اور ہر حال میں وہیں ڈٹے رہنے کا حکم دیا تھا، وہ پہلے حملے ہی میں مسلمانوں کو غالب آتا دیکھ کر، اپنی جگہ پر قائم نہ رہ سکے، اور مالِ غنیمت جمع کرنے میں مصروف ہو گئے، حضرت عبد اللہ بن جبیر رضی اللہ تعالی عنہ کے منع کرنے کے باوُجود وہ حضرات نہ رُکے، اور انہوں نے اس دَرّہ کو چھوڑ دیا، کفار دَرّہ خالی دیکھ کر واپس پلٹے، اور اسی دَرّہ کی راہ سے مسلمانوں پر دوبارہ حملہ آور ہو گئے، نتیجۃً جنگ کا نقشہ بدل گیا، اور مسلمانوں کو کافی نقصان اٹھانا پڑا[2]۔

مذکورہ بالا آیت مبارکہ میں صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کی اسی لغزش، اور اللہ رب العالمین کی طرف سے ان کے لیے مُعافی کا ذکر ہے؛ تاکہ کل کو اگر کوئی بدبخت، صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کی کسی لغزش کو بنیاد بنا کر، ان کی

---

(١) "تفسير السَّمعاني" پ ٤، آل عمران: ١٥٥، ١/ ٣٧٠.

(٢) انظر: "تفسير الثعلبي" پ ٤، آل عمران: ١٥٥، ٣/ ١٧٩. و"تفسير الرازي" پ ٤، آل عمران: ١٥٥، ٩/ ٣٨٨.

شان میں بے ہودہ کلمات کہنے کی ناپاک جسارت کرنے کا سوچے، تو رب کریم کی بارگاہ میں ان مقدّس ہستیوں کی عظمت کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے، اپنے مذموم مقاصد کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے سے باز رہے!۔

جہنم سے دُور رکھے جانے کا وعدہ

(۳) ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰۤى اُولٰٓىِٕكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ﴾[1] "بے شک وہ (یعنی صحابۂ کرام) جن کے لیے ہمارا وعدہ بھلائی کا ہو چکا، وہ جہنم سے دُور رکھے گئے ہیں!"۔

امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں کہ "عزیز جبّار واحد قہّار جلّ جلالہ نے صحابۂ کرام کو دو۲ قسم کیا: **ایک** وہ کہ قبلِ فتحِ مکہ جنہوں نے راہِ خدا عزّوجلّ میں خرچ اور جہاد کیا، **دوسرے** وہ جنہوں نے بعد فتحِ مکہ خرچ اور جہاد کیا۔ پھر فرمادیا کہ دونوں فریق سے اللہ تعالی نے بھلائی کا ارادہ فرمالیا، اور ساتھ ہی فرمادیا کہ اللہ کو تمھارے کاموں کی خوب خبر ہے، کہ تم کیا کیا کرنے والے ہو! اس کے باوجود اُس نے تم سب صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم سے حُسنیٰ (جنّت) کا وعدہ فرمایا۔

یہاں قرآنِ عظیم نے ان دریدہ دہنوں، بے باکوں، بے ادب ناپاکوں کے منہ میں پتھر دے دیا، جو صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کے بعض افعال سے اُن پر طعن چاہتے ہیں، وہ اعمال بشرطِ صحتِ خبر، اللہ تعالی کو معلوم تھے، پھر بھی اُن سب سے حُسنیٰ (جنّت) کا وعدہ فرمایا۔

تو اَب جو معترِض ہے، وہ اللہ واحد قہّار پر معترِض ہے! جنّت ومدارجِ عالیہ اس معترِض کے ہاتھ میں نہیں، اللہ تعالی کے ہاتھ میں ہیں، معترِض اپنا سر کھاتا رہے گا، اور اللہ تعالی نے جو حُسنیٰ (جنّت) کا وعدہ صحابۂ کرام سے فرمایا ہے، وہ ضرور پورا فرمائے گا، اور معترِض جہنم میں سزا پائے گا، وہ آیۂ کریمہ یہ ہے: ﴿لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ اُولٰٓىِٕكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْا

(۱) پ ۱۷، الأنبياء: ۱۰۱.

﴿وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ﴾[1] "تم میں برابر نہیں وہ جنھوں نے فتحِ مکّہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا، وہ مرتبہ میں اُن سے بڑے ہیں، جنھوں نے بعد فتح کے خرچ اور جہاد کیا، دونوں فریق سے اللہ تعالی نے حُسنیٰ (جنّت) کا وعدہ کرلیا، اور اللہ تعالی خوب جانتا ہے، جو کچھ تم کرنے والے ہو!"۔

اب جن کے لیے اللہ عزّوجلّ کا وعدہ حُسنیٰ (جنّت) کا ہولیا، اُن کا حال بھی قرآنِ عظیم سے سنیے: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰۤى اُولٰٓىِٕكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ۝ لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا وَ هُمْ فِيْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ۝ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَ تَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ﴾[2] "بے شک وہ جن کے لیے ہمارا وعدہ بھلائی کا ہو چکا، وہ جہنم سے دُور رکھے گئے ہیں! اس کی بھنک تک نہ سنیں گے، اور ہمیشہ اپنی مَن مانتی مُرادوں میں رہیں گے! وہ بڑی گھبراہٹ قیامت کی ہلچل، انہیں غم نہ دے گی، اور فرشتے ان کا استقبال کریں گے، یہ کہتے ہوئے کہ یہ ہے تمھارا دن جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا!"۔

یہ ہے جمیع صحابۂ کرام سیّد الانام -علیہ وعلیہم الصلاۃ والسلام- کے لیے قرآن کریم کی شہادت! امیر المؤمنین مَولی المسلمین، علی مرتضی، مشکل کشا رضی اللہ تعالی عنہ قسمِ اوّل میں ہیں، جن کو فرمایا: ﴿اُولٰٓىِٕكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً﴾ ان کے مرتبے قسمِ دُوم ۲ والوں سے بڑے ہیں۔ اور امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالی عنہ قسمِ دُوم ۲ میں ہیں، اور حُسنی (جنّت) کا وعدہ اور یہ تمام بِشارتیں سب کو شامل ہیں"[3]۔

(۱) پ ۲۷، الحدید: ۱۰.

(۲) پ ۱۷، الأنبیاء: ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳.

(۳) "فتاوی رضویہ" "کتاب العقائد والکلام"، ۱۸/۶۷، ۶۸۔

فصل ۲

تنقیصِ صحابہ کی ممانعت، حدیث نبوی کی روشنی میں

صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بارے میں استغفار کا حکم

(۱) ام المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: «أُمِرُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِأَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، فَسَبُّوهُمْ»[1] "حکم تو یہ دیا گیا تھا کہ نبئ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لیے استغفار کرو! مگر لوگوں نے انہیں بُرا کہنا شروع کر دیا!"۔

صحابہ سے متعلق سُوءِ عقیدت اور بدگمانی سے باز رہنے کا حکم

(۲) حضرت سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم فرمایا: «وَإِذَا ذُكِرَ أَصْحَابِي فَأَمْسِكُوا!»[2] "جب میرے اصحاب کا ذکر آئے، تو باز رہو!"۔ سُوءِ عقیدت وبدگمانی کو

---

(۱) "فضائل الصّحابة" للإمام أحمد، فضائل عبد الله بن عباس رضي الله تعالى عنهما، ر: ١٤، ١/ ٥٧. و"صحيح مسلم" كتاب التفسير، باب في تفسير آيات متفرقة، ر: ٧٥٣٩، صـ١٣٠٧. و"مستدرَك الحاكم" كتب التفسير، تفسير سورة الفتح، ر: ٣٧١٩، ٢/ ٥٠١ ملتقطاً. [قال الحاكم:] "هذا حديثٌ صحيحٌ على شرط الشيخَين ولم يخرجاه". [وقال الذهبي:] "هذا حديثٌ صحيحٌ على شرط الشيخَين".

(٢) "المعجم الكبير" ر: ١٠٤٤٨، ١٠/ ١٩٨. ورواه الطَبَراني من حديث ابن مسعود بإسنادٍ حسن. ["المغني عن حمل الأسفار في الأسفار" للعراقي، كتاب العلم، الباب ٣، ر: ٢، ١/ ٣٩]. و"مجمع الزوائد" كتاب الفِتن، باب فيما كان بين أصحاب رسول الله ﷺ والسكوت عما شجر بينهم، ر: ١١٩٧٣، ٧/ ٢٢٣. [قال الهيثمي:] "وفيه مسهر بن عبد الملك وثّقه ابن حِبّان وغيره، وفيه خلاف، وبقية رجالِه رجالُ الصّحيح".

قریب نہ پھٹکنے دو! تحقیقِ حال وتفتیشِ مآل میں نہ پڑو!(۱)۔

صحابۂ کرام پر طعن کی ممانعت

(۳) حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے، مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «أُوصِيكُم بِأَصحَابِي! ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُم، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُم!»(۲) "میں اپنے صحابہ کے بارے میں تمہیں (حسنِ سُلوک کی) وصیت کرتا ہوں! پھر اُن کے بارے میں جواُن (صحابۂ کرام) کے بعد ہیں، پھر ان لوگوں کے بارے میں جواُن (تابعین) کے بعد ہیں!"۔

(۱) "فتاوی رضویہ" "کتاب العقائد والکلام، ۱۸/۲۳۹۔

(۲) "سنن الترمذي" كتاب الفِتن، باب ما جاء في لزوم الجماعة، ر: ٢١٦٥، صـ٤٩٧، ٤٩٨. [قال أبو عيسى:] "هذا حديثٌ حسنٌ صحيح، غريبٌ من هذا الوجه، وقد رواه ابنُ المبارك عن محمد بن سوقة، وقد رُوي هذا الحديثُ من غير وجهٍ، عن عُمر عن النّبي ﷺ". و"مستدرَك الحاكم" كتاب العلم، ومنهم يحيى بن أبي المطاع القرشي، ر: ٣٨٧، ١/ ١٩٧. [قال الحاكم:] "هذا حديثٌ صحيحٌ على شرط الشيخَين". [وقال الذهبي:] "على شرطهما".

فصل ۳

تنقیصِ صحابہ کی ممانعت، اقوالِ علماء کی روشنی میں

صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کی تنقیص کرنے والا بدعتی ہے

(۱) امام بخاری رحمہ اللہ کے استاد، مشہور محدّث، امام علی بن مدِیني رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "ومَن تنقّص أحداً من أصحابِ رسولِ الله ﷺ، أو أبغضَه لحدثٍ كان منه، أو ذكرَ مَسَاوِئَهُ، فهو مبتدِعٌ حتّى يترحّمَ عليهم جميعاً، فيكون قلبُه لهم سليماً"[۱] "جو کسی صحابی رضی اللہ تعالی عنہ کی تنقیص وتوہین کرے، یا اس کے کسی عمل کے سبب اس سے بُغض وعداوت رکھے، یا اس کی برائی کرے، وہ بدعتی ہے۔ اس بدعت سے وہ تبھی بچ سکتا ہے، جب سارے صحابہ کے حق میں رحمت کی دعا کرے، اور اپنے دل کو اُن کے بارے میں سلامت رکھے!"۔

صحابۂ کرام کی برائی کرنے والا زندیق ہے

(۲) حضرت ابو زرعہ رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "إذا رأيتَ الرجلَ ينتقص أحداً من أصحابِ رسولِ الله، فاعلمْ أنّه زنديقٌ؛ وذلك أنّ الرسولَ عندنا حقٌّ، والقرآنُ حقٌّ، وإنّما أدَّى إلينا هذا القرآنَ والسُّننَ، أصحابُ رسول الله، وإنّما يُريدون أن يجرحُوا شُهودَنا؛ ليُبطلوا الكتابَ والسنّةَ، والجرحُ بهم أَولى، وهُم زَنادِقة"[۲]. "جب تم کسی کو اصحابِ رسول ﷺ میں سے، کسی ایک کی بھی تنقیص وتوہین کرتے دیکھو، تو جان لو کہ وہ زندیق

---

(۱) "شرح أصول اعتقاد أهل السنّة" باب سياق ذكر من رسم بالإمامة في السنّة، اعتقاد علي بن المدِيني، ر: ۳۱۸، ۱/ ۱۸۵.

(۲) "الكفاية في علم الرواية" باب ما جاء في تعديل الله ورسوله للصحابة ...إلخ، صـ۴۹.

(بدعقیدہ) ہے؛ کیونکہ رسول اللہ ﷺ اور قرآنِ کریم ہمارے نزدیک حق ہیں، اور قرآنِ مجید اور احادیثِ رسول کو ہم تک پہنچانے والے اصحابِ رسول ہی ہیں۔ تو گویا اُن حضراتِ مقدّسہ کی بُرائی کرنے والے، یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے شواہد (صحابۂ کرام) پر جَرح کریں؛ تاکہ کتابُ اللہ اور سنّتِ رسول کو باطل کر سکیں، حالانکہ وہ لوگ خود جَرح کے زیادہ لائق ہیں، اور یہی لوگ زندیق ہیں!"۔

صحابہ کی شان میں گستاخی کرنے والا، خبیث، بدعتی، رافضی ہے

(۳) امام احمد بن جعفر بن یعقوب اصطخری، امام احمد بن حنبل کے حوالے سے، صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کے بارے میں عقیدۂ اہلِ سنّت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "ذكرُ محَاسِن أصحاب رسولِ الله ﷺ كلِّهم أجمعين، والكفُّ عن ذكرِ مَسَاوِئِهم، والخلافِ الذي شجرَ بينَهم، فمَن سبَّ أصحابَ رسولِ الله ﷺ، أو أحداً منهم، أو تنقّصه، أو طعنَ عليهم، أو عرضَ بعَيبهم، أو عابَ أحداً منهم، فهو مبتدِعٌ رافضيٌّ خبيثٌ مخالف، لا يَقبل اللهُ منه صَرفاً ولا عَدلاً، بل حُبُّهم سنّةٌ، والدعاءُ لهم قربةٌ، والاقتداءُ بهم وسيلةٌ، والأخذُ بآثارِهم فضيلةٌ... لا يجوز لأحدٍ أن يذكرَ شيئاً من مَسَاوِئِهم، ولا يَطعن على أحدٍ منهم بعيبٍ ولا بنَقص، فمَن فعل ذلك فقد وجبَ على السّلطان تأديبُه وعقوبتُه، ليس له أن يعفوَ عنه، بل يُعاقبُه ويَستتيبُه، فإن تاب قبلَ منه، وإن ثبتَ عادَ عليه بالعقوبة، وخلّده الحبسَ، حتّى يموتَ أو يراجعَ"[1].

"رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم کے محاسن ذکر کیے جائیں، ان کی خطاؤں کا ذکر ہرگز نہ کیا جائے، ان حضرات کے درمیان مُشاجَرات (اختلافات) ہرگز بیان نہ کیے جائیں، جو کوئی شخص صحابۂ کرام یا ان میں سے کسی ایک کو بھی گالی دے، یا ان کی تنقیص و توہین کرے، یا اُن پر طعن و ملامت کرے، یا ان کو عیب لگانے کے درپے ہو، یا ان میں سے کسی ایک میں بھی عیب بیان کرے، وہ خبیث، بدعتی، رافضی

---

(۱) "طبقات الحنابلة" لابن أبي يعلى، أحمد بن جعفر بن يعقوب بن عبد الله ...إلخ، ۱/ ۳۰.

ہے، اللہ تعالی اس کا نہ کوئی فرض قبول کرے گا نہ نفل! بلکہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم سے محبت سنّت ہے، ان کے لیے دعائے خیر کرنا قربتِ الٰہی کا ذریعہ ہے، ان کی پیَروی کرنا وسیلۂ ظفر ہے، اور ان کے آثار کی اتّباع میں بہت بڑا درجہ ہے... کسی کے لیے بھی یہ جائز نہیں کہ صحابہ کی کمزوریوں کا ذکر کرے، اور کسی عیب ونقص کی بناء پر اُن میں سے کسی ایک پر بھی طعن کرے، جو ایسا کرے تو حاکمِ وقت پر واجب ہے کہ اسے سزا دے، اسے مُعاف کرنا جائز نہیں، اس سے توبہ کرائی جائے، اگر توبہ کرلے تو ٹھیک، ورنہ اسے سزا دے، اور ہمیشہ قید خانے میں رکھے، یہاں تک کہ وہ اپنے اس جُرم سے توبہ کرے، یا پھر حالتِ قید ہی میں مرجائے"۔

کسی بھی صحابی کی تنقیص وتوہین، حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی توہین کے مترادِف ہے

(۴) امام حسن بن علی بن خلف بربہاری ارشاد فرماتے ہیں: "واعلم أنّه مَن تناوَل أحداً من أصحاب محمدٍ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم، فاعلمْ أنّه إنّما أراد محمداً صلی اللہ تعالی علیہ وسلم، وقد آذاه في قبره"[1] "خوب جان لو! کہ جو کسی صحابی رضی اللہ تعالی عنہ کی تنقیص وتوہین کرے، تو سمجھ لو کہ وہ درحقیقت مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی توہین کرتا ہے، اور آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو آپ کے مزارِ پُرانوار میں تکلیف پہنچاتا ہے"۔

کسی بھی صحابی کی بُرائی کرنا، اللہ کے حکم کو رَد کرنا ہے

(۵) امام شمس الدین محمد بن احمد قُرطبی رحمہ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں: "فمَن نقص واحداً منهم، أو طعنَ عليه في روايته، فقد ردَّ على الله ربِّ العالمين، وأبطلَ شرائعَ المسلمين"[2] "جس نے کسی صحابی کی تنقیص وتوہین (بُرائی) کی، یا ان کی روایات میں طعن کیا، اس نے اللہ رب العالمین کے حکم ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ ...﴾[3] کو رَد کیا، اور مسلمانوں کی شریعت کو باطل قرار دیا!"۔

---

(۱) "شرح السنّة" للبربهاري، ر: ۱٤۷، صـ۱۲۳.

(۲) "تفسير القُرطبي" پ۲٦، الفتح، تحت الآية: ۲۹، ۱٦/ ۲۵۲.

(۳) پ۲٦، الفتح: ۲۹.

ذکرِ صحابہ نازیبا الفاظ سے کرنا، بیہودہ محرّمات میں سے ہے

(٦) امام ابو زکریا محیی الدین یحیی بن شرف نَوَوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: "واعلمْ أنّ سبَّ الصّحابة حرامٌ، مِن فَواحِش المحرَّمات، سواءٌ مِن لابِس الفِتن منهم وغيره"[1] "جان لو کہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکر، نازیبا الفاظ سے کرنا حرام ہے، بیہودہ محرّمات میں سے ہے، چاہے وہ صحابی باہمی فتنہ وآزمائش میں مبتلا ہوئے ہوں، یا اس کے علاوہ ہوں"۔

ہر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر طعن وتشنیع سے اجتناب واجب ہے

(۷) امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر طعن وتشنیع کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

"واتّفق أهلُ السنّة على وُجوب منع الطعن على أحدٍ من الصّحابة، بسبب ما وقعَ لهم من ذلك، ولو عرف المحِق منهم؛ لأنّهم لم يُقاتِلوا في تلك الحُروب إلّا عن اجتهاد، وقد عَفا اللهُ تعالى عن المُخطئ في الاجتهاد، بل ثبتَ أنّه يؤجَر أجراً واحداً، وأنّ المصيبَ يُؤجَر أجرَين"[2].

"اہلِ سنّت اس بات پر متفق ہیں، کہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے درمیان واقع ہونے والے حوادِث کی بناء پر، ان میں سے کسی ایک پر بھی طعن وتشنیع جائز نہیں، بلکہ اس برائی سے بچنا واجب ہے، اگرچہ یہ معلوم ہوجائے کہ ان کا مَوقف درست نہیں تھا؛ کیونکہ انہوں نے لڑائیوں میں صرف اپنے اجتہاد کی بناء پر حصہ لیا، اور اللہ تعالی نے مجتہدِ مُخطی کو مُعاف فرمادیا ہے، بلکہ یہ بھی ثابت ہے کہ اس کے اجتہاد میں خطا ہو جائے، تب بھی اسے ایک اَجر ملے گا، اور جس کا اجتہاد درست ہوگا، اسے دو۲ اَجر ملیں گے"۔

(١) "شرح صحيح مسلم" كتاب فضائل الصحابة رضي الله تعالى عنهم، تحريم سبّ الصحابة، ١٦/ ٩٣.
(٢) "فتح الباري" كتاب الفِتن، قوله باب إذا التقى المسلمان بسيفيهم، ١٣/ ٣٤.

خاتمۃ الکتاب

خاتمۃ الکتاب

چند اعتراضات کا علمی و تحقیقی جائزہ

صحابۂ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کا وُجودِ مسعود، ہمارے لیے رحمتوں، برکتوں اور آسانیوں کا سبب ہے، وہ ان چمکتے ستاروں کی مانند ہیں، جو کفر و شرک اور اِلحاد کی تاریکیوں میں، بھٹکتے مسافروں کو صراطِ مستقیم پر لانے کا ذریعہ بنتے ہیں، اسلام کے جس تَن آور، مضبوط اور وسیع و عریض درخت کے سائے میں، ہم آج پناہ لیے ہوئے ہیں، ان مقدّس ہستیوں نے اس کی آبیاری اپنے خونِ جگر سے کی ہے، صرف یہی نہیں بلکہ اس دینِ متین کو زمانے کی تُند و تیز ہواؤں، اور طوفانوں سے بچانے کے لیے، اپنا گھربار، جان ومال، عزّت وآبرُو، دنیاوی مَناصب، حتی کہ عزیز واَقارِب کو بھی، راہِ خدا میں قربان کرنے سے گریز نہیں کیا۔

ان حضراتِ مقدّسہ نے غربت واِفلاس کی زندگی گزاری، کفّار ومشرکین کے ظلم وستم کا سامنا کیا، تپتی ریت اور دہکتے گرم انگاروں پر انہیں لِٹایا گیا، میدانِ جنگ میں تیروں، تلواروں اور نیزوں کے زخم برداشت کیے، لیکن قربان جائیے کہ ان کے پایۂ استقلال میں، رَتی برابر بھی لغزش نہ آئی، اور سب کچھ لُٹ جانے کے باوجود، ان حضرات نے اسلام کا دامنِ کرم ہاتھ سے جانے نہ دیا، یہی وجہ ہے کہ انہیں دنیا ہی میں ﴿رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ﴾[1] "اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی" کے فرمان کی سندِ لازوال عطا کردی گئی، انہیں فلاح وکامرانی کی نوید دے دی گئی، اور دخولِ جنّت کا مژدۂ جانفزا ان حضرات کو سنادیا گیا۔

ان حضراتِ مقدّسہ کی خوش بختی کی معراج یہ، کہ وہ شب وروز مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے شربتِ دیدار سے فیضیاب ہوتے رہے، ان کی صحبتِ بابرکت میں اٹھتے بیٹھتے رہے، یہ وہ خوش نصیب لوگ

---

(۱) پ ۱۱، التوبة: ۱۰۰.

ہیں، جنھوں نے اپنی آنکھوں سے قرآن کریم نازل ہوتے دیکھا، رسول اللہ ﷺ کے فرامین کو اپنے کانوں سے براہِ راست سنا، اور سن کر یاد کر لیا؛ تاکہ «بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً»[1] "پہنچادو میری طرف سے، اگرچہ ایک ہی آیت ہو" کے مِصداق ٹھہر سکیں۔ دینِ اسلام کی تمام تر تعلیمات واَحکام، جن پر آج ہم عمل کی کوشش کرتے ہیں، انہی حضراتِ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے صدقے ہم تک پہنچے ہیں!۔

ہم ان حضراتِ مقدّسہ کے درَجات کی بلندی کے لیے جس قدر دعا کریں، اور ان کے جتنے بھی شکر گزار واحسان مند رہیں کم ہے! لیکن صد افسوس کہ ان کے لیے دعا کرنا تو در کنار، آج ان مقدّس ہستیوں کی شان میں گستاخی کرنا، اور بے ہودہ کلمات سے اپنی زبان آلود کرنا، بعض بدبختوں اور ناہنجاروں کا وطیرہ بنتا جا رہا ہے، وہ قرآن وحدیث میں وارِد، صحابہ کے فضائل ومَناقب کو یکسر نظر انداز کر کے، تنقیص وتوہینِ صحابہ جیسی ناپاک جسارت کے ذریعہ، اللہ ورسول کو اَذیت پہنچا رہے ہیں، اور ستم بالائے ستم یہ کہ توہین کے اس سیلِ رواں میں غیروں کے ساتھ ساتھ، اب اپنے بھی بہے جانے کو تیار نظر آتے ہیں!۔

ان کی دیدہ دلیری دیکھیے! کہ کل تک صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شان میں بے ادبی کا مظاہرہ، اس قدر جرأت کے ساتھ تو شاید روافض (شیعہ) نے بھی نہ کیا ہو، جس قدر اہلِ سنّت کا لبادہ اوڑھے، بعض بہروپیے آج کر رہے ہیں! سرِعام شُعلہ بیاں تقریروں کے ذریعے، عوام النّاس میں زہر اَفشانی کی جا رہی ہے، ببانگ دُہل تنقیص وتوہینِ صحابہ پر مبنی کتب اور لٹریچر شائع کر کے، عوام کے قلوب واَذہان سے عظمتِ صحابہ اور ان کی اَہمیت ختم کی جا رہی ہے! ضعیف روایات اور مردود حکایات کے ذریعہ، بھولی بھالی عوام کو یہ باوَر کرانے کی کوشش کی جا رہی ہے، کہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم فاسق وفاجر اور گنہگار تھے، مال ودولت اور مسندِ اقتدار کے حریص تھے، حتی کہ رشوت، کرپشن اور شراب نوشی جیسے گناہوں میں بھی مبتلا تھے، وغیرہ وغیرہ (نعوذ باللہ من ذلک!)۔

---

(١) "صحيح البخاري" كتاب أحاديث الأنبياء، باب ما ذكر عن بني إسرائيل، ر: ٣٤٦١، صـ٥٨٢. و"سنن الترمذي" أبواب العلم، باب ما جاء في الحديث عن بني إسرائيل، ر: ٢٦٦٩، صـ٦٠٥. [قال أبو عيسى:] "وهذا حديثٌ حسنٌ صحيح".

شیخ محقق کا کلامِ نفیس

حضرت شیخ عبدالحق محدِّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ایسے اَخبار وواقعات سے اِعراض کرنے کی تاکید کرتے ہوئے، ارشاد فرماتے ہیں کہ "نبیِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم واحترام، در حقیقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا احترام، اور ان کے ساتھ نیکی ہے، ان حضرات مقدّسہ کی اچھی تعریف اور رعایت کرنی چاہیے! اور ان کے لیے دعا وطلبِ مغفرت کرنی چاہیے! بالخصوص اللہ تعالی نے جس جس کی تعریف وتوصیف فرمائی ہے، اور اس سے راضی ہوا، وہ اس بات کے زیادہ مستحق ہیں کہ ان کی تعریف وتوصیف کی جائے۔ تو اگر ان پر طعن وسبّ (گالی) کرنے والا دلائلِ قطعیہ کا منکِر ہے، تو کافر ہے، ورنہ کم از کم بدعتی وفاسق تو ہے۔ اسی طرح ان حضرات مقدّسہ کے درمیان جو اختلافات، یا ناچاکی، یا واقعات ہوئے، ان پر خاموشی اختیار کرنا بھی ضروری ہے، مؤرّخین کی بے ہنگم خبروں، جاہلوں کی روایتوں، غالی شیعوں اور بے دین وگمراہ لوگوں کی باتوں سے اعراض واجتناب کرنا چاہیے؛ کیونکہ یہ بدلگام لوگ حضرات مقدّسہ کے جن عیبوں، برائیوں اور خطاؤں کو بیان کرتے ہیں، وہ جھوٹ اور افتراء پر مبنی ہیں، اور ان حضرات مقدّسہ میں سے کسی پر عیب یا بُرائی کا طعن نہ کیا جائے، بلکہ ان کے فضائل، کمالات اور عمدہ صفات کا ذکر کیا جائے؛ کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ان کی محبت یقینی ہے، اور اس کے علاوہ باقی سب مُعاملات ظنّی ہیں، اور ہمارے لیے یہی کافی ہے، کہ اللہ تعالی نے ان حضرات مقدّسہ کو، اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت سے سرفراز فرمایا ہے۔ صحابۂ کرام کے بارے میں، اہلِ سنّت وجماعت کا یہی عقیدہ ہے، لہذا (کتب) عقائد میں تحریر ہے، کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے ہر ایک کا ذکر، خیر کے ساتھ ہی کیا جائے! اور صحابہ کے فضائل میں جو آیات واحادیث عموماً یا خصوصًا وارد ہیں، وہ اس سلسلہ میں کافی ہیں"[1]۔

---

(۱) "مدارج النبوّۃ" جزء۱، ص۳۱۳۔

امامِ اہلِ سنّت کا کلامِ نفیس

امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ ایسی بے سروپا حکایات سے متعلق، حکم شرعی بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ "مُشاجَراتِ (اختلافات) صحابہ میں تواریخ وسِیَر کی مُوحش (وحشت دلانے والی) حکایتیں قطعاً مردود ہیں... (معاذ اللہ) ان واہیات ومعضلات وبے سروپا حکایات سے، صحابۂ کرام حضور سیّد الاَنام -علیہ وعلی آلہ وعلیہم افضل الصلاۃ والسلام- پر طعن پیدا کرنا، اعتراض نکالنا، ان کی شانِ رفیع میں رخنے ڈالنا، کہ اس کا ارتکاب نہ کرے گا، مگر گمراہ، بددین، مخالف ومُضادِ حقِ مبین۔ آج کل کے بدمذہب، مریض ُالقب، مُنافق شِعار، ان جزافاتِ سیر وخُرافاتِ تواریخ وَاَمثالہا سے، حضراتِ عالیہ خلفائے راشدین، وام المؤمنین، وطلحہ وزُبیر، وعَمرو بن العاص، ومُغیرہ بن شُعبہ وغیرہم اہلِ بیت وصحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مَطاعن مردودہ، اور ان کے باہمی مُشاجَرات میں مُوحش ومُہمَل حکایاتِ بے ہودہ، جن میں اکثر تو سِرے سے کذب ودَاحِض، اور بہت اِلحاقاتِ ملعونۂ روافض چھانٹ لاتے ہیں، اور ان سے قرآنِ عظیم، وارشاداتِ مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، واِجماعِ اُمّت، واَساطینِ مِلّت کا مقابلہ چاہتے ہیں! عام لوگ انہیں سن کر پریشان ہوتے، یا فکرِ جواب میں پڑتے ہیں، ان کا پہلا جواب یہی ہے کہ ایسے مُہمَلات کسی اَدنی مسلمان کو گنہگار ٹھہرانے کے لیے بھی مسموع نہیں ہوسکتے! نہ کہ ان محبوبانِ خدا پر طعن کو! جن کے مَدائح تفصیلی یا اِجمالی سے کلامُ اللہ وکلامُ رسولِ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مالامال ہیں!"[1]۔

چونکہ بدمذہبوں اور رافضیوں کی جانب سے، سیّدنا امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذاتِ والا صِفات کو، سب سے زیادہ طعن وتشنیع کا نشانہ بنایا جاتا ہے، اور روایاتِ مردودہ کے ذریعہ ان پر مختلف اعتراضات وارد کیے جاتے ہیں، لہذا کھرے کھوٹے کا فرق واضح کرنے، اور بحرِ تحقیق میں غوطہ زن ہوکر علم کے موتی تلاش کرنے والوں کے لیے، سُطورِ ذَیل میں چند مشہور اعتراضات، اور سَلَف صالحین کی کتب سے استفادہ کرتے

---

(۱) "فتاوی رضویہ" کتاب الصلاۃ، باب الاَذان والاِقامۃ، رسالہ "منیر العین فی حکم تقبیل الاِبہامین" ۴/۴۵۵۔

ہوئے، ان کا علمی اور تحقیقی جائزہ پیش کیا جاتا ہے، جو یقیناً اپنوں کی راحتِ قلبی کے ساتھ ساتھ، رافضیوں بدمذہبوں کا سکون غارت کرنے کا بھی سبب بنے گا، ان شاء اللہ تعالی!۔

کیا واقعی سیّدنا امیر مُعاویہ کے فضائل میں صحیح حدیث وارد نہیں ہوئی؟

(ا) اعتراض: بعض لوگوں نے کہا، کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جس باب میں، سیّدنا امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کے حالات بیان کیے ہیں، اس باب کا عنوان فضائل مُعاویہ یا مَناقب مُعاویہ رکھنے کی بجائے "باب ذِکر مُعاویہ" رکھا۔ اس کا سبب یہ ہے کہ حضرت مُعاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کے فضائل میں کوئی صحیح حدیث وارد ہی نہیں ہوئی، جیسا کہ ابن رَاہوَیہ نے کہا۔

جواب: امام ابن حجر مکّی رحمۃ اللہ علیہ اس اعتراض کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں: "إن كان المرادُ من هذه العبارة: أنّه لم يصح منها شيءٌ وِفق شَرط البخاري، فأكثرُ الصّحابة كذلك، ولم يصح شيءٌ منها، وإن لم يُعتبر ذلك القيدُ، فلا يَضرُّه ذلك، أنّ مِن فضائلِه ما حديثُه حَسنٌ عند الترمذي، كما صرّح به في جامعِه"(۱). "اگر معترِض کی مراد یہ ہے، کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی شرطِ قبول کے مُوافق کوئی روایتِ صحیح نہیں آئی، تو اکثر صحابہ کے مُعاملے میں یہی حال ہے، اور اگر شرطِ بخاری کی قَید نہ لگائی جائے، تو سرے سے یہ اعتراض ہی غلط ہے؛ کیونکہ امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کے فضائل میں، بعض احادیث حسَنہ وارد ہیں، حتّی کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی، جیسا کہ انہوں نے "جامع الترمذی" میں اس کی صراحت فرمائی ہے"۔

---

(۱) "تطهير الجنان" لابن الحجر، الفصل ۲ في فضائله ومناقبه وخصوصاته، صـ٤٤.

"صحیح بخاری" میں حضرت ابن ابی ملیکہ رحمۃ اللہ سے روایت ہے، کہ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا گیا، کہ آپ امیر المؤمنین مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ انہوں نے صرف ایک رکعت وتر ادا کی ہے! اس پر انہوں نے فرمایا: «أَصَابَ، إِنَّهُ فَقِيهٌ!»[1] "انہوں نے درست کیا، بلاشبہ وہ ایک فقیہ (مجتہد) ہیں!"۔

"صحیح مسلم" میں ہے کہ حضرت سیّدنا ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے، نبئ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی کہ "کیا مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنا کاتب بنائیں گے؟ نبئ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: «نَعَمْ»[2] "جی ہاں!"۔

حضرت امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں سیّدنا ابن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہی سے ایک اَور روایت میں ہے: «وَكَانَ يَكْتُبُ الْوَحْيَ»[3] "امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کاتبِ وحی تھے"۔ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اس قول کے بارے میں، امام ذَہبی فرماتے ہیں: "وقد صحّ عن ابن عبّاس رضي الله تعالى عنهما"[4] "کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جو یہ روایت ہے، وہ صحیح ہے"۔

سندِ صحیح سے روایت ہے کہ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: «مَا رَأَيْتُ أَحَداً بَعْدَ رَسُولِ الله ﷺ أَشْبَهَ صَلَاةً بِرَسُولِ الله ﷺ، مِنْ أَمِيرِكُمْ هَذَا، يَعْنِي مُعَاوِيَةَ»[5] "میں نے حضرت امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر، کسی کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مشابہ نماز پڑھتے نہیں دیکھا!"۔

---

(١) "صحيح البخاري" كتاب أصحاب النّبي ﷺ، باب ذكر معاوية، ر: ٣٧٦٥، صـ٦٣٣.

(٢) "صحيح مسلم" كتاب فضائل الصحابة، باب فضائلِ أبي سُفْيان بنِ حَرْبٍ رضي الله عنه، ر: ٦٤٠٩، صـ١١٠١.

(٣) "دلائل النبوّة" للبَيهقي، باب ما جاء في دعائه ﷺ على مَن أكل بشماله، ٦/ ٢٤٣. و"تاريخ الإسلام" للذهبي، حرف الميم، معاوية بن أبي سفيان رضي الله عنهما، ٢/ ٥٤٠.

(٤) "تاريخ الإسلام" للذهبي، حرف الميم، معاوية بن أبي سفيان رضي الله عنهما، ٢/ ٥٤٠.

(٥) "مُسند الشّاميين" للطَبَراني، سعيد بن عبد العزيز عن إسماعيل بن عبَيد الله بن أبي المهاجر، ر: ٢٨٢، ١/ ١٦٨. و"مجمع الزوائد" باب ما جاء في معاوية بن أبي سفيان رضي الله عنهما، ر: ١٥٩٢٠، ٩/ ٣٥٧. [قال الهَيثمي:] "رواه الطَبَراني ورِجالُه رجالُ الصّحيح، غير قيس بن الحارث المذحجي، وهو ثقة".

سندِ حَسَن سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عُمر رضی اللہ تعالی عنہما فرماتے ہیں: «أَنَّ مُعَاوِيَةَ كَانَ يَكْتُبُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللهِ ﷺ»[1] "حضرت مُعاویہ رضی اللہ تعالی عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی بارگاہ میں بیٹھ کر لکھا کرتے تھے"۔

حضرت سیّدنا عبد الرحمن بن ابی عمیرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، کہ مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے حضرت مُعاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کے لیے اس طرح دعا فرمائی: «اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِياً مَهْدِيّاً وَاهْدِ بِهِ!»[2] "اے اللہ! مُعاویہ کو ہادی، مَہدی (ہدایت یافتہ) اور دوسروں کے لیے ذریعۂ ہدایت بنا!"۔ اس حدیث پاک کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے حَسَن کہا، جبکہ فضائل ومَناقِب میں توضیعف حدیث بھی قابلِ عمل ہوا کرتی ہے۔

مشہور محدّث حضرت عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ تعالی عنہ سے سوال ہوا، کہ حضرت مُعاویہ اور حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالی عنہما میں سے افضل کون ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: "الغبارُ الذي دخلَ في أنف فرسِ مُعاويةَ مع النّبي ﷺ، خيرٌ مِن مثلِ عُمرَ بن عبد العزيز"[3] "رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی رفاقت میں، حضرت امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کے گھوڑے کی ناک میں جو غُبار داخل ہوا، وہ بھی حضرت عمر بن عبد العزیز جیسے حضرات گرامی سے افضل ہے"؛ کیونکہ امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالی عنہ صحابئ رسول ہیں، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے پیچھے نمازیں ادا کی ہیں، اس سے بڑھ کر اَور کیا بزرگی ہو سکتی ہے؟!۔

---

(١) "المعجم الكبير" عبد الله بن عَمرو بن العاص، ر: ١٤٤٤٦، ١٣/ ٥٥٤. و"مجمع الزوائد" كتاب المناقب، باب ما جاء في معاوية بن أبي سفيان رضي الله عنهما، ر: ١٥٩٢٤، ٩/ ٣٥٧. [قال الهيثمي:] "رواه الطَبَراني وإسنادُه حَسن".

(٢) "مسند الإمام أحمد" حديث عبد الرحمن بن أبي عميرة، ر: ١٧٨٩٥، ٢٩/ ٤٢٦. و"سنن الترمذي" أبواب المناقب، ر: ٣٨٤٢، صـ٨٦٩. [قال أبو عيسى:] "هذا حديثٌ حسنٌ غريب". و"مسند الشّاميين" سعيد عن يونس بن ميسرة، ر: ٣١١، ١/ ١٨١.

(٣) "مرقاة المفاتيح" شرح مقدّمة المشكاة، ١/ ٨٣.

رہا امام اسحاق بن رَاہْوَیہ کا قول، تو اس میں حَسَن اور مَوقوف احادیث کی نفی ثابت نہیں، جبکہ یہ بھی قسمِ احادیث میں سے ہیں، لہٰذا اس طرح کا طرزِ استدلال ایک لاحاصل کوشش کے سوا کچھ نہیں!۔ امام ابن عساکر نے بھی "صحیح مسلم" کی حدیثِ ابن عباس[1]، ترمذی کی حدیثِ عبد الرحمن بن ابی عمیرہ[2]، اور حدیثِ عرباض بن ساریہ[3] بطورِ دلیل پیش کرکے، ابنِ راہْوَیہ کے قول کا تعقّب کیا[4]۔ لہٰذا اگر اسحاق بن راہْوَیہ کو صحیح حدیث نہیں ملی، تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں، کہ حدیث صحیح موجود ہی نہیں۔ نیز ابنِ راہْوَیہ کا یہ قول اپنی سند کے اعتبار سے ایک غیر ثابت قول ہے، لہٰذا اس کی بنیاد پر اعتراض وارد کرنا درست نہیں۔

حضرت امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر لفظ باغی کا اِطلاق!

(۲) اعتراض: حضرت امّ سلَمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عمّار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا: «تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ!»[5] "تمہیں ایک باغی گروہ شہید کرے گا!"۔ چونکہ

---

(۱) انظر: "صحيح مسلم" كتاب فضائل الصحابة، باب فضائلِ أَبِي سُفْيان بنِ حَرْبٍ رضی اللہ عنہ، ر: ٦٤٠٩، صـ١١٠١.

(۲) انظر: "سنن الترمذي" أبواب المناقب، ر: ٣٨٤٢، صـ٨٦٩. [قال أبو عيسى]: "هذا حديثٌ حسنٌ غريب".

(۳) "الشّريعة" للآجرّي، كتاب فضائل معاوية بن أبي سفيان رضی اللہ عنہ، باب ذكر دعاء النّبي صلی اللہ علیہ وسلم لمعاوية رضی اللہ عنہ، ر: ١٩١١، ٥/ ٢٤٣٣. و"المعجم الكبير" باب، ما أسند مَسلمة بن مخلد، ر: ١٠٦٦، ١٩/ ٤٣٩.

(٤) انظر: "تاريخ دِمشق" معاوية بن صخر أبي سفيان بن حرب، ٥٩/ ١٠٦.

(٥) "صحيح مسلم" كتاب الفِتن و أشراط السّاعة، باب لا تقوم السّاعة حتى يمرّ الرجل بقبر الرجل، ر: ٧٣٢٢، صـ١٢٦٢. و"سنن الترمذي" أبواب المناقب، باب مناقب عمّار بن ياسر رضی اللہ عنہ، ر: ٣٨٠٠، صـ٨٦٢. [قال أبوعيسى:] "وفي الباب عن أمّ سلَمة وعبد الله بن عَمرو وأبي اليُسر وحذيفة. وهذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ غريب، من حديث العلاء بن عبد الرحمن".

حضرت عمّار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر کے خلاف لڑے، اور انہی لوگوں کے ہاتھوں شہید بھی ہوئے، لہذا معلوم ہوا کہ حضرت مُعاویہ، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلے میں باغی بن کر آئے تھے، اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی خلیفہ برحق تھے۔

جواب: امام ابن حجر مکّی رحمۃ اللہ علیہ اس اعتراض کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں: "إنّ غايةَ ما يدلّ عليه هذا الحديثُ، أنّ معاويةَ وأصحابَه بُغاةٌ... وأنّ ذلك لا نقص فيه، وأنّهم مأجورُون غيرُ مأزورين، بنصّ قولِه ﷺ: «إنّ المجتهدَ إذا اجتهد وأخطأ، فله أجرٌ»[1]... أنّ معاويةَ مجتهدٌ... وقد أوّلَ هذا الحديثَ بما لا يقطع ببُطلانه، كما هو شرطُ الباغي الذي لا يفسق ولا يؤثَم، وقد جاء تأويلُه من طُرقٍ كثيرة، منها ما جاء بسندٍ رجالُه ثِقات: «أنّ عليّاً رضی اللہ تعالیٰ عنہ يومَ صفِين كان يَدخل عسكرَهم فيرجع، وقد خضبَ سَيفَه دَماً، ويقول لأصحابه: أعذِروني! أعذِروني!»[2]"[3].

---

(۱) انظر: "سنن أبي داود" كتاب الأقضية، باب في القاضي يخطئ، ر: ۳۵۷٤، صـ٥١٣. و"سنن الترمذي" أبواب الأحكام، باب ما جاء في القاضي يصيب ويخطئ، ر: ۱۳۲٦، صـ۳۲۱. [قال أبو عيسى:] "حديث أبي هريرة حديثٌ حسنٌ غريب، من هذا الوجه لا نعرفه من حديث سفيان الثوري عن يحيى بن سعيد، إلّا من حديث عبد الرزّاق عن معمر عن سفيان الثوري".

(۲) "مسند أبي يعلى" مسند عَمرو بن العاص رضی اللہ عنہ، ر: ۷۳٤۲، ۱۳/ ۳۲۷. و"المعجم الكبير" عبد الله بن عَمرو بن العاص رضی اللہ عنہما، ر: ١٤٣٢٧، ۱۳/ ٤٦١. و"مجمع الزوائد" كتاب الفِتن، باب فيما كان بينهم يوم صفِين، ر: ۱۲۰٤۸، ۷/ ۲٤۰. [قال الهيثمي:] "رواه الطَبَراني وأحمد باختصار، وأبو يعلى بنحو الطَبراني، والبزّار بقوله: «تقتل عمّاراً الفئةُ الباغيةُ!» عن عبد الله بن عَمرو وحده، ورجالُ أحمد وأبي يعلى ثِقات".

(۳) "تطهير الجنان" لابن الحجر، الفصل ۳ في الجواب عن أمور، صـ۱۱۲.

"زیادہ سے زیادہ اس حدیث: «تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ!» سے جو نتیجہ نکل سکتا ہے، وہ یہ ہے کہ حضرت امیر مُعاویہ اور ان کے اصحاب باغی تھے، (یہ جان لیجیے کہ) باغی ہونا ان کے لیے کچھ نقص یا عیب نہیں، اور اس کے باوُجود بھی، وہ لوگ مستحقِ اجر وثواب ہیں، اور گنہگار نہیں؛ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "مجتہد جب اجتہاد کرے، اور اس میں خطا ہو جائے، تب بھی اس کے لیے ایک اجر ہے"۔ حضرت مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجتہد ہیں، انہوں نے اس حدیث پاک کی تاویل بھی ایسی کی، جو قطعی ُالبطلان نہیں۔ یہی کیفیت اُس باغی کی ہوتی ہے، جو فاسق وگنہگار نہیں ہوتا۔ چنانچہ اس حدیث پاک کی تاویل کئی سندوں سے مروی ہے، مِن جملہ ایک سند جس کے تمام راوی ثقہ ہیں، یہ ہے کہ "حضرت سیّدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صِفّین کے دن مُقابل لشکر میں جاتے، اور پھر لَوٹ کر آتے، تو ان کی تلوار خون سے سرخ ہوتی تھی، اور وہ اپنے اصحاب سے فرماتے کہ مجھے معذور سمجھو! مجھے معذور سمجھو!"۔

سیّدنا عبداللہ بن عَمرو بن عاص نے اپنے والد سے کہا، کہ دیکھیے ہم نے کس شخص کو قتل کر دیا، جس کے حق میں رسول اللہ ﷺ نے ایسا ایسا فرمایا تھا، ان کے والد نے کہا: کون شخص؟ انہوں نے کہا کہ عمّار! کیا آپ نے رسولِ خدا سے نہیں سنا؟ آپ ﷺ نے مسجد نبوی کی تعمیر کے وقت فرمایا تھا، جبکہ ہم لوگ ایک ایک اینٹ اٹھاتے تھے، اور حضرت عمّار رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو۲ دو۲ اینٹیں اٹھاتے تھے، اتنے میں رسول اکرم ﷺ کا گزر ان کے پاس سے ہوا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: «يَا أَبَا الْيَقْظَانِ! تَحْمِلُ لَبِنَتَيْنِ وأَنْتَ نَاقِةٌ مِنْ مَرْضٍ، أَمَا إِنَّهُ سَتَقْتُلُكَ الفِئَةُ البَاغِيَةُ، وأَنْتَ مِنْ أَهْلِ الجَنَّةِ!» "اے ابو الیقظان! تم دو۲ دو۲ اینٹیں اٹھا رہے ہو، حالانکہ بیماری کے باعث تم بہت کمزور ہو چکے ہو! یاد رکھو کہ تمھیں ایک باغی گروہ قتل کرے گا! اور تم اہلِ جنّت میں سے ہو!"۔ سیّدنا عَمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: ہاں مجھے یاد ہے! پھر سیّدنا عَمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس فرمان کا ذکر کیا، تو حضرت مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

«اسكُتْ... أنحنُ قتلناه؟! إنّما قَتَلَهُ مَن جاءوا به، فألقَوْه بين رِماحِنا!»[۱] "چپ رہو! ہم نے انہیں کب قتل کیا ہے؟ ان کے قاتل تو وہی لوگ ہیں جو انہیں لائے تھے! ان لوگوں نے انہیں ہمارے نیزوں کے درمیان ڈال دیا!"۔

ایک اَور روایت میں بسندِ صحیح آیا، کہ حضرت عَمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جب یہ حدیث: «تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ!»[۲] "تمہیں ایک باغی گروہ شہید کرے گا" بیان کی گئی، توانہوں نے حضرت مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث ذکر کی، حضرت مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: «دُحِضْتَ فِي بَوْلِكَ، أَوَ نَحْنُ قَتَلْنَاهُ؟ إِنَّمَا قَتَلَهُ عَلِيٌّ وَأَصْحَابُهُ، جَاءُوا بِهِ حَتَّى أَلْقَوْهُ بَيْنَ رِمَاحِنَا!» أَوْ قَالَ: «بَيْنَ سُيُوفِنَا!»[۳] "تم

---

(١) "المعجم الكبير" عبد الله بن عَمرو بن العاص رضي الله تعالى عنه، ر: ١٤٣٢٧، ١٣/ ٤٦١. و"مستدرَك الحاكم" كتاب معرفة الصحابة رضي الله تعالى عنهم، ذكر مناقب عمّار بن ياسر رضي الله تعالى عنه، ر: ٥٦٥٩، ٣/ ٤٣٦. [قال الحاكم:] "صحيحٌ على شرطهما ولم يخرجاه بهذه السياقة". [وقال الذهبي:] "على شرط البخاري ومسلم". و"مجمع الزوائد" كتاب الفِتن، باب فيما كان بينهم يوم صفين، ر: ١٢٠٤٨، ٧/ ٢٤١. [قال الهيثمي:] "رواه الطَبَراني وأحمد باختصار، وأبو يعلى بنحو الطَبَراني، والبزّار بقوله: «تقتل عمّاراً الفئةُ الباغيةُ!» عن عبد الله بن عَمرو وحده، ورجالُ أحمد وأبي يعلى ثِقات".

(٢) "صحيح مسلم" كتاب الفِتن و أشراط السّاعة، باب لا تقوم السّاعةُ حتّى يمرّ الرجل بقبر الرجل، ر: ٧٣٢٢، صـ١٢٦٢. و"سنن الترمذي" أبواب المناقب، باب مناقب عمّار بن ياسر رضي الله تعالى عنه، ر: ٣٨٠٠، صـ٨٦٢. [قال أبو عيسى:] "وفي الباب عن أمّ سلَمة وعبد الله بن عَمرو وأبي اليُسر وحذيفة. وهذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ غريب، من حديث العلاء بن عبد الرحمن".

(٣) "مسند الإمام أحمد" حديث عَمرو بن العاص عن النّبي صلّى الله تعالى عليه وسلّم، ر: ١٧٧٧٨، ٢٩/ ٣١٦، ٣١٧. و"مسند أبي يعلى" حديث عَمرو بن حزم، ر: ٧١٧٥، ١٣/ ١٢٣. و"مستدرَك الحاكم" كتاب قتال أهل البغي وهو آخِر الجهاد، ر: ٢٦٦٣، ٢/ ١٦٨. [قال الحاكم:] "هذا حديثٌ صحيحٌ على شرط الشيخَين ولم يخرجاه بهذه السياقة". [وقال الذهبي:] "على شرط البخاري ومسلم". و"السنن الكبرى" للنَّسائي، كتاب قتال أهل البغي، باب الخلاف في قتال أهل =

بھی اُس کے کہنے میں آتے ہو! کیا ہم نے انہیں قتل کیا ہے؟ ان کو تو حضرت علی اور ان کے ساتھیوں نے قتل کیا ہے، جبکہ وہ ان کو لے کر آئے، اور ہمارے نیزوں اور تلواروں کے درمیان ڈال دیا!۔

صحیح سند سے مَروی ہے، کہ حضرت امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حضرت عمّار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کی بابت دو۲ آدمیوں میں جھگڑا ہوا، ہر ایک کہتا تھا کہ انہیں میں نے قتل کیا ہے، یہ جھگڑا حضرت عمّار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سامان حاصل کرنے کی خاطر تھا، حضرت عبداللہ بن عَمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی وہیں موجود تھے، انہوں نے فرمایا، کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے: «تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ!»[1] "عمّار کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا!" تب ان دونوں میں سے ہر ایک نے قتل سے انکار کر دیا۔

اس پر حضرت مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عَمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا کہ جب ایسا ہے، تو تم ہمارے ساتھ کیوں ہو؟ انہوں نے فرمایا کہ ایک بار میرے والد نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے میری شکایت کی تھی، تو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا: «أَطِعْ أَبَاكَ مَادَامَ حَيًّا، وَلَا تَعْصِهِ!»

=

البغي، ر: ١٦٧٩٠، ٨/ ٣٢٨. و"مجمع الزوائد" كتاب الفِتن، باب فيما كان بينهم يوم صِفين، ر: ١٢٠٤٩، ٧/ ٢٤٢. [قال الهيثمي:] "رواه أحمد وأبو يعلى والطَبَراني، ورجالُ أحمد رجالُ الصحيح، غير محمد بن عَمرو، وهو ثقة".

(١) "مصنَّف ابن أبي شَيبة" كتاب الجمل، باب ما ذكر في صفين، ر: ٣٧٨٤٥، ٧/ ٥٤٧. و"مسند الإمام أحمد" مسند عبد الله بن عَمرو بن العاص رضي الله عنهما، ر: ٦٥٣٨، ١١/ ٩٦. و"مسند أبي يعلى" حديث عمرو بن حزم، ر: ٧١٧٥، ١٣/ ١٢٣. و"مجمع الزوائد" كتاب الفِتن، باب فيما كان بينهم يوم صفِين، ر: ١٢٠٦٣، ٧/ ٢٤٤. [قال الهيثمي:] "رواه أحمد، ورجالُه ثِقات".

"جب تک تمھارے والد حیات ہیں ان کی اِطاعت کرو، اور ان کی نافرمانی مت کرنا!" لہذا اسی (والد کی فرمانبرداری کے) سبب، میں آپ (مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے ساتھ ہوں، لیکن میں کسی سے لڑتا نہیں"[1]۔

علاوہ ازیں اس مُعاملہ میں حضرت علی اور حضرت مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما، دونوں ہی کو معذور سمجھا جائے، لیکن دلیل صریح چونکہ حضرت مَولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف ہے، اس لیے وہی امامِ برحق ہیں، اور ان کے مقابلے میں حضرت مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ باعتبارِ اجتہاد مُخطی ومعذور ہیں، لیکن اجتہادی بھول چُوک کو بنیاد بناکر، کسی کو شرعًا اس بات کی اجازت نہیں، کہ ان کی شان میں گستاخی کرے، یا کسی بھی طرح کے نازیبا کلمات کہے۔

صدرالشریعہ حضرت مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ کسی صحابی پر لفظ "باغی" کے اِطلاق کے بارے میں فرماتے ہیں کہ "گروہِ امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حسب اصطلاحِ شرع اِطلاق فئہ باغیہ آیا، مگر اب کہ "باغی" بمعنی مُفسِد ومُعانِد وسرکش ہوگیا، اور دشنام (گالی) سمجھا جاتا ہے، اب کسی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اس لفظ کا اِطلاق جائز نہیں"[2]۔

چونکہ اہلِ علم حضرات اس بات کو بخوبی جانتے ہیں، کہ حدیث پاک میں لفظ "باغی" کا اِطلاق مقامِ مذمّت میں نہیں، بلکہ اصطلاحی معنی کے بیان کے لیے آیا ہے؛ کیونکہ امامِ برحق کے خلاف جو خُروج کرے، اگرچہ تاویلِ صحیح کے سبب ہو، فقہی اصطلاح میں اس پر لفظ "باغی" کا اِطلاق ہوتا ہے، اب چونکہ اس لفظ کا استعمال مُعانِد وسَرکش کے معنی میں ہونے لگا ہے، اور تقریبًا ہر شخص اس کا بُرا معنی ہی مراد لیتا یا سمجھتا ہے، لہذا تبدیلِ عُرف کے سبب، اس کا اِطلاق اب کسی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے ہرگز جائز نہیں!۔

---

(١) "مسند الإمام أحمد" مسند عبد الله بن عَمرو بن العاص رضي الله عنهما، ر: ٦٥٣٨، ١١/ ٩٦. و"مجمع الزوائد" كتاب الفِتن، باب فيما كان بينهم يوم صفِين، ر: ١٢٠٦٣، ٧/ ٢٤٤. [قال الهيثمي:] "رواه أحمد، ورجالُه ثِقات".

(۲) "بہارِ شریعت" امامت کا بیان، حصہ اوّل، ۱/۲۶۰۔

کیا حضرت امیر مُعاویہ نے حضرت سعد کو حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہم کی برائی بیان کرنے کا حکم دیا؟

(۳) اعتراض: حضرت امیر مُعاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالی نے، حضرت سعد رضی اللہ تعالی عنہ کو جب امیر بنایا، توانہیں حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کی بُرائی بیان کرنے کا حکم دیا۔

جواب: روایت کے اصل الفاظ یوں ہیں، کہ حضرت امیر مُعاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالی نے، حضرت سعد رضی اللہ تعالی عنہ کو جب امیر بنایا، توان سے دریافت کیا: «مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسُبَّ أَبَا التُّرَابِ؟»[1] "تمہیں ابوتراب (یعنی حضرت علی) کو بُرا کہنے میں کیا چیز مانع ہے؟"۔ امام نَووی رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں مذکورہ بالا اعتراض کا جواب ارشاد فرماتے ہیں: "قال العلماء... يجب تأويلُها... فقول مُعاوية هذا، ليس فيه تصريحٌ بأنّه أمرَ سعداً بسبِّه، وإنّما سأله عن السبب المانع له من السبّ، كأنّه يقول: هل امتنعتَ تورُّعاً أو خَوفاً أو غيرَ ذلك؟ فإن كان تورُّعاً وإجلالاً له عن السبّ، فأنتَ مصيبٌ محسِنٌ، وإن كان غيرَ ذلك فله جوابٌ آخَر. ولعلّ سعداً قد كان في طائفةٍ يَسبّون، فلم يسبّ معهم... فسأله هذا السّؤالَ. قالوا: ويحتمل تأويلاً آخَر أنّ معناه: ما منعَك أن تُخطِّئَه في رأيِه واجتهادِه؟ وتُظهِرَ للنّاس حُسنَ رأيِنا واجتهادِنا؟ وأنّه أخطأ قوله؟"[2].

"علمائے کرام نے فرمایا، کہ اس قسم کی احادیث میں تاویل واجب ہے، حضرت مُعاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کے اس قول میں یہ صراحت نہیں، کہ انہوں نے حضرت سعد رضی اللہ تعالی عنہ کو حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کو بُرا کہنے کا حکم دیا، بلکہ بُرا نہ کہنے کا سبب دریافت کیا تھا، کہ آیا تم ان کو تقوی وپرہیز گاری کے سبب بُرا نہیں کہتے، یا کوئی اَور سبب ہے برانہ

---

(۱) "صحيح مسلم" كتاب فضائل الصحابة رضي الله تعالى عنهم، باب من فضائل علي بن أبي طالب رضي الله تعالى عنه، ر: ٦٢٢٠، صـ١٠٥٩.

(۲) "شرح صحيح مسلم" للنووي، كتاب فضائل الصحابة رضي الله تعالى عنهم، باب من فضائل علي بن أبي طالب رضي الله تعالى عنه، ١٥/ ١٧٥ ملتقطاً.

کہنے میں؟ اگر تم تقوی وپرہیزگاری کے سبب بُرا نہیں کہتے، تب تو تم حق پر ہو، اور تمھارا نظریہ بھی درست ہے، اور اگر اس کا سبب کچھ اَور ہے تو بیان کرو! غالبًا حضرت سعد رضی اللہ تعالی عنہ کا تعلق اس گروہ سے تھا، جو حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کو برا کہتے تھے، اس کے باوُجود وہ خود حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کی برائی نہیں کرتے تھے، لہذا حضرت امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالی عنہ نے یہ سوال کیا۔ اس حدیث پاک کی دوسری تاویل یہ بھی ہے، کہ حضرت مُعاویہ رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ تعالی عنہ سے دریافت کیا، کہ کیا وجہ ہے کہ تم حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کی رائے کو خطا نہیں کہتے، اور لوگوں سے نہیں کہتے کہ ہماری رائے اور اجتہاد صحیح ہے، اور حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کی رائے اور ان کا اجتہاد غلط ہے؟"۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کی بُرائی ثابت کرنے کی ناکام کوشش

(۴) اعتراض: حضرت شدّاد بن اوس، حضرت مُعاویہ کے پاس آئے، اس وقت حضرت عَمرو بن عاص رضی اللہ تعالی عنہم ان کے پاس انہی کی مَسند پر بیٹھے تھے، حضرت شدّاد بن اوس رضی اللہ تعالی عنہ ان دونوں کے درمیان جاکر بیٹھ گئے، اور فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ میں تم دونوں کے درمیان کیوں بیٹھا ہوں؟ (پھر فرمایا کہ) میں نے مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے: «إِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا جَمِيعًا فَفَرِّقُوا بَيْنَهُمَا، فَوَاللهِ! مَا اجْتَمَعَا إِلَّا عَلَى غَدْرَةٍ!»[1] "جب تم مُعاویہ اور عَمرو بن عاص کو ایک ساتھ بیٹھے دیکھو، تو انہیں جُدا کر دو؛ کیونکہ خدا کی قسم! وہ دونوں جب جمع ہوں گے تو عہد شکنی[2] کے لیے جمع ہوں گے"، لہذا میں نے چاہا کہ آپ دونوں کے درمیان تفریق کردُوں۔ اس روایت سے حضرت امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کی بُرائی ثابت ہوتی ہے!۔

---

(۱) "المعجم الكبير" يعلى بن شدّاد بن أوس عن أبيه، ر: ۷۱۶۱، ۷/ ۲۸۹. و"مجمع الزوائد" كتاب الفِتن، باب، ر: ۱۲۰۷۷، ۷/ ۲٤۸. [قال الهيثمي:] "رواه الطَبَراني وفيه عبد الرحمن بن يعلى بن شدّاد، ولم أعرفه، وبقية رجاله ثِقات".

(۲) غدرة: ایک معنی "رائے کی پختگی" کے بھی ہیں۔ "مفرداتِ امام راغب اصفہانی" میں ہے: غدرة: أيضاً: "جُعل مثلاً لَمن له ثباتٌ، فقيل: ما أثبت غدره". ["المفردات" الغين، غدر، صـ۳۷۰]. لہذا اس اعتبار سے معنی یہ ہوئے کہ "جب بھی یہ آپس میں جمع ہوں تو انہیں الگ کر دینا، ورنہ ان کی طاقت بڑھ جائے گی"۔

جواب: امام ابن حجر مکّی رحمہ اللہ "تطہیر الجنان" میں اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: "أمّا الأوّل: فالحديثُ لم يَثبت؛ لأنّ في سندِه مَن قال الحافظُ الهيثمي فيه: مَن لا أعرفُه. وأمّا ثانياً: فكلٌّ مِن معاوية وعَمرو كان من دُهاة العَرب، فبفَرض صحّة الحديث، لأحبَّ النبيُّ ﷺ أن لا يجتمعا؛ فإنّ اجتماعَهما رُبما إلى أمرٍ دنيوي فيه ضررٌ للغير، كما أشار إليه بالغدر، وهذا لا يَقتضي ذَمّاً لمعاوية، فيما وقعَ منه من الاجتهاد في قِتاله لعلي رضي الله عنه. ويدلّ لذلك أنّه ﷺ صحّ عنه ثناءٌ ومدحٌ لكلٍّ من الرجلَين"[1] "اس اعتراض کا **پہلا جواب** تو یہ ہے، کہ یہ حدیث پایۂ ثبوت تک نہیں پہنچی؛ کیونکہ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ نے اس کی سند کی بابت فرمایا، کہ اس کے بعض راویوں کو میں نہیں جانتا۔

اسی طرح امام ابن عساکر نے بھی "تاریخِ دِمشق" میں اس روایت کے بعض راویوں کے بارے میں کلام فرماتے ہوئے لکھا: "سعيدُ بن عبد الرحمن وأبوه مجهولان، وسعيدُ بن كثير بن عفير، وإن كان قد رَوى عنه البخاريُّ، فقد ضعّفه غيرُه"[2] "مذکورہ روایت کے دو ۲ راوی: سعید بن عبد الرحمن اور اس کے والد مجہول راوی ہیں، جبکہ سعید بن کثیر بن عفیر سے اگرچہ امام بخاری نے روایت کیا ہے، لیکن دیگر محدثین نے اسے ضعیف قرار دیا ہے"۔

اس اعتراض کا **دوسرا جواب** یہ ہے، کہ حضرت امیر مُعاویہ اور حضرت عَمرو بن عاص رضی اللہ تعالی عنہما، دونوں عُقلائے عرب میں سے تھے، لہذا اگر بالفرض یہ حدیث صحیح بھی ہو، تو اس میں رسول اکرم ﷺ کا مقصود یہ ہے، کہ یہ دونوں ایک جگہ مجتمع نہ ہونے پائیں، ورنہ ان کا جمع ہونا کبھی کسی امرِ دنیوی کے لیے ہو جائے گا، جس میں دوسروں کے لیے ضرر ونقصان ہو سکتا ہے! اسی مطلب کو لفظ "**غدر**" سے تعبیر فرمایا۔

---

(١) "تطهير الجنان" لابن حجر، الفصل ٣ في الجواب عن أمور، صـ١٥٠.

(٢) "تاريخ دِمشق" لابن عساكر، باب العين، عَمرو بن العاص بن وائل بن هاشم، ر: ١٠٠٢٧، ٤٦/١٦٩.

اس سے حضرت مُعاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کی کوئی بُرائی ثابت نہیں ہوتی اُس اجتہاد کے حوالے سے، جو انہوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کے خلاف جنگ کے بارے میں کیا تھا۔

اس تاویل کی وجہ یہ ہے، کہ تاجدارِ رسالت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے دیگر احادیث مبارکہ میں، حضرت امیر مُعاویہ اور حضرت عَمرو بن عاص رضی اللہ تعالی عنہما دونوں کی تعریف ومدح ثابت ہے"۔

سیّدنا امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ کی شہادت پر خوشی کے اظہار کی تہمت

(۵) اعتراض: جب حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ کی شہادت کی خبر حضرت امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کو پہنچی، توانہوں نے کہا: "استراح قلبي!"، "میرے دل نے راحت پائی!"۔ اس وقت سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما بھی ملکِ شام میں موجود تھے، انہوں نے سیّدنا مُعاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کے چہرے پر خوشی کے آثار دیکھے، تو اس کی وجہ پوچھی، امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا: "مات الحسن"(۱) "حسن وفات پاگئے"۔

جواب: ابن خلّکان اور محمد بن موسی دمیری نے اس روایت کو لکھا، مگر اس کی سند بیان نہیں کی، البتہ رافضی مؤرِّخ علی بن حسین مسعودی نے "مُروج الذہب" میں اسے سند کے ساتھ ذکر کیا ہے، مگر یہ روایت قابلِ حجت نہیں؛ کیونکہ اس کی سند صحیح نہیں۔ مسعودی کی سند کے مطابق اس کا پہلا راوی محمد بن حمید رازی ہے، جو ایک ضعیف راوی ہے، اس کے بارے میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں: "حافظٌ ضعيفٌ، وكان ابنُ مَعين حَسنَ الرّأي فيه"(۲) "یہ ضعیف حافظ ہے، اور ابن مَعین اس کے بارے میں اچھی رائے رکھتے تھے"۔

---

(۱) انظر: "مُروج الذهب" للمسعودي، ۱/ ۳٤۷. "وفيّات الأعيان" حرف الحاء، الحسن بن علي بن أبي طالب رضي الله تعالى عنهما، ۲/ ٦٦. و"حياة الحيوان الكبرى" خلافة أمير المؤمنين الحسن بن علي رضي الله تعالى عنهما، ۱/ ۸۹.

(۲) "تقريب التهذيب" حرف الميم، من اسمه محمد، ر: ٥۸۳٤، ۱/ ٤۷٥.

امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا رحمہ اللہ، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کے اس کلام پر، اپنی تعلیق میں فرماتے ہیں: "وقال أبو زرعة، ثمّ ابنُ الجَوزي، ثمّ السُّيوطي: كذّابٌ"[1] "ابوزرعہ رازی، پھر ابن جَوزی، پھر امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہم نے (محمد بن حمید رازی کے بارے میں) فرمایا کہ یہ جھوٹا (کذّاب) ہے"۔

اسی روایت کا دوسرا راوی علی بن مجاہد ہے، جس کے بارے میں امام ذَہبی رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں: "علي بن مجاهد كذّابٌ"[2] "علی بن مجاہد جھوٹا (کذّاب) ہے"۔ حضرت یحیی بن مَعین رحمہ اللہ، علی بن مجاہد کے بارے میں فرماتے ہیں: "كان يَضع الحديثَ"[3] "وہ حدیث گھڑا کرتا تھا"۔ اور اہلِ علم حضرات اس بات سے بخوبی واقف ہیں، کہ کذّاب راوی کی روایت مردود، باطل، جھوٹی اور مَن گھڑت شمار کی جاتی ہے۔

علاوہ ازیں علی بن مجاہد نے اس روایت کو محمد بن اسحاق سے نقل کیا، جبکہ علی بن مجاہد کا ابن اسحاق سے سماع ثابت ہی نہیں، جیسا کہ امام ابو حاتم تحریر فرماتے ہیں: "قال يحيى بن المغيرة: سمعتُ يحيى بن الضريس، يقول: علي بن مجاهد لم يسمع من ابن إسحاق"[4] "یحیی بن مُغیرہ فرماتے ہیں، کہ میں نے یحیی بن ضریس سے سنا، وہ فرماتے ہیں کہ علی بن مجاہد کا ابن اسحاق سے سماع ثابت نہیں"۔

امیر مُعاویہ کی اہلِ بیت سے والہانہ محبت

علاوہ ازیں بُغض مُعاویہ رکھنے والوں کی امیدوں اور تہمتوں کے برعکس، سیّدنا امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہلِ بیت اَطہار سے، نہ صرف والہانہ محبت وعقیدت کے جذبات رکھتے تھے، بلکہ ان کی تعظیم وتوقیر میں بھی کوئی کسر اٹھا نہ رکھتے تھے، اہلِ بیت کِرام سے ان کی محبت کا یہ عالَم تھا، کہ امام ابو بکر محمد بن حسین آجرّی رحمہ اللہ

---

(١) "تعليقات الإمام أحمد رضا" على "تقريب التهذيب" صـ٢٥٩.

(٢) "المغني في الضعفاء" ر: ٤٣٢٣، ٢/ ٤٥٤.

(٣) "الكشف الحثيث" للحَلَبي، حرف العين، ر: ٥٢١، ١/ ١٨٩.

(٤) "الجرح والتعديل" علي بن مجاهد الكابلي أبو مجاهد الكندى، ر: ١١٢٣، ٦/ ٢٠٥.

نے، اپنی کتاب "الشریعۃ" میں اس پر ایک مستقل باب باندھا ہے، اور اس کا نام رکھا: "باب ذكر تعظيم مُعاوية لأهل بيتِ رسولِ الله ﷺ، وإكرامِه إيّاهم"[۱]۔

صرف یہی نہیں، بلکہ حضرت امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صُلح نامہ کی شرائط کی پابندی کرتے ہوئے، سیّدنا امام حسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں، پابندی سے مقرّرہ وظیفہ بھی پیش کیا کرتے۔ حضرت جعفر بن محمد رحمۃ اللہ علیہما اپنے والد سے بیان کرتے ہیں: "إنّ الحسنَ والحسينَ كانا يَقبلانِ جوائزَ مُعاوية"[۲] "سیّدنا امام حسن وامام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما، حضرت امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے ملنے والا وظیفہ قبول فرمایا کرتے تھے"۔

خاتونِ جنّت کی منقبت، امیر مُعاویہ کی زبانی

امام زُہری رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے، کہ حضرت سیّدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب شہید کر دیے گئے، تو سیّدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے، حضرت مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے کہا: «لَوْلَمْ يَكُنْ لَكَ فَضْلٌ عَلَى يَزِيد، إلَّا أَنَّ أُمَّكَ امْرَأَةٌ مِنْ قُرَيْشٍ، وَأُمَّهُ امْرَأَةٌ مِنْ كَلْبٍ، لَكَانَ لَكَ عَلَيْهِ فَضْلٌ، فَكَيْفَ وَأُمُّكَ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللهِ ﷺ»[۳] "آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ قرشی ہیں، اور یزید کی ماں قبیلہ بنی کلب سے ہے، یہی بات یزید پر آپ کی فضیلت کے لیے کافی تھی، حالانکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ تو صرف قرشی ہی نہیں، بلکہ رسول اللہ ﷺ کی شہزادی بھی ہیں (یعنی سیّدہ فاطمہ)، پھر آپ کے آگے یزید کی کیا حیثیت؟!"۔

---

(۱) انظر: "الشّريعة" للآجرّي، كتاب فضائل معاوية بن أبي سفيان، باب ذكر تعظيم معاوية لأهل بيت رسول الله ﷺ وإكرامه إيّاهم، ر: ۱۹۵۹، ٥/ ۲٤٦۸.

(۲) "شرح أصول اعتقاد أهل السنّة والجماعة" سياق ما روي عن النّبي ﷺ في فضائل أبي عبد الرّحمن معاوية بن أبي سفيان، ر: ۲۷۸۲، ۸/ ۱۵۳۰.

(۳) "الشّريعة" كتاب فضائل معاوية بن أبي سفيان، باب ذكر تعظيم معاوية لأهل بيت رسول الله ﷺ وإكرامه إيّاهم، ر: ۱۹٦۱، ٥/ ۲٤٦۹. وإسنادُه حسنٌ.

لہذا امام حسن وحسین اور اہلِ بیت اَطہار رضی اللہ عنہم کی، ایسی تعظیم وتوقیر اور محبت کے باوُجود، حضرت امیر مُعاویہ پر، سیّدنا امام حسن کی شہادت پر، خوشی کے اظہار کی تہمت لگانا، انتہائی شرمناک، ناانصافی اور بُغضِ مُعاویہ پر واضح دلیل ہے۔

نیز حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ کی شہادت کی خبر آنے پر، سیّدنا امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کے ردِ عمل سے متعلق، امام ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی تحریر فرماتے ہیں: "ولمّا جاء الكتابُ بمَوت الحَسن بن علي رضي الله عنهما، اتفق كونُ ابنِ عبّاس عند مُعاوية رضي الله عنهما، فعَزاه فيه بأحسنِ تَعزيةٍ، وردّ عليه ابنُ عباس رضي الله عنه ردّاً حَسناً"[1] "جب سیّدنا امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ کے وصال کی خبر آئی، تو اتفاق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ، اس وقت حضرت امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس موجود تھے، آپ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ کے سامنے بہترین انداز والفاظ سے تعزیت پیش کی، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے بھی بہترین انداز میں اُن کی تعزیت کا جواب دیا"۔ لہذا معترِض کی جانب سے پیش کردہ روایت جھوٹی اور متروک ہے، اور اہلِ علم کے نزدیک اس روایت سے دلیل پکڑنا ہرگز درست نہیں ہے!۔

قصاصِ عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کا بہانہ بناکر حصولِ اقتدار کی تہمت

(٦) اعتراض: عَوانہ بن حکم اور خالد بن عجلان سے الگ الگ مروی ہے، کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالی عنہ حضرت امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس آئے، تو انہیں "امیر المؤمنین" کہہ کر سلام نہ کیا، حضرت مُعاویہ رضی اللہ تعالی عنہ نے وجہ پوچھی تو فرمایا: «فَنحْنُ الْمُؤْمِنُوْنَ، وَلَمْ نُؤَمِّرْكَ!»[2] "ہم مؤمن ہیں، اور ہم نے آپ کو اپنا امیر نہیں بنایا"، پھر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: «أَرَاكَ مُعْجَبًا بِمَا أَنْتَ فِيهِ! وَاللهِ مَا أُحِبُّ أَنِّي نِلْتُ مَا أَنْتَ فِيهِ! وَأَنِّي هَرَقْتُ مِحْجَمَةً من دَمٍ»[3] "میں دیکھ رہا ہوں

---

(١) "البداية والنهاية" فصل تولّي ابن عباس رضي الله عنه إمامة الحجّ، ٨/ ٣٣٥.

(٢) "تاريخ دِمشق" سعد بن مالك أبي وقاص، ٢٠/ ٣٥٩.

(٣) "أنساب الأشراف" للبلاذري، وأمّا معاوية بن أبي سفيان، ر: ٢٧٦، ٥/ ٨٤.

کہ آپ اپنے اس حال پر بہت خوش ہیں! خدا کی قسم اگر میں اس مقام پر ہوتا جہاں آپ ہیں، تو مجھے اس میں خوشی نہ ہوتی، کہ میں تھوڑا سا بھی خون بہا کر یہ مقام حاصل کرتا!"۔

مذکورہ بالا روایت سے معلوم ہوتا ہے، کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کا قصاص، صرف ایک بہانہ تھا، امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ساری تگ ودَو کے پیچھے اصل مقصد، اِقتدار کا حصول تھا۔

جواب: یہ روایت قابلِ حجت نہیں ہے؛ کیونکہ یہ منقطع اور ضَعیف ہے، اور اس کے راویوں کی ثقاہت میں کلام ہے۔ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو مکمل سند کے ساتھ یوں بیان کیا ہے: "أخبرنا أبو بكر محمدُ بنُ شُجاع، أنا أبو عَمرو بن مُنده، أنا الحسنُ بنُ محمد بن يوسف، أنا أبو الحسن النَّسائي، نا أبو بكر بن أبي الدّنيا، نا سليمان بن منصور الخزاعي، نا عُمر بن الحكم، عن عوانة قال: دخلَ سعدُ بنُ أبي وَقاص على مُعاوية، فلم يسلِّم عليه بالإمارة، فقال له معاويةُ: «لو شئتَ أن تقولَ غيرَها لقلتَ!» قال: «فنحن المؤمنون، ولم نؤمِّرك، كأنّك مُعجَبٌ بما أنتَ فيه، يا مُعاويةُ! واللهِ ما يَسُرُّني أنّي على الذي أنتَ عليه! وأنّي هرقتُ محجمةً مِن دمٍ!»"[1].

جبکہ احمد بن یحیی بلاذری رحمۃ اللہ علیہ نے ابوالحسن مدائنی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے، اس کی سند یُوں بیان کی: المدائني عن إسحاق بن أيوب، عن خالد بن عجلان قال: دخلَ سعدُ بن أبي وقاص على مُعاوية فقال له: «يَا مُعَاوِيَةُ! أَرَاكَ مُعْجَباً بِمَا أَنْتَ فِيهِ، وَاللهِ مَا أُحِبُّ أَنِّي نِلْتُ مَا أَنْتَ فِيهِ! وَأَنِّي هرقتُ محجمةً مِن دمٍ!»"[2].

---

(١) "تاريخ دِمشق" سعد بن مالك أبي وقاص، ٢٠/ ٣٥٩. و"تاريخ الإسلام" للذهبي، حرف السين، سعد بن أبي وقاص رضي الله عنه، ر: ٢٩، ٢/ ٤٩٠.

(٢) "أنساب الأشراف" للبلاذري، وأمّا معاوية بن أبي سفيان، ر: ٢٧٦، ٥/ ٨٤. و"تاريخ دِمشق" سعد بن مالك أبي وقاص، ٢٠/ ٣٥٩.

ابن عساکر کی روایت میں راوی سلیمان بن منصور، اور عمر بن حکم کی معترِض سے توثیق مطلوب ہے، جبکہ اس کے ایک اَور راوی عوانہ بن حکم پر نہ کسی نے جَرح کی، نہ کسی نے اس کی تعدیل کی، جیسا کہ علّامہ ذہبی رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں: "وقَلّ أن روَى حديثاً مُسنداً، ولهذا لم يذكر بجرحٍ ولا تعديلٍ، والظاهرُ أنّه صَدوق، أي: في نَقله"[1]. "ایسا بہت کم ہوا کہ عوانہ بن حکم نے مُسند حدیث روایت کی ہو، اسی لیے ان کی جرح وتعدیل بیان نہیں کی گئی، اور ظاہر یہ ہے کہ وہ نقل میں صَدوق ہیں (نہ کہ روایت میں)"۔

امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ عوانہ بن حکم کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں: "إنّه كان عثمانياً، فكان يَضع الأخبارَ لبني أميّة"[2] "وہ عثمانی راوی تھا، اور بنواُمیّہ کے حمایت میں مَن گھڑت آثار بنایا کرتا"۔

اہلِ علم حضرات بخوبی جانتے ہیں، کہ جو راوی اَخبار وآثار گھڑنے میں مشہور ہو، اس کی روایت ہرگز قابلِ استدلال نہیں ہوتی۔ مزید یہ کہ عوانہ بن حکم نے یہ واقعہ کس راوی سے سنا، اس سند میں اُس کا بھی ذکر نہیں، لہذا یہ روایت منقطع بھی ہے۔

جہاں تک بات ہے اس سند کی، جو احمد بن یحیی بلاذری رحمہ اللہ کی کتاب "اَنساب الاَشراف" میں، ابو الحسن مَدائنی کے حوالے سے منقول ہے، تو اس کے بھی دونوں راویوں پر کلام ہے، پہلے راوی اسحاق بن ایوب کی توثیق محدثین سے ثابت نہیں، جبکہ دوسرے راوی خالد بن خداش بن عجلان کا، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں، اور نہ ہی سند میں اس اَمر کا ذکر ہے، کہ انہوں نے یہ روایت کس سے سنی، لہذا اس سند کے اعتبار سے بھی، یہ روایت منقطع وضعیف ہے، لہذا یہ روایت قابلِ استدلال نہیں، اور نہ ہی اس اعتراض کی کوئی وقعت ہے۔

---

(١) "تاريخ الإسلام" للذهبي، عوانة بن الحكم، ر: ٢٧٠، ٤/ ١٧٤. و"سير أعلام النبلاء" عوانة بن الحكم، ر: ١٠٧٩، ٦/ ٦٠٢.

(٢) "لسان الميزان" من اسمه عوانة وعويد، ر: ١١٦٧، ٤/ ٣٨٦.

مساجد کے منبروں پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سبّ وشتم کروانے کی تہمت

(۷) اعتراض: مخالفین کی طرف سے، حضرت امیر مُعاویہ رضی اللہ عنہ پر ایک اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے، کہ آپ سیّدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی شان میں، بے ادبی اور گستاخی کا مُظاہرہ کرتے ہوئے مساجد کے منبروں سے، اُن کے خلاف سبّ وشتم (بُرائی) کروایا کرتے، اور بطور دلیل یہ روایت پیش کی جاتی ہے، کہ حضرت مُعاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت مُغیرہ بن شُعبہ رضی اللہ عنہ کو والیٔ کُوفہ بناتے وقت یہ حکم دیا: «لَا تَتْرُكْ شَتْمَ عَلِيٍّ وَذَمَّهُ، وَالتَّرَحُّمَ عَلَى عُثْمَانَ وَالاسْتِغْفَارَ لَهُ!»[1] "علی کو سبّ وشتم (بُرائی) کرنا اور اس کی مذمّت ترک مت کرنا! اور عثمان غنی کے لیے رحمت ومغفرت کی دعا مت چھوڑنا!"۔

جواب: مذکورہ بالا روایت قابلِ حجت نہیں؛ کیونکہ اس کے بعض راوی رافضی، کذّاب، مجہول ہیں، اور یہ روایت متروک ومنقطع بھی ہے۔ ابو جعفر محمد بن جَریر طَبری نے اس روایت کی مکمل سند یُوں بیان کی ہے:

قال هِشامُ بن محمدٍ، عن أبي مخنف، عن المجالد بن سعيد والصقعب ابن زهير وفضيل بن خديج والحسين بن عقبة المرادي قال: كلٌّ قد حدّثني بعض هذا الحديث، فاجتمع حديثُهم فيما سقت من حديث حجر ابن عَدي الكندي وأصحابه، أنّ معاويةَ بن أبي سفيان لمّا وَلّي المغيرةَ بن شُعبة الكوفةَ، في جُمادى سنة إحدى وأربعين، دعاه فحمد الله وأثنَى عليه، ثمّ قال: «أَمَّا بَعْدُ: فإنّ لذِي الحِلم قبل الْيَوْم مَا تقرع العصا، وَقَدْ قَالَ المتلمِس: لذِي الحِلم قبل الْيَوْم مَا تقرع العصا... وما علم الإنسان إلّا ليعلما، وَقَدْ يجزي عنك الحكيم بغير التعليم، وَقَدْ أردت إيصاءك بأشياء كثيرة، فأنا تاركُها اعتماداً عَلَى

---

(۱) "الكامل في التاريخ" لابن الأثير، ثمّ دخلت سنة إحدى وخمسين، ۳/ ٦۹.

بَصرك بِمَا يُرضِيني ويسعد سلطاني، ويصلح بِهِ رعيتي، ولستُ تاركاً إيصاءَك بخصلة: لا تتحم عن شتم عليٍّ وذمِّه، والترحُّمَ عَلَى عُثْمَانَ والاستغفارَ لَهُ!»[1]...إلخ.

اس روایت کے پہلے دو ۲ راوی: ہشام بن محمد کلبی، اور ابو مخنف لوط بن یحیی غامدی، رافضی، شیعہ اور کذّاب ہیں۔ چنانچہ امام ابن حِبّان رحمہ اللہ ہشام بن محمد کلبی کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں: "وكان غالياً في التشيُّع"[2] "وہ ایک غالی شیعہ تھا"۔ امام ذہبی رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں: "ابنُ الكلبي لم يكن بثقةٍ، وفيه رفضٌ"[3] "ہشام بن محمد بن کلبی، غیر ثقہ راوی ہے، اور اس میں رافضیت بھی پائی جاتی ہے"۔

اسی روایت کے دوسرے راوی ابو مخنف لوط بن یحیی غامدی کے بارے میں، امام ابن ابی حاتم رازی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں: "متروكُ الحديث"[4] "وہ متروک الحدیث ہے"۔ اور انہی نے یحیی بن مَعین رحمہ اللہ کا قول نقل کرتے ہوئے فرمایا: "أبو مخنف ليس بثقة"[5] "ابو مخنف غیر ثقہ راوی ہے"۔

امام جلال الدین سُیوطی رحمہ اللہ اس روایت کے دونوں راویوں کے بارے میں فرماتے ہیں: "لوط والكلبي كذّابان"[6] "ابو مخنف لوط بن یحیی، اور ہشام بن محمد کلبی، دونوں بہت جھوٹے (کذّاب) ہیں"۔

جبکہ سند میں "كلٌّ قد حدّثني بعضَ هذا الحديث" کے الفاظ، بعض مجہول راویوں کی طرف بھی اشارہ کر رہے ہیں، اللہ بہتر جانے کہ ان مجہول راویوں نے یہ روایت کس سے سنی! مذکورہ بالا سند میں اس کا ذکر نہیں، لہذا یہ روایت منقطع بھی ہے، چنانچہ ایسی روایات کی بنیاد پر ایک جلیل القدر صحابیٔ رسول

---

(١) "تاريخ الطَبَري" سنة ٥١، ذكر مقتل حجر بن عدي وأصحابه، ٥/ ٢٥٣.

(٢) "المجروحين" لابن حِبّان، باب الهاء، ر: ١١٥٧، ٣/ ٩١.

(٣) "تاريخ الإسلام" للذهبي، هِشام بن محمد بن سائب، ر: ٣٨٩، ٥/ ٢١١.

(٤) "الجرح والتعديل" لابن أبي حاتم، باب تسمية من روى عنه العلم من الأفراد، ر: ١٠٣٠، ٧/ ١٨٢.

(٥) "الجرح والتعديل" باب تسمية من روى عنه العلم من الأفراد، ر: ١٠٣٠، ٧/ ١٨٢.

(٦) "اللآلئ المصنوعة في الأحاديث الموضوعة" كتاب المناقب، مناقب أهل البيت، ١/ ٣٥٥.

رضی اللہ عنہ پر تہمت لگانا، اُن کی سیرت پر اعتراض کرنا، اور اُن کی برائی بیان کرنا، کسی طور پر درست نہیں، بلکہ حرام، حرام اور سخت حرام ہے۔

علاوہ ازیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی قدر و منزلت اور بلند مقام و مرتبہ سے آگاہ تھے، لہذا یہ کیسے ممکن ہے کہ حضرت مُعاویہ، سیّدنا علی المرتضی رضی اللہ تعالی پر لعنت اور سبّ وشتم کریں، یا کروائیں؟! اور بالخصوص ایسی صورت میں جبکہ خود حضرت امیر مُعاویہ رضی اللہ عنہ بھی دانشمندی، دینداری، بُردباری اور بہترین اَخلاق سے متّصف ہیں! بلکہ حقیقت یہ ہے کہ سبّ وشتم کرنے کے حوالے سے، جوکچھ ان کے بارے میں مروی ہے، اس میں اکثر جھوٹ اور غیر صحیح باتیں منقول ہیں، یہی وجہ ہے کہ معترِض بھی اپنے مؤقف کی تائید میں، کوئی ایک بھی صحیح حدیث پیش نہیں کرسکا، نہ کرسکے گا!! لہذا اپنے خبثِ باطن کے سبب ضعیف اور متروک ومنقطع روایات پیش کرنے پر مجبور ہے!۔

حضرت عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ تعالی کو رشوت دینے کی تہمت

(۸) اعتراض: حضرت امیر مُعاویہ رضی اللہ عنہ پر، مخالفین ایک تہمت یہ بھی لگاتے ہیں، کہ انہوں نے رشوت دے کر اپنے بیٹے یزید کے لیے، بیعت لینے کی کوشش کی، اور بطور دلیل یہ روایت پیش کی جاتی ہے، کہ حضرت مُعاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کی بیعت سے انکار کرنے کے بعد، سیّدنا عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ تعالی کی طرف ایک لاکھ درہم بھیجے، تو انہوں نے وہ درہم مسترد کر دیے، اور لینے سے انکار کرتے ہوئے فرمایا: «أَبِيعُ دِينِي بِدُنْيَايَ؟!»[۱] "کیا میں اپنے دین کو دنیا کے بدلے بیچ ڈالوں؟!"۔

(۱) "الاستيعاب في معرفة الأصحاب" باب عبد الرحمن، عبد الرحمن بن أبي بكر الصديق رضي الله تعالى عنهما، ر: ۱۳۹٤، ۲/ ۸۲۵. و"تاريخ دِمشق" عبد الرّحمن بن عبد الله بن عثمان ابن عامر، ر: ۳۸۵۵، ۳۵/ ۳٦. و"تهذيب الأسماء واللُّغات" للنَّووي، حرف العين المهملة، باب عبد الرحمن، ر: ۳٤٤، ۱/ ۲۹٤.

جواب: یہ روایت بھی قابلِ حجت نہیں؛ کیونکہ اس کے راوی ضعیف ومتروک ہیں۔ اس روایت کی مکمل سند حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ نے نقل کی ہے، چنانچہ تحریر فرماتے ہیں: "قال الزبير بن بكّار: حدّثني إبراهيم بن محمد بن عبد العزيز الزهري، عن أبيه عن جدِّه، قال: بعث معاويةُ إلى عبد الرّحمن بن أبي بكر بمئةِ ألفِ درهمٍ، بعد أن أبى البيعةَ ليزيد بن معاوية، فردَّها عبدُ الرّحمن وأبى أن يأخذَها، وقال: «أَبِيعُ دِينِي بِدُنْيَايَ؟!»"[1]. اس روایت کی سند میں راوی ابراہیم بن محمد بن عبد العزیز زُہری ضعیف اور متروک ہے، اور امام بخاری نے اسے "مُنكَر الحديث"[2] بتایا۔ جبکہ امام دار قُطنی نے بھی اس راوی کا شمار "ضعيف"[3] راویوں میں کیا ہے۔

اسی طرح مذکورہ بالا سند میں راوی، محمد بن عبد العزیز بن عمر بن عبد الرحمن بھی ضعیف اور متروک ہے، اور امام بخاری نے اسے بھی "مُنكَر الحديث"[4] قرار دیا ہے۔ جبکہ امام نَسائی نے بھی اسے "متروكُ الحديث"[5] کہا، اور امام دار قُطنی نے اسے "ضعيف"[6] بتایا۔ لہذا ایسی روایات کو بنیاد بنا کر حضرت امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے جلیل القدر صحابیٔ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر، اپنے دل کا بُغض نکالنے کے لیے اعتراض وارد نہیں کیا جاسکتا! اور اگر اس روایت کو کچھ دیر کے لیے درست مان بھی لیا جائے، تب بھی اس میں رشوت دینے کا ذکر

---

(١) "البداية والنهاية" ٦/ ٢٧٨.

(٢) "مختصر الكامل في الضعفاء" للمقريزي، إبراهيم بن محمد بن عبد العزيز بن عمر بن عبد الرحمن بن عوف أبو إسحاق مَدِيني، ١/ ١٢٦.

(٣) انظر: "الضعفاء والمتروكون" لابن الجَوزي، حرف الألف، من اسمه أبان، إبراهيم بن محمد بن عبد العزيز، ر: ١١٣، ١/ ٥٠.

(٤) "التاريخ الكبير" للبخاري، محمد بن عبد العزيز بن عمر بن عبد الرحمن بن عوف، ر: ٤٩٩، ١/ ١٦٧.

(٥) "الضعفاء والمتروكون" للنَّسائي، باب اللام، محمد بن عبد العزيز، ر: ٥٢٨، ١/ ٩٢.

(٦)"الضعفاء والمتروكون" لابن الجَوزي، حرف الميم، من اسمه محمد، محمد بن عبد العزيز، ر: ٣٠٧٨، ٣/ ٧٧.

کہیں نہیں۔ سیّدنا امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کی یہ عادت مبارکہ تھی، کہ وہ اپنے پاس آنے جانے والوں کو خوب مال ودولت سے نوازا کرتے تھے، اور انہیں تحفے تحائف پیش کرتے تھے، لہذا ایک صحابیٔ رسول کے بارے میں حسنِ ظن رکھتے ہوئے، ایسی تمام روایات کو اچھے مَحمَل پر محمول کرنا شرعاً واجب وضروری ہے!!۔

یزید کی بطور ولی عہد تقرّری کے سبب، سنّت میں تبدیلی کی تہمت

(۹) اعتراض: حضرت ابن ابی عاصم تحریر کرتے ہیں، کہ حضرت سیّدنا ابو ذر غِفاری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، رسول اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «أَوَّلُ مَنْ يُغَيِّرُ سُنَّتِي، رَجُلٌ مِنْ بَنِي أُمَيَّةَ!»"[۱] سب سے پہلے جو شخص میری سنّت کو تبدیل کرے گا، وہ بنواُمیّہ میں سے ہوگا!"۔ اس روایت کو نقل کرنے کے بعد معترض کہتا ہے، کہ اُمّتِ مسلمہ پر ظالم ملوکیت کے سبب، سنّتِ نبوی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم میں تبدیلی واقع ہوئی، اور اس کا ارتکاب اس شخص (یعنی امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالی عنہ) سے ہوا، جسے «وَاهْدِ بِهِ!»[۲] کا مصداق قرار دیا جاتا ہے۔

جواب: مذکورہ بالا روایت کو بطور دلیل نہیں لیا جاسکتا؛ کیونکہ اس کی سند میں بعض راوی شیعہ، قَدَری (تقدیر کے منکِر) اور بعض ایسے ہیں جن میں محدّثین کو کلام ہے۔ ابو بکر بن ابی عاصم نے اس روایت کی جو سند بیان کی، ملاحظہ فرمائیں: "حدّثنا عبيد الله بن معاذ، ثنا أبي، ثنا عوف، عن المهاجر بن مخلد، عن أبي العالية، عن أبي ذر، أنّه قال ليزيد بن أبي سفيان: سمعتُ رسولَ الله صلى الله تعالى عليه وسلم يقول: «أَوَّلُ مَنْ يُغَيِّرُ سُنَّتِي، رَجُلٌ مِنْ بَنِي أُمَيَّةَ!»"[۳].

---

(۱) "الأوائل" لابن أبي عاصم «أوّل مَن يغيّر سنّتي، رجلٌ من بني أميّة» ر: ٦٣، ١/ ٧١.

(۲) "مسند الإمام أحمد" حديث عبد الرحمن بن أبي عميرة، ر: ١٧٨٩٥، ٢٩/ ٤٢٦. و"سنن الترمذي" أبواب المناقب، ر: ٣٨٤٢، صـ٨٦٩. [قال أبو عيسى:] "هذا حديثٌ حسنٌ غريب".

(۳) انظر: "مصنَّف ابن أبي شَيبة" كتاب الأوائل، باب أول ما فعل ومن فعله، ر: ٣٥٨٧٧، ٧/ ٢٦٠. و"الأوائل" لابن أبي عاصم «أوّل مَن يغيّر سنّتي رجلٌ من بني أميّة» ر: ٦٣، ١/ ٧١.

اسی طرح یہ روایت "مصنَّف ابن ابی شَیبہ" میں بھی مذکور ہے، جہاں ابوبکر بن ابی شَیبہ نے اس روایت کو یوں نقل فرمایا: "هوذة بن خليفة، عن أبي خلدة، عن عوف، عن أبي العالية، عن أبي ذر قال: سمعتُ رسول الله ﷺ يقول: «أَوَّلُ مَنْ يُبَدِّلُ سُنَّتِي، رَجُلٌ مِنْ بَنِي أُمَيَّةَ!»[1].

اس روایت میں راوی عَوف بن ابی جمیلہ شیعہ قدری ہے، جس سے متعلق امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: "كانت فيه بدعتان: كان قدريّاً، وكان شيعيّاً"[2] "عَوف بن ابی جمیلہ میں دو۲ بدعتیں جمع تھیں: ایک یہ کہ وہ قدری تھا، اور دوسری یہ کہ وہ شیعہ تھا"۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ اسی راوی کے بارے میں فرماتے ہیں: "وكان يتشيّع"[3] "عَوف شیعہ عقائد کا حامل تھا"۔

ابو جعفر محمد بن عَمرو عُقیلی "الضعفاء الکبیر" میں محدثین کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں: "والله! لقد كان عَوف قدريّاً رافضيّاً شيطاناً"[4] "خدا کی قسم! عَوف بن ابی جمیلہ، قدری رافضی شیطان تھا!"۔

اسی طرح مذکورہ بالا روایت کے ایک اَور راوی: مہاجر بن مخلد کی روایت بھی، بغیر متابَعت کے قبول نہیں کی جاتی، یہی وجہ ہے کہ امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "مقبول"[5] لکھا۔ ابو جعفر محمد بن عَمرو عُقیلی نے ہِشام مخزومی کے حوالے سے لکھا: "كان وهيبُ بن خالد يُعِيب المهاجرَ أبا مخلد، ويقول: لا يَحفظ"[6] "وُہیب بن خالد، ابو مخلد مہاجر بن مخلد پر عیب لگاتے اور فرماتے کہ وہ حدیث یاد نہیں رکھ پاتا"۔

---

(١) "مصنَّف ابن أبي شَيبة" كتاب الأوائل، باب أوّل ما فعل ومَن فعله، ر: ٣٥٨٧٧، ٧/ ٢٦٠.

(٢) "العِلل ومعرفة الرِّجال" للإمام أحمد، ر: ٢٩١٣، ٢/ ٤٣٤.

(٣) "الطبقات الكبرى" عوف بن أبي جميلة الأعرابي، ٧/ ٢٥٨.

(٤) "الضعفاء الكبير" للعقَيلي، عوف بن أبي جميلة الأعرابي، ر: ١٤٧١، ٣/ ٤٢٩.

(٥) "تقريب التهذيب" حرف الميم، ذكر بقية حرف الميم على الترتيب، مهاجر ابن مخلد أبو مخلد، ر: ٦٩٢٤، ١/ ٥٤٨.

(٦) "الضعفاء الكبير" للعقَيلي، مهاجر بن مخلد أبو مخلد مولى أبي بكرة بصري، ر: ١٧٩٣، ٤/ ٢٠٨.

چونکہ مذکورہ بالا روایت اپنی سند میں کلام کے سبب، قابلِ استدلال نہیں، لہٰذا اسے کسی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف بطورِ دلیل پیش کرنا، ناجائز وسخت حرام ہے!۔

اس روایت پر محدثین کرام اور شارحین عظام نے جو کلام کیا ہے، اگر اس پر نظر ڈالی جائے، تو معترِض کی علمی خِیانت اور یہ اَمر بخوبی واضح ہوجائے گا، کہ روایتِ مذکورہ میں بنواُمیّہ کے جس شخص کا ذکر ہے، اس سے سیّدنا امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذاتِ والا صفات ہرگز مراد نہیں، بلکہ وہاں یزید بن مُعاویہ مراد ہے۔ چنانچہ علّامہ عبدالرؤف مُناوی "تیسیر شرح جامع صغیر" میں اس حدیث کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں: "«أَوَّلُ مَنْ يُبَدِّلُ سُنَّتِي» أي: طريقتِي وسِيرتِي القَويمةَ الاعتقاديّةَ والعَمليّة: «رَجُلٌ مِنْ بَنِي أُمَيَّةَ!» بضمّ الهمزة. زاد الروياني وابنُ عساكر في روايتهما: «يقال له: يَزيد» قال البَيهقي: هو يزيد بن مُعاوية"[1] "(میری سنّت کو سب سے پہلے بدلنے والا) یعنی سنّت سے مراد میرا سیدھا راستہ، اور درست سیرتِ اعتقادی اور عملی کو بدلنے والا (بنواُمیّہ کا ایک شخص ہوگا)۔ امام رویانی اور حافظ ابن عساکر نے یہ الفاظ زائد ذکر کیے ہیں کہ (اسے یزید کہا جائے گا) امام بیہقی فرماتے ہیں، کہ اس سے مراد یزید بن مُعاویہ ہے"۔

حافظ ابواحمد بن عدی جُرجانی رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں: "وفي بعض الأخبار مفسَّراً زاد: يقال له: يزيد"[2] "بعض اَخبارِ مفسَّرہ میں اتنے الفاظ یہ زائد ہیں، کہ (بنواُمیّہ کے) اس شخص کو "یزید" کہا جائے گا"۔

ایک اَور جواب

علاوہ ازیں بعض لوگ سیّدنا امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اعتراض کرتے ہوئے، یہ بھی کہتے ہیں کہ انہوں نے شفقتِ پدَری کے سبب، یزید جیسے فاسق وفاجر شخص کو اپنا جانشین مقرَّر کیا!۔

---

(١) "التيسير بشرح الجامع الصغير" حرف الهمزة، ١/ ٣٩٣.

(٢) "الكامل في ضعفاء الرجال" رفيع بن مهران بصري، ر: ٦٧٩، ٤/ ٩٧.

اوّلاً: اس کا جواب یہ ہے کہ سیّدنا امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے سُسرالی رشتہ دار، کاتبِ وحی اور جلیل القدر صحابیٔ رسول ہیں، انہوں نے یزید کو اپنا جانشین مقرّر کیا تھا یا نہیں، یہ کوئی قطعی بات نہیں، لہذا اس چیز کو بنیاد بنا کر کسی صحابیٔ رسول کی شان میں گستاخی یا بے ادبی کرنا، کسی طور پر جائز نہیں۔ یاد رہے کہ جس بات یا خبر سے کسی صحابیٔ رسول کی شان میں کوئی فرق آتا ہو، یا اُن کی شان میں کوئی نقص وارد کرنے کا کسی کو موقع ملتا ہو، تو سب سے پہلے اسے قرآنِ کریم کے معیار پر پرکھا جائے گا، کہ آیا کیا اُس خبر کا معیار بھی ویسا ہی ہے جیسا کلامِ پاک کا ہے؟ ظاہر سی بات ہے کہ یقیناً کسی خبرِ واحد کا معیار قرآنِ کریم جیسا ہرگز نہیں ہوسکتا؛ کیونکہ ان خبروں کے بارے میں تو کلام ہوسکتا ہے، کہ صحیح ہیں غیر صحیح! لیکن اللہ کا کلام ہر شک وشبہ سے پاک اور بالاتر ہے!!۔

لہذا صحابۂ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کے بارے میں کسی بھی طرح کی نازیبا اور غیر شائستہ گفتگو سے قبل، اَحکامِ اِلٰہیہ کو پیشِ نظر رکھنا بہت ضروری فرض ہے؛ کیونکہ اللہ رب العالمین قرآنِ مجید میں صحابۂ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اپنی رضا اور جنّت کا وعدہ فرما چکا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًاؕ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ﴾[1] "ان کے لیے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ ان سے راضی ہے اور وہ اللہ سے راضی ہیں"۔

ایک اَور مقام پر ارشاد فرمایا: ﴿وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ﴾[2] "صحابہ کے دونوں فریق سے اللہ تعالی نے حُسنیٰ (جنّت) کا وعدہ فرما لیا ہے، اور اللہ تعالی خوب جانتا ہے جو کچھ تم کرنے والے ہو!"۔

اور جن سے جنّت کا وعدہ ہو چکا، وہ جہنم سے ہمیشہ کے لیے دُور رکھے جائیں گے، اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰۤى اُولٰٓىٕكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ۞ لَا یَسْمَعُوْنَ حَسِیْسَهَا وَ هُمْ فِیْ مَا

---

(۱) پ ۷، المائدۃ: ۱۱۹.

(۲) پ ۲۷، الحدید: ۱۰.

اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ۚ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَ تَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴾[1] "بے شک وہ جن کے لیے ہمارا وعدہ بھلائی کا ہوچکا، وہ جہنم سے دُور رکھے گئے ہیں! اس کی بھنک تک نہ سنیں گے، اور ہمیشہ اپنی مَن مانتی مُرادوں میں رہیں گے! وہ بڑی گھبراہٹ قیامت کی ہلچل انہیں غم نہ دے گی، اور فرشتے ان کا استقبال کریں گے، یہ کہتے ہوئے کہ یہ ہے تمھارا دن جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا!"۔

معترِض کے لیے مقامِ غور و فکر ہے، کہ اللہ ربّ العزّت جن سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے راضی ہو چکا، جن سے جنّت کا وعدہ، اور جہنم سے دُور رکھے جانے کی خوشخبری دے چکا، ایسی ہلکی اور گھٹیا بات ان مقدّس ہستیوں کے بارے میں، خالص بدگمانی اور بُغض وعداوت نہیں تو کیا ہے؟!

سیّدنا امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے جلیلُ القدر صحابیٔ رسول کے بارے میں، اس طرح کے گھٹیا اعتراضات وارد کرکے، انہیں خواہشاتِ نفسانیہ کا پیرو کار ثابت کرنے کی مذموم کوشش نہیں تو اَور کیا ہے؟!

ثانیًا: یہ کہ اگر بالفرض سیّدنا امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید کو اپنا ولی عہد مقرّر کیا بھی تھا، تو وہ اُمورِ سلطنت میں شدید مصروفیت کے باعث، یزید کے فسق وفُجور سے لاعلم تھے، اسی لیے انہیں بذاتِ خود یزید کی تربیت کا موقع میسّر نہیں آیا۔ اور بطور جانشین یزید کی یہ تقرّری صرف شفقتِ پِدری کے سبب نہیں تھی، بلکہ اس سلسلہ میں سیّدنا امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے باقاعدہ مشاورت بھی فرمائی، جس سے ان کے خُلوصِ نیّت کا پتہ چلتا ہے[2]۔

اس بات میں شک نہیں، کہ سیّدنا مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلمانوں کی خیر خواہی، اُمّت کی بہتری، اور اللہ کی رضا کے پیشِ نظر یزید کو ولیٔ عہد بنایا، اس کا ثبوت یہ دعا بھی ہے، جو آپ نے یزید کو ولیٔ عہد بناتے وقت کی: «اللّهم إن كنتُ إنّما عهدتُ ليزيد لما رأيتُ من فضله، فبلِّغه ما أملتُ وأعِنْه، وإن كنتُ إنّما حملني حبُّ الوالِد لولَده، وإنّه ليس بأهلٍ، فاقْبِضْه قبل أن يبلغَ ذلك»[3]

---

(١) پ ١٧، الأنبياء: ١٠١، ١٠٢، ١٠٣.

(٢) انظر: "تاريخ ابن عساكر" عبيد بن كعب، ٨/ ٢١٢ ملخصاً.

(٣) "تاريخ الإسلام" للذهبي، بيعة يزيد، ٨/ ٤٦٨.

"اے اللہ! اگر میں نے یزید کو اس کی خوبی، کمال اور اہلیت کے سبب ولی عہد بنایا، تو اُسے اس مقام تک پہنچا جس کی مجھے امید ہے، اور اس کی مدد فرما، اور اگر میں نے صرف اپنا بیٹا ہونے کے سبب اسے اپنا ولی عہد بنایا، تو اُسے خلیفہ بننے سے پہلے ہی موت کی نیند سُلا دے!"۔

وقتِ وفات سیّدنا امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالی عنہ نے یزید کو وصیت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: «اتّقِ اللهَ فقد وطأتُ لك هذا الأمر، ولّيتَ من ذلك ما ولّيتَ؛ فإن يَكُ خيراً فأنا أسعَدُ به، وإن كان غير ذلك شقيت به، فارفقْ بالنّاس، وأغمضْ عمّا بلغك من قولٍ تؤذَى به»[1] "اے یزید خوفِ خدا رکھنا! میں نے تجھے منصبِ خلافت سونپ دیا ہے، اگر یہ فیصلہ بہتر ثابت ہوا تو میری خوش بختی اور سعادتمندی ہے، اور اگر یہ اِقدام درست نہ ہوا تو اس منصب کے سبب تیری بدبختی ہوگی! لوگوں کے ساتھ نرمی اور محبت سے پیش آنا! اگر تجھے کوئی ایسی بات پہنچے جو تیرے لیے تکلیف دہ اور بے عزّتی کا سبب ہو، تو اس سے درگزر کرنا!"۔

حکیم الامّت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمہ اللہ تعالی سیّدنا امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کی طرف سے یزید کی جانشینی کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ "کہیں ثابت نہیں کہ سیّدنا امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کی حیات میں یزید فاسق وفاجر تھا، اور سیّدنا امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالی عنہ نے اسے فاسق وفاجر جانتے ہوئے بھی اپنا جانشین (مقرّر) کیا ہو، یزید کا فسق وفجور امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کے بعد ظاہر ہوا، آئندہ کا فسق فی الحال فاسق نہ بنائے گا۔ اللہ تعالی نے شیطان کو اس کا کفر ظاہر ہونے کے بعد، جنّت اور جماعتِ ملائکہ سے نکالا، اس سے پہلے اسے ہر جگہ رہنے کی اجازت دی گئی، اس کی عظمت وحرمت فرمائی گئی، جب شیطان کا کفر وعناد ظاہر ہونے سے پہلے کافر قرار نہ دیا گیا، تو یزید فسق وفجور سے پہلے کیسے فاسق وفاجر کے زُمرے میں آسکتا ہے؟! اور سیّدنا امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کیسے موردِ

(١) "البداية والنهاية" لابن كثير، ترجمة يزيد بن معاوية، ٨/ ٢٥١.

اِلزام ٹھہریں گے ؟! اور اگر کوئی ایسی روایت مل جائے جس سے معلوم ہو، کہ سیّدنا امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید کے فسق وفجور سے خبر دار ہو کر بھی اسے اپنا خلیفہ مقرّر فرمایا، تو وہ روایت جھوٹی ہے"[۱]۔

لہذا یزید کے فسق وفجور کی بناء پر، سیّدنا امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اعتراض غیر منصفانہ، اور ادب کے تقاضوں کے سراسر مُنافی ہے؛ کیونکہ ہر ذی شُعور یہ بات بخوبی جانتا ہے، کہ اگر والد نیک، صالح اور متقی وپرہیز گار ہو، اور اس کی اولاد فاسق وفاجر ہو، تو اس ناخلَف ونامراد اولاد کے سبب، اس کے والد کو بُرا نہیں کہا جاسکتا۔

سیّدُنا مُغیرہ بن شُعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر مَولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں گستاخی کی تہمت

(۱۰) اعتراض: حضرت سیّدنا امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ساتھی ہونے کے باعث، رافضی اور شیعہ لوگ، سیّدنا مُغیرہ بن شُعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات مبارکہ پر بھی تنقید کے نشتر چلاتے ہیں، اور یہ بے بنیاد تہمت لگاتے ہیں کہ "آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیّدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں گستاخی کیا کرتے تھے، اور (معاذاللہ) منبر پر بیٹھ کر انہیں گالیاں دیا کرتے"۔ رافضی لوگ بطور دلیل درج ذیل روایت پیش کرتے ہیں:

أخبرنا محمدُ بن المثنّى ومحمدُ بن بشّار قالا: حدّثنا ابن أبي عدي عن شُعبة عن حصين عن هلال بن يساف عن عبد الله بن ظالم قال: خطب المغيرةُ بن شُعبة فسبّ عليّاً، فقال سعيدُ بن زيد: أشهد على رسول الله ﷺ لسمعتُه يقول: «اثْبُتْ حِرَاءُ! فإنّه ليس عليك إلّا نَبِيٌّ، أَوْ صِدِّيقٌ، أَوْ شَهِيدٌ!» وعليه رسولُ الله ﷺ وأبو بكر وعمرُ وعثمانُ وعليٌّ وطلحةُ والزبيرُ وسعدُ وعبدُ الرحمن بن عَوف وسعيدُ بن زيد. هلال بن يساف لم يسمعه من عبد الله بن ظالم[۲].

---

(۱) "سیّدنا امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک نظر میں" ص۷۷۔

(۲) "السنن الكبرى" للنَّسائي، كتاب المناقب، باب عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ، ر: ۸۱٤۸، ۷/ ۳۳۱.

جواب: یہ روایت صحیح نہیں؛ کیونکہ اس کا ایک راوی مجہول ہے، لہذا اسے حجت بنا کر کسی صحابی رضی اللہ تعالی عنہ کی شان میں گستاخی، یا انہیں بُرا کہنا ہرگز جائز نہیں۔ خود امام نَسائی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے یہ روایت نقل کرنے کے بعد آخری سطر میں، اس کا ضعف ظاہر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: "هلالُ بن يساف لم يسمعه من عبد الله بن ظالم"[1] "ہلال بن یساف نے اس روایت کو عبد اللہ بن ظالم سے نہیں سنا"۔

جبکہ عبد اللہ بن ظالم کے بارے میں امام ابو جعفر عقیلی رحمۃ اللہ تعالی علیہ، امام بخاری رحمہ اللہ کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں: "كُوفيٌّ لا يصح حديثُه، قاله البخاري"[2] "عبد اللہ بن ظالم کُوفی ہے، اس کی حدیث صحیح نہیں، ایسا امام بخاری نے فرمایا"۔ امام ذَہبی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے فرمایا: "قال البخاري: لا يصح حديثُه"[3] "امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا، کہ عبد اللہ بن ظالم کی حدیث صحیح نہیں"۔

علاوہ ازیں امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ پر سبّ وشتم کا یہ سلسلہ اگر جاری تھا، تو یہ ممکن نہیں کہ امام حسن وحسین یا دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم، اس غیر شرعی اَمر پر خاموش رہتے، اور کوئی رَدِ عمل نہ دیتے۔ آجکل کے گئے گزرے دَور میں بھی دنیا کے کسی حکمران میں یہ جرأت نہیں، کہ وہ جمعۃ المبارک کے خطبہ میں کسی صحابیٔ رسول رضی اللہ تعالی عنہ کی شان میں گستاخی کا قانون پاس کر کے، اسے مساجد میں جاری کروا سکے، تو سیّدنا امیر مُعاویہ، یا سیّدنا مُغیرہ بن شُعبہ رضی اللہ تعالی عنہما جیسے جلیل القدر صحابہ سے، اس مذموم اَمر کی توقع کیسے کی جا سکتی ہے؟!

نیز یہ کہ اگر سبّ وشتم کا یہ سلسلہ جاری تھا، تو صحابۂ کرام یا تابعین عظام کی ایک کثیر جماعت نے اسے روایت کیوں نہیں کیا؟! بلکہ اس کے برعکس ہم دیکھتے ہیں کہ ایسی روایات کی تعداد بہت ہی کم ہے، اور جو چند روایات

---

(١) المرجع نفسه.

(٢) انظر: "إكمال تهذيب الكمال" للمُغلطاي، باب العين، عبد الله بن ظالم التميمي المازني، ر: ٣٠٠٨، ٧/ ٤١٦.

(٣) "ديوان الضعفاء" للذَّهبي، عبد الله، عبد الله بن ظالم عن سعيد بن زيد، ر: ٢٢١٢، صـ٢١٩.

روافض کی جانب سے پیش کی جاتی ہیں، ان کی سند میں محدثین کرام نے کثیر کلام فرماکر، ان کی علمی حیثیت کو واضح فرما دیا ہے، لہٰذا کسی صحابی رضی اللہ عنہ پر سبّ وشتم جیسی بے بنیاد تہمت کی، ہرگز کوئی اہمیت اور گنجائش نہیں رہتی!!۔

سیّدُنا مُغیرہ بن شُعبہ رضی اللہ عنہ پر خوشامد اور رشوت کی تہمت

(۱۱) اعتراض: بعض معترضین کی جانب سے، سیّدنا مُغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ پر یہ تہمت بھی لگائی جاتی ہے، کہ ایک بار حضرت امیر مُعاویہ رضی اللہ عنہ نے سیّدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو، کوفہ کی امارت سے معزول کرکے فوراً اپنے پاس بلوایا، لیکن وہ کچھ تاخیر سے پہنچے، حضرت امیر مُعاویہ رضی اللہ عنہ نے تاخیر سے آنے کی وجہ پوچھی، تو حضرت مُغیرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ "آپ چونکہ بوڑھے ہوچکے ہیں، لہٰذا میں نے مناسب جانا کہ عوام الناس کو آپ کے بیٹے یزید کی ولی عہدی کے لیے تیار کروں، اس لیے مجھے آنے میں تاخیر ہوگئی"، حضرت امیر مُعاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر انہیں ان کے عہدے پر بحال کردیا، اور حکم دیا کہ جاؤ اور اس کام کو فوراً پورا کرو۔ وہ واپس آئے اور دس ۱۰ لوگوں کو تیس ہزار درہم بطور رشوت دے کر، اس بات پر راضی کیا کہ حضرت امیر مُعاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ، اور ان سے یزید کو اپنا جانشین مقرر کرنے کی بات کرو، نیز ان لوگوں کے ساتھ حضرت مُغیرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے موسیٰ بن مُغیرہ کو بھی بھیجا۔ تفصیلی بات چیت کے بعد حضرت امیر مُعاویہ رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کے بیٹے موسیٰ بن مُغیرہ سے پوچھا: «بِكَمْ اشْتَرَى أَبُوكَ مِنْ هَؤُلَاءِ دِينَهُمْ!» "تمھارے باپ نے ان لوگوں کا دِین کتنے میں خریدا؟" اس نے بتایا کہ تیس ہزار میں، اس پر حضرت مُعاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: «لَقَدْ وَجَدَ دِينَهُمْ عِنْدَهُمْ رَخِيصاً!»[1] "تب تو اِن کا دِین ان کی نگاہ میں بہت ہلکا اور سستا ہے!"۔

جواب: اس روایت کی مکمل سند "تاریخِ دِمشق" میں کچھ یوں مذکور ہے: "عبد الرحمن بن عَمرو البجلي الحراني، قرأتُ في كتاب أبي محمد عبد الله بن أحمد بن ربيعة روايةَ ابنه أبي سليمان عنه، أنبأ أبو سعيد الضُّبعي يعني عبد الرحمن بن محمد بن منصور، نا وهب بن جرير، نا

---

(١) "الكامل في التاريخ" لابن الأثير، ثمّ دخلت سنة ست وخمسين، ٣/ ٩٨.

جوَيرية يعني ابن أسماء، حدّثني خالد الحذاء: أنّ المغيرةَ بن شُعبة حيث أراد معاويةُ البيعةَ ليزيد وفدَ أربعين مِن وُجوه أهل الكوفة، وأمر عليهم ابنَه عروة بن المغيرة، فدخلوا على مُعاوية فقامُوا خطباء، فذكروا أنّه إنّما أشخصهم إليه التيه والنظر لأمّة محمد ﷺ فقالوا: يا أميرَ المؤمنين! كبرت سنّك وتخوفنا الانتشار من بعدك، ياأمير المؤمنين! اعلم لنا علماً، وحُدَّ لنا حدّاً ننتهي إليه، قال: أشيروا عليَّ، قالوا: نُشير عليك بيزيد بن أمير المؤمنين، قال: وقد رضيتمُوه؟ قالوا: نعم! قال: وذاك رأيُكم؟ قالوا: نعم! ورأيُ مِن بعدنا، فأصغى إلى عروة، وهو أقربُ القوم منه مجلساً، فقال: لله أبوك! بكم اشترى أبوك مِن هؤلاء دينَهم؟ قال: بأربعمئة، قال: لقد وجدَ دينَهم عندهم رخيصاً"[1].

مذکورہ بالا روایت ضعیف اور اس کی سند منقطع ہے، جبکہ ایسی روایت کی بنیاد پر کسی صحابیٔ رسول ﷺ کے کردار پر انگلی اٹھانا، نیز اُن پر رشوت کی تہمت رکھنا کسی صورت جائز نہیں۔

اس روایت کے ضعیف ہونے پر پہلی دلیل یہ ہے، کہ اس کا راوی عبد الرحمن بن محمد بن منصور متکلَم فیہ ہے (یعنی اس کی صحتِ روایت سے محدثین مطمئن نہیں)، لہذا اس کی منفرد روایات قابلِ قبول نہیں۔ امام دار قطنی رحمہ اللہ اس راوی سے متعلق فرماتے ہیں: "ليس بالقوي"[2] "وہ (باعتبارِ روایت) قوی نہیں"۔

اسی طرح امام ذہبی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں: "قال ابنُ عدي: حدّث بما لا يتابع عليه"[3] "ابن عدی رحمہ اللہ نے فرمایا، کہ عبد الرحمن بن محمد بن منصور نے ایسی باتیں روایت کیں، جن کی متابعت نہیں کی جاسکتی"۔

---

(١) "تاريخ دِمشق" باب العين، عروة بن المغيرة بن شعبة أبو يعفور، ر: ٨١١٦، ٤٠/ ٢٩٨.

(٢) انظر: "لسان الميزان" لابن حجر العسقلاني، عبد الرحمن بن محمد بن منصور الحارثي، ر: ٤٦٨٤، ٥/ ١٢٧.

(٣) "المغني في الضعفاء" للذَهبي، حرف العين، عبد الرحمن بن محمد بن منصور الحارثي، ر: ٣٦٢٦، ٢/ ٣٨٦.

نیز اس روایت کا ایک اَور راوی خالد بن مہران، اپنے حافظے میں خرابی کے باعث، محدثین کرام قدّست اسرارہم کے نزدیک معتبر نہیں۔ امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالی علیہ اپنی کتاب "تقریب التہذیب" میں، اس راوی کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں: "أشار حمادُ بن زيدٍ إلى أنّ حفظَه تغيّر لما قدمَ من الشّام، وعاب عليه بعضُهم"[1] "حمّاد بن زید نے اس بات کی طرف اشارہ کیا، کہ خالد بن مہران جب ملک شام آیا، تو اس کا حافظہ خراب ہوگیا تھا، اور بعض محدثین نے (فنِ روایت کے اعتبار سے) اس کے عیب بھی بیان کیے ہیں"۔ اسی مقام پر امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالی علیہ نے یہ بھی فرمایا، کہ خالد بن مہران مرسَل روایات بیان کیا کرتا تھا[2]۔

علاوہ ازیں امام طَبری رحمہ اللہ تعالی علیہ نے "تاریخ طَبری" میں یزید کی جانشینی سے متعلق، تحریک کا واقعہ سن ۵۶ ہجری کے تحت ذکر کیا ہے[3]، جس یہ پتا چلتا ہے کہ اس تحریک کا آغاز ۵۶ ہجری میں ہوا، جبکہ حضرت سیّدنا مُغیرہ بن شعبہ اس سے قبل ہی ۵۰/۵۱ ہجری میں وفات پا چکے تھے، لہذا درایۃً بھی اس روایت پر کئی سوالات اٹھتے ہیں!۔

پھر اگر کوئی کہے کہ ممکن ہے کہ "امام طَبری سے لکھنے میں غلطی ہوگئی ہو! اور دَر حقیقت یہ واقعہ ۵۰ یا ۵۱ ہجری میں ہی پیش آیا ہو!" تو اس کا **جواب** یہ ہے کہ ایسی کوئی دلیل موجود نہیں، جس سے یہ ثابت ہو سکے کہ یہ واقعہ ۵۶ ہجری سے قبل کا ہے، جبکہ اس کے برعکس حضرت سیّدنا مُغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالی عنہ کی ۵۰/۵۱ ہجری میں وفات، اور ۵۶ ہجری میں یزید کی جانشینی کی تحریک سے متعلق، متعدّد دلائل وشواہد موجود ہیں۔ لہذا مذکورہ بالا روایت کی بنیاد پر، کیا جانے والا اعتراض، اہلِ علم کے نزدیک کوئی حیثیت نہیں رکھتا!!۔

---

(١) "تقريب التهذيب" للعسقلاني، حرف الخاء، خالد ابن مهران، ر: ١٦٨٠، ١/ ١٩١.

(٢) المرجع نفسه.

(٣) انظر: "تاريخ الطَبَري" سنة ستّ و ستّين، ذكر خبر البيعة ليزيد بولاية العهد، ٥/ ٣٠١.

سیّدُنا عَمرو بن عاص رضی اللہ عنہ پر فساد کی تہمت

(۱۲) اعتراض: اتنے بلند مقام مرتبہ اور شرف کے باوجود، رافضی لوگ حضرت سیّدُنا عَمرو بن عاص رضی اللہ عنہ پر طعن وتشنیع، اور بے بنیاد تہمتوں کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے، بلکہ محض سیّدُنا امیر مُعاویہ رضی اللہ عنہ کا ساتھی ہونے کے باعث انہیں فسادی کہہ کر، ان کی شان میں گستاخی کرتے ہیں، اور بطور دلیل یہ روایت پیش کرتے ہیں، کہ حُمَید بن مُنہِب نے کہا کہ حضرت سیّدُنا حسن بصری علیہ الرحمۃ نے مجھ سے فرمایا: "أفسدَ أمرَ النّاس اثنان: (۱) عَمرو بن العاص، يومَ أشار على مُعاوية برَفع المَصاحف فحُمِلَتْ، وقال: أين القرّاءُ؟! فحكم الخوارج، فلا يزال هذا التحكيم إلى يوم القيامة. (۲) والمغيرةُ بن شُعبة؛ فإنّه كان عاملَ معاويةَ على الكوفة ...إلخ"[۱].

"لوگوں میں فساد پھیلانے والے دو۲ شخص تھے: اُن میں سے ایک عَمرو بن عاص (رضی اللہ عنہ)، جنھوں نے جنگ صفین میں امیر مُعاویہ (رضی اللہ عنہ) کو نیزوں پر قرآنِ کریم اٹھانے کا مشورہ دیا، لہذا قرآنِ مجید نیزوں پر اٹھایا گیا۔ اور انہوں نے کہا کہ قاری (یعنی قرآنِ مجید کی تلاوت کرنے والے) کہاں ہیں؟![۲]

(۱) "تاريخ الإسلام" للذهبي، باب الياء، يزيد بن معاوية بن أبي سفيان بن حرب بن أمية، ر: ۱۲۳، ۲/ ۷۳۱.

(۲) اس واقعہ کا پس منظر یہ ہے، کہ جنگ صِفّین میں حضرت سیّدُنا علی اور حضرت سیّدُنا امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حامیوں کے مابین، جب جنگ طول پکڑ گئی، اور دونوں طرف جانی نقصان کی تعداد بہت زیادہ ہوگئی، تب سیّدُنا عَمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے سیّدُنا امیر مُعاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ "آپ حضرت سیّدُنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف قرآن بھیج کر اُن کو "کتاب اللہ" کی طرف دعوت دیجیے، مجھے امید ہے کہ وہ اس سے انکار نہیں کریں گے"، سیّدنا مُعاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے ایک آدمی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ "ہمارے اور آپ کے درمیان اللہ تعالی کی کتاب (ثالث) ہے"۔ حضرت سیّدُنا علی رضی اللہ عنہ نے اسے قبول کر لیا اور فرمایا: "میں لوگوں کو یہ دعوت دینے کا زیادہ حقدار ہوں! ٹھیک ہے اب ہمارے اور آپ کے درمیان اللہ کی کتاب ہی فیصلہ کرے گی!"، سیّدُنا عَمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی اس حکمتِ عملی کے نتیجے میں جنگ بندی ہوئی، اور مسلمانوں =

پس خارجیوں نے انہیں اپنا ثالث مقرّر کرلیا[1]، اور ثالث مقرّر کرنے کا یہ عمل قیامت تک جاری رہے گا۔ اور فساد پھیلانے والا دوسرا شخص مُغیرہ بن شعبہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں، جو امیر مُعاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی طرف سے کوفہ پر گورنر مقرّر تھے ...الخ"۔

جواب: یہ روایت ضعیف اور ناقابلِ حجت ہے؛ کیونکہ اس کے بعض راوی ضعیف، متروک اور مجہول ہیں، اس روایت کی مکمل سند "تاریخ دِمشق" میں کچھ یوں مذکور ہے: "أخبرنا أبو السعود أحمد بن علي بن محمد الواعظ، أنا أبو الحسين أحمد بن محمد بن النقور، وأبو علي محمد بن وشاح الرسي، ح وأخبرنا أبو القاسم بن السمرقندي، أنا أحمد بن محمد بن النقور قالا: أنبأ عيسى بن علي بن عيسى، نا أبو عبيد علي بن الحسين بن حرب، نا أبو السكين زكريا بن يحيى، حدّثني عمّ أبي زحر بن حصن عن جدّه حَميد بن منهب، قال: زرتُ الحسنَ بن أبي الحسن، فخلوتُ به فقلتُ له: يا أبا سعيد! أما ترى ما النّاس فيه من الاختلاف؟ فقال لي: يا أبا يحيى! أصلحَ أمرَ النّاس أربعةٌ، وأفسدَه اثنان ...إلخ. وأمّا اللذان أفسدا أمرَ النّاس (١) فعَمرو بن العاص، يومَ أشار على معاوية برفع المصاحف، فحكّمت الخوارج، فلا يزال هذا التحكيم إلى يوم القيامة. (٢) والمغيرةُ بن شعبة؛ فإنّه كان عاملَ معاويةَ على الكوفة، فكتبَ إلى معاوية: "إذا

=

کے دو ۲ گروہ مزید خانہ جنگی کا شکار ہونے سے بچ گئے۔ [انظر: مسند الإمام أحمد، مسند المكيين، حديث سهل بن حنيف، ر: ١٥٩٧٥، ٢٥/٣٤٨].

(۱) حضرت سیّدُنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اُن کے حامیوں کی جانب سے، حضرت سیّدُنا ابو موسیٰ اشعری، حضرت سیّدُنا امیر مُعاویہ اور اہلِ شام کی طرف سے، حضرت سیّدُنا عَمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو نمائندگی کا اختیار دیا گیا، چونکہ حضرت سیّدُنا عَمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ، امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلے میں، سیّدنا مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نمائندگی کے فرائض انجام دے رہے تھے، لہٰذا رافضیوں نے انہیں خارجیوں کا نمائندہ قرار دیتے ہوئے، اپنے خُبثِ باطنی کا اظہار کیا۔

قرأتَ كتابي هذا فأقبِل معزولاً" فأبطأ في مسيره، فلمّا ورد عليه قال له: يا مغيرةَ! ما الذي أبطأ بك؟ قال: أمرٌ واللهِ كنتُ أوطئه وأهيّئه! قال: وما هو؟ قال: البيعةُ ليزيد من بعدك، قال: أوَ فعلتَ؟ قال: نعم، قال: ارجعْ إلى عملِك فأنت عليه، فلمّا خرج من عند معاوية قال له أصحابُه: ما وراءك يا مغيرة؟ قال: ورائي واللهِ إنّي قد وضعتُ رجلَ معاويةَ في غرز بغي، لا يزال فيه إلى يوم القيامة!. قال الحَسنُ: فمَن أجل ذلك بايَع هؤلاء لأبنائهم، ولولا ذلك لكانت شُورى إلى يوم القيامة"[1].

احمد بن محمد برقانی اس روایت کے ایک راوی "ابوالسکین زکریابن یحیی" کے بارے میں فرماتے ہیں، کہ میں نے امام دارقُطنی رحمۃ اللہ علیہ کو اس سے متعلق فرماتے سنا: "زكريا بن يحي الطائي متروكٌ بصريٌّ"[2] "زکریابن یحیی طائی متروک ہے، بصری راوی ہے"۔

اسی طرح ایک اَور مقام پر امام دارقُطنی رحمہ اللہ نے "زکریابن یحیی طائی" کے بارے میں فرمایا: "هو الطائي كوفيٌّ ليس بالقوي"[3] "وہ طائی کوفی ہے، اور روایت کے مُعاملے میں قوی نہیں"۔

اسی روایت کے ایک اَور راوی "زحر بن حصن" کے بارے میں بھی محدثین کرام نے کلام فرمایا ہے، نیز اسے "مجہول راوی" قرار دیا ہے، جیسا کہ امام ذَہبی رحمہ اللہ نے تحریر فرمایا: "زحر بن حصن عن جدّه، وعنه أبو السكين الطائي، لا يعرف"[4]. "زحر بن حصن نے اپنے دادا سے، اور اُن سے ابوالسکین طائی نے روایات نقل کی ہیں، جبکہ یہ راوی غیر معروف ہے!"۔

---

(١) "تاريخ دِمشق" باب العين، عبد الله ويقال عتيق بن عثمان بن قُحافة، ر: ٦٤٣٩، ٣٠/ ٢٨٦ إلى ٢٨٧ ملتقطاً.

(٢) "سؤالات البرقاني للدارقُطني" للبرقاني، حرف الزاي، ر: ١٦٦، صـ٣١.

(٣) "سؤالات الحاكم للدارقُطني" ر: ٣٢٩، صـ٢١٢.

(٤) "ميزان الاعتدال" زحر بن حصن، ر: ٢٨٥٠، ٢/ ٦٩.

چنانچہ مجہول، متروک اور ضعیف روایت کی بناء پر، حضرت سیّدُنا عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمیت کسی بھی صحابی پر، کوئی تہمت لگانا، یا انہیں بُرا کہنا، شرعًا ناجائز و حرام ہے!!۔

سیّدُنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرتبۂ صدیقیت

(۱۳) اعتراض: رافضیوں شیعوں کے متعدِّد فضول اعتراضات میں سے ایک یہ بھی ہے، کہ امیر المؤمنین سیّدُنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا "صدیقِ اکبر" ہونا، کسی حدیث سے ثابت نہیں، البتہ مَولائے کائنات حضرت سیّدُنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا "صدیقِ اکبر" ہونا حدیث پاک سے ثابت ہے۔ اس پر رافضیوں کی طرف سے بطورِ دلیل یہ روایت پیش کی جاتی ہے کہ حضرت سیّدُنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: «أنا عبدُ الله وأخو رسولِه ﷺ، وأنا "الصِّدِّيقُ الأكبَرُ" لَا يَقُولُهَا بَعْدِي إِلَّا كَذَّابٌ، صَلَّيْتُ قَبْلَ النَّاسِ لِسَبْعِ سِنِينَ»[1] "میں اللہ کا بندہ اور رسول اللہ ﷺ کا بھائی ہوں، اور میں صدیقِ اکبر ہوں، اگر میرے بعد کسی نے ایسا دعوی کیا تو وہ جھوٹا ہے، میں نے لوگوں سے سات ۷ سال پہلے نماز پڑھی"۔

جواب: مذکورہ بالا روایت رسول کریم ﷺ کا فرمان نہیں، بلکہ امیر المؤمنین سیّدُنا علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب ایک قول ہے، جسے محدثینِ کرام نے مَن گھڑت اور باطل قرار دیا ہے، لہٰذا ایک قولِ منکَر کی بنیاد پر سیّدُنا مَولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو "صدیقِ اکبر" قرار دینا درست نہیں ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس قول کا حکم بیان کرتے ہوئے فرمایا: "هو منكَر"[2]. اور ابن حَزم نے کہا: "وهو مجهول"[3]. اسی طرح امام

---

(۱) "سنن ابن ماجه" فضل علي بن أبي طالب رضي الله عنه، ر: ۱۲۰، صـ٤٤, ۳۷. و"مستدرَك الحاكم" كتاب معرفة الصحابة، ذكر إسلام أمير المؤمنين علي رضي الله عنه، ر: ٤٥٨٤، ۳/ ۱۲۰. [وقال الذهبي:] "حديثٌ باطلٌ فتدبّره".

(۲) انظر: "تهذيب التهذيب" لابن حجر، من اسمه عباد، ر: ۱٦٥، ٥/ ۹۸.

(۳) المرجع نفسه.

ابن جَوزی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: "وهذا موضوعٌ"[1] "یہ روایت مَن گھڑت ہے"۔ امام ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ اس روایت کا حکم لکھتے ہیں: "حديثٌ باطلٌ فتَدَبَّرْه"[2] "یہ روایت باطل ہے، لہذا اس میں غور وفکر سے کام لو!"... لہذا ایسے مجہول، منکَر اور موضوع (مَن گھڑت) قول کو کسی طرح حجت نہیں بنایا جاسکتا!۔

بالفرض اگر اس قول کو درست مان بھی لیا جائے، تب بھی اس سے وہ معنی ہرگز مراد نہیں، جو رافضی شیعہ لوگ نکالتے ہیں؛ کیونکہ اس روایت میں مَولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بعد صدیقیت کا دعوی کرنے والے کو جھوٹا قرار دیا ہے، لہذا اس قول کو اُن سے پہلے گزرے ہوئے "صدیق اکبر" کے انکار پر محمول کرنا، کیسے درست ہوسکتا ہے؟!

امامِ اہلِ سنّت، قاطعِ رافضیت، امام احمد رضا خان رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ "ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ "صدیق اکبر" ہیں، اور علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ "صدیق اصغر"۔ صدیق اکبر کا مقامِ اعلی صدیقیت سے بلند وبالا ہے۔ "نسیم الریاض شرح شفائے امام قاضی عیاض" میں ہے کہ "ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تخصیص اس لیے کہ وہ صدیق اکبر ہیں، جو تمام لوگوں میں آگے ہیں؛ کیونکہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جیسی تصدیق کی، وہ کسی کو حاصل نہیں، اور یونہی علی -کرّم اللہ تعالی وجہہ- کا نام صدیق اصغر ہے، جو ہرگز کفر سے ملتبس نہ ہوئے، اور نہ ہی انہوں نے کبھی غیر اللہ کو سجدہ کیا، باوُجود یہ کہ وہ نابالغ تھے[3]"[4]۔

---

(١) "الموضوعات" لابن الجَوزي، كتاب الفضائل والمثالب، ١/ ٣٤١.

(٢) انظر: "مستدرَك الحاكم" كتاب معرفة الصحابة، ذكر إسلام أمير المؤمنين علي رضي الله تعالى عنه، ر: ٤٥٨٤، ٣/ ١٢٠.

(٣) "نسيم الرياض شرح الشفاء" للخفاجي، الباب الأوّل في ثناء الله تعالى عليه وإظهار عظيم قدره لدَيه، الفصل الأوّل فيما جاء من ذالك مجيء المدح والثناء، ١/ ٢٣٤.

(۴) دیکھیے: "فتاوی رضویہ" "کتاب الردوالمناظرۃ، رسالہ "جزاء الله عدوّه بإبائه ختم النبوّة" ۲۲/ ۱۲۷۔

دعا

ایسے بے سروپا اعتراض کرنے والوں کو اللہ تعالی عقلِ سلیم عطا فرمائے! اور تمام مسلمانوں کو رافضیت، تفضیلیت، ناصبیت، خارجیت اور ہر طرح کی بدمذہبی، بدعقیدگی اور بدفکری جیسے اَمراض وشُرور وفِتن سے محفوظ ومامون رکھے! حکمِ شریعت کے مطابق، صحابہ واہلِ بیت کرام کے ادب، احترام اور تعظیم کی توفیق مرحمت فرمائے، اُن حضرات مقدّسہ کے نقشِ قدم پر چلنے کی سعادت بخشے، اُن کے صدقے ہماری بھی بخشش ومغفرت فرمائے، ان سے بُغض وعناد رکھنے والوں، اور انہیں سبّ وشتم (گالی) کرنے والوں کی صحبت وشُرور سے کوسوں دُور رکھے، آمین بجاہ سیّد المرسَلین ﷺ!۔

صحابہ واہلِ بیتِ کرام کے فضائل ومَناقب میں چند اہم کتب

(١) "فضائل الصحابة" للإمام أحمد بن حنبل (ت ٢٤١هـ)

(٢) "أسماء الصّحابة" للإمام محمد بن إسماعيل البخاري (ت٢٥٦ هـ)

(٣) "الطبقات" للإمام مسلم بن الحجّاج القشَيري (ت ٢٦١ هـ)

(٤) "كتاب الصحابة" محمد بن عبد الله الحَضرمي (ت٢٩٧ هـ)

(٥) "الصحابة" لأبي بكر بن عبد الله بن أبي داود السّجستاني (ت٣١٦ هـ)

(٦) "معجم الصحابة" لأبي القاسم عبد الله بن محمد البَغَوي (ت٣١٧ هـ)

(٧) "كتاب الصحابة" لأبي جعفر محمد بن عبد العزيز العقَيلي (ت٣٢٢ هـ)

(٨) "فضائل الخلفاء الأربعة" لأبي بكر أحمد بن إسحاق النيسابوري (ت٣٤٢ هـ)

(٩) "فضائل الصحابة" لخيثمة بن سليمان (ت٣٤٣ هـ)

(١٠) "فضائل الصديق " لخيثمة بن سليمان (ت٣٤٣ هـ)

(١١) "معجم الصحابة" لأبي الحسين عبد الباقي بن قانع (ت٣٥١ هـ)

(١٢) "أسماء الصحابة" لمحمد بن حِبّان البستي (ت٣٥٤ هـ)

(١٣) "أسماء الصحابة" لعبد الله بن عدي بن القطّان (ت٣٦٠ هـ)

(١٤) "فضائل فاطمة" لعمر بن أحمد بن عثمان ابن شاهين (ت٣٦٠ هـ)

(١٥) "فضائل الصحابة ومناقبهم" لعلي بن عمر الدارقُطني (ت٣٨٥ هـ)

(١٦) "معرفة الصحابة" لمحمد بن إسحاق ابن مندة (ت٣٩٠ هـ)

(١٧) "فضائل الصحابة" لعبد الرحمن بن محمد بن عيسى ابن فطيس (ت٤٠٢ هـ)

(١٨) "فضائل فاطمة الزهراء" لأبي عبد الله الحاكم، المعروف بابن البيع (ت٤٠٥ هـ)

(١٩) "فضائل أبي بكر الصديق" لمحمد بن علي ابن العشاري (ت٤٤١ هـ)

(٢٠) "تاريخ عمر" لأبي الفرَج عبد الرحمن بن علي ابن الجَوزي (ت٥٩٧هـ)

(٢١) "مناقب علي" لأبي الفرَج عبد الرحمن بن علي ابن الجَوزي (ت٥٩٧هـ)

(٢٢) "أسد الغابة في معرفة الصحابة" لابن الأثير الجزري (ت٦٣٠هـ)

(٢٣) "فضائل العشرة المبشَّرة" لبرهان الدين إبراهيم بن عبد الرحمن (ت٧٢٩هـ)

(٢٤) "الإصابة في تمييز الصحابة" لابن حجر العسقلاني (ت٨٥٢هـ)

(٢٥) "تاريخ الخلفاء" لجلال الدين السُيوطي (ت٩١١هـ)

(٢٦) "الصواعق المحرقة" لابن الحجر المكّي (ت٩٧٤هـ)

(٢٧) "تطهير الجنان" لابن الحجر المكّي (ت٩٧٤هـ)

(٢٨) "رَجاء الإجابة بالبدريين من الصحابة" لعبد السَّلام بن الطيّب المالكى القادري (ت١٠٥٨هـ)

(٢٩) "الفتح المبين في ذكر أسماء الصحابة البدريّين" لچشمي زاده مصطفى رشيد بن محمد صالح القسطنطيني الحنفي (ت١١٨٥هـ)

(٣٠) "القول الرضي بتصحيح حديث الترمذي في فضل معاوية"

للشيخ المحدِّث المخدوم محمد إبراهيم بن الشيخ عبد اللطيف ابن المخدوم محمد هاشم السِّندي (ت ١٢١٥ هـ)

(٣١) "صحابہ واہلِ بیت" شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی (ت١٢٣٩ھ)

(٣٢) "الناهية عن طعن أمير مُعاوية" للشيخ عبد العزيز الفرهاروي (ت١٢٣٩هـ)

(٣٣) "اختلاف علی ومُعاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہما"، شیخ الاسلام عبد القادر بدایونی (ت١٣١٩ھ)

(٣٤) "مَطع القمرَين في إبانة سبقة العمرَين"، امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا (ت١٣٤٠ھ)

(٣٥) "اعتقاد الأحباب في الجميل والمصطفى والآل والأصحاب"، امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا (ت ۱۳۴۰ھ)

(٣٦) "الزُلال الأنقى من بَحر سبقة الأتقى"، امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا (ت ۱۳۴۰ھ)

(٣٧) "ردُّ الرَّفضة"، امام احمد رضا (ت ۱۳۴۰ھ)

(٣٨) "النار الحامیہ لمن ذَمّ المُعاویہ" علّامہ محمد نبی بخش حلوائی (ت ۱۳۶۵ھ)

(٣٩) "فضائلِ صحابہ واہلِ بیت" علّامہ محمد علی حسین قادری البکری (کان حیاً اِلی ۱۳۶۵ھ)

(٤٠) "فضائل حضرت امیر مُعاویہ"، قاضی غلام محمود ہزاروی (ت ۱۳۶۷ھ)

(٤١) "افضلیتِ خلیفۂ اوّل"، قاضی غلام محمود ہزاروی (ت ۱۳۶۷ھ)

(٤٢) "سیّدنا امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ"، محدّثِ اعظم پاکستان علّامہ محمد سردار احمد قادری (ت ۱۳۸۲ھ)

(٤٣) "امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ پر ایک نظر" حکیم الامّت مفتی احمد یار خان نعیمی (ت ۱۳۹۱ھ)

(٤٤) "مقیاسِ خلافت" علّامہ محمد عمر صدیقی اچھروی (ت ۱۳۹۱ھ)

(٤٥) "کراماتِ صحابہ" علّامہ عبد المصطفیٰ اعظمی (ت ۱۴۰۶ھ)

(٤٦) "دشمنانِ امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کا علمی مُحاسبہ" علّامہ محمد علی نقشبندی (ت ۱۴۱۸ھ)

(٤٧) "عقائدِ جعفریّہ" علّامہ محمد علی نقشبندی (ت ۱۴۱۸ھ)

(٤٨) "تحفۂ جعفریہ" علّامہ محمد علی نقشبندی (ت ۱۴۱۸ھ)

(٤٩) "سیّدُنا امیر مُعاویہ" شیخ الحدیث علّامہ محمد علی نقشبندی (ت ۱۴۱۸ھ)

(٥٠) "فضائل سیّدنا ابوبکر صدیق" علّامہ فیض احمد اویسی (ت ۱۴۳۱ھ)

(٥١) "امیر مُعاویہ پر اعتراضات کے جوابات" علّامہ فیض احمد اویسی (ت ۱۴۳۱ھ)

(٥٢) "فضائلِ صحابہ واہلِ بیت" علّامہ شاہ تراب الحق قادری (ت ۱۴۳۸ھ)

(٥٣) "سیرتِ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالٰی عنہ" محمد حسیب القادری

(٥٤) "الصوارم الحَيدريّة على منحر طاعن معاوية"، غلام حسین قادری

(٥٥) "الأحاديث الراوية لمدح الأمير المعاوية"، علّامہ ظفر قادری بکھروی

(٥٦) "فضائلِ اہلِ بیت اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم"، سخی سلطان محمد نجیب الرحمن سروَری قادری

(٥٧) "فیضانِ صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ"، مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی، پاکستان)

(٥٨) "فیضانِ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ"، مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی، پاکستان)

(٥٩) "فیضانِ سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ"، مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی، پاکستان)

(٦٠) "فیضانِ امّہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن"، مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی، پاکستان)

(٦١) "فیضانِ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا"، مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی، پاکستان)

(٦٢) "فیضانِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا"، مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی، پاکستان)

(٦٣) "فیضانِ امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ"، مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی، پاکستان)

(٦٤) "حضرت امیر مُعاویہ خلیفۂ راشد" سیّد محمد ہاشمی میاں اشرفی جیلانی

(٦٥) "خلفائے ثلاثہ اور اہلِ بیت اَطہار کے تعلقات اور رشتہ داریاں" محمد ضیاء اللہ قادری اشرفی

(٦٦) "اہلِ بیت اَطہار قرآن و حدیث اور اَقوالِ سلَف کی رَوشنی میں" علّامہ محمد عبد المبین نعمانی

(٦٧) "مرتضیٰ مشکل کُشا مَولا علی" صاحبزادہ محب اللہ نوری

(٦٨) "حق چاریار" ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی

(٦٩) "فضائلِ اہلِ بیت" علّامہ محمد طفیل احمد قادری ہجویری

(٧٠) "فضائلِ امیر مُعاویہ اور مخالفین کا محاسبہ" محمد صدیق ضیاء نقشبندی قادری

فہارِس علمیّہ

فہرست آیاتِ قرآنیہ

آیت	پارہ	سورہ	آیت نمبر	صفحہ
اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا	٢٢	الأحزاب	٣٣	٨٦
وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا	٢٢	الأحزاب	٣٣	٨٧
هُوَ الَّذِیْ يُصَلِّیْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ؕ وَ كَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا	٢٢	الأحزاب	٤٣	٨٧
سَلٰمٌ عَلٰٓی اِلْ يَاسِيْنَ	٢٣	الصافات	١٣٠	١٢٠
اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَ يَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ	٢٣	الزمر	٩	٨٧
فَبَشِّرْ عِبَادِ ۙ﴿۱۷﴾ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَ اُولٰٓئِكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ	٢٣	الزمر	١٨،١٧	١٨٣
وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ	٢٤	الزمر	٣٣	١٤٩
ذٰلِكَ الَّذِیْ يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی ؕ وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ	٢٥	الشوری	٢٣	١١٤
قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی	٢٥	الشوری	٢٣	١٢١
حَتّٰٓی اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَ بَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْۤ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَ اَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّيَّتِیْ ۚ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَ اِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ	٢٦	الأحقاف	١٥	١٥٠

لتحقيق الكتب والطباعة والنشر

فہرست احادیث وآثار

حدیث	صفحہ
أَبُو بكرٍ فِي الجَنَّةِ، وَعُمَرُ في الجَنَّةِ، وَعُثْمَانُ في الجَنَّةِ.....................	٢٠٩
أبو بكر وعمر..	١٧٤
أبوبكرٍ...	١٧٤
أَتَانِي جِبْرِيلُ فَأَخَذَ بِيَدِي فَأَرَانِي بَابَ الْجَنَّةِ،..........................	١٥٧
أَتَى جِبْرِيلُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ الله! هَذِهِ خَدِيجَةُ..............	٢١٩
أَحِبُّوا الله لِمَا يَغْذُوكُمْ مِنْ نِعَمِهِ وَأَحِبُّونِي بِحُبِّ الله......................	١١٦
احْفَظُونِي فِي أَصْحَابِي، ثُم الَّذِينَ يَلُوْنَهُمْ...............................	٩٩
ادْعِي لِي أَبَا بَكْرٍ، أَبَاكِ، وَأَخَاكِ، حَتَّى أَكْتُبَ كِتَابًا..........................	٢٤٨
إِذَا اخْتَلَفْتُمْ أَنْتُمْ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فِي شَيْءٍ مِنَ القُرْآنِ......................	١٨٨
إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَصَابَ، فَلَهُ أَجْرَانِ..........................	٥٦
إِذَا دَخَلَتْ عَلَيْهِ قَامَ إِلَيْهَا، فَأَخَذَ بِيَدِهَا وَقَبَّلَهَا، وَأَجْلَسَهَا فِي مَجْلِسِهِ......	٢٢٨
إِذَا رَأَيْتُمْ آيَةً فَاسْجُدُوا!!...	٢١٨
إِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا جَمِيعًا فَفَرِّقُوا بَيْنَهُمَا..................................	٣٥٣
أَرْحَمُ أُمَّتِي بِأُمَّتِي أَبُو بَكْرٍ...	١٥٥
ارْقُبُوا مُحَمَّداً ﷺ فِي أَهْلِ بَيْتِهِ...	١١٧
أُرِيَ اللَّيْلَةَ رَجُلٌ صَالِحٌ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ نِيطَ بِرَسُولِ الله ﷺ..................	٢٦٧

ماٰخِذ و مَراجع

- القرآن الكريم، كلام باري تعالى.
- إتحاف الخيرة المهرة بزوائد المسانيد العشرة، ابن قايماز الكناني (ت٨٤٠هـ)، تحقيق: أبو تميم ياسر بن إبراهيم، الرياض: دار الوطن ١٤٢٠هـ، ط١.
- إتحاف المهرة بالفوائد المبتكرة من أطراف العشرة، ابن حجر العسقلاني (ت٨٥٢هـ)، تحقيق د. ظُهير بن ناصر الناصر، المدينة المنوّرة: مجمع الملك فهد ١٤١٥هـ، ط١.
- إحياء علوم الدِّين، الغزالي (ت٥٠٥هـ)، بيروت: دار المعرفة.
- إرشاد السّاري لشرح صحيح البخاري، القسطلاني (ت٩٢٣هـ)، مصر: المكتبة الكبرى الأميرية ١٣٢٣هـ، ط٧.
- أُسد الغابة في معرفة الصحابة، عزّ الدين ابن الأثير (ت٦٣٠هـ)، تحقيق: علي محمد معوض، وعادل أحمد عبد الموجود، بيروت: دار الكتب العلمية ١٤١٥هـ، ط١.
- اعتقاد أئمة الحديث، ابن مرداس الجُرجاني (ت٣٧١هـ)، تحقيق: محمد بن عبد الرحمن الخميس، الرياض: دار العاصمة ١٤١٢هـ، ط١.
- إكمال تهذيب الكمال، علاء الدين مغلطائي (ت٧٦٢هـ)، تحقيق: أبو عبد الرحمن عادل بن محمد - أبو محمد أسامة بن إبراهيم، القاهرة: الفاروق الحديثة للطباعة والنشر ١٤٢٢هـ، ط١.
- الإبانة الكبرى، ابن بطة العكبري (ت٣٨٧هـ)، تحقيق: رضا معطي، وعثمان الأثيوبي، الرياض: دار الراية ١٤١٥هـ، ط٢.

- الإبانة عن أصول الدِّيانة، أبو موسى الأشعري (ت٣٢٤هـ)، تحقيق د: صالح بن مقبل التميمي، الرياض، مدار المسلم ١٤٣٢ هـ، ط١.
- الآحاد والمثاني، أبو بكر بن أبي عاصم (ت٢٨٧هـ)، تحقيق: د. باسم فيصل أحمد الجوابرة، الرياض: دار الراية ١٤١١هـ، ط١.
- الأحاديث المختارة، المقدسي (ت٦٤٣هـ)، تحقيق: د. عبد الملك بن عبد الله بن دُهيش، بيروت: دار خضر ١٤٢٠هـ، ط٣.
- الإحكام في أصول الأحكام، الآمدي (ت٦٣١ هـ)، تحقيق: عبد الرزاق عفيفي، بيروت: المكتب الإسلامي.
- الأدب المفرَد، محمد بن إسماعيل البخاري (ت٢٥٦هـ)، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، بيروت: دار البشائر الإسلامية ١٤٠٩هـ، ط٣.
- الاستيعاب، ابن عبد البرّ (ت٤٦٣هـ)، تحقيق: علي محمد البجاوي، بيروت: دار الجيل ١٤١٢هـ، ط١.
- الأسماء والصفات، البَيهقي (ت٤٥٨هـ)، تحقيق: عبد الله بن محمد الحاشدي، جدّة: مكتبة السوادي ١٤١٣هـ، ط١.
- الإصابة في تمييز الصحابة، ابن حجر العسقلاني (ت٨٥٢هـ)، تحقيق: عادل أحمد عبد الموجود، بيروت: دار الكتب العلمية ١٤١٥هـ، ط١.
- الاعتقاد والهداية إلى سبيل الرشاد على مذهب السلَف وأصحاب الحديث، البَيهقي (ت٤٥٨هـ)، تحقيق: أحمد عصام الكاتب، بيروت: دار الآفاق الجديدة ١٤٠١هـ، ط١.
- الأمالي المطلقة، ابن حجر العسقلاني (ت٨٥٢هـ)، تحقيق: حمدي عبد المجيد

السلَفي، بيروت: المكتب الإسلامي ١٤١٦هـ، ط٢.
- الأمالي في آثار الصحابة، عبد الرزاق الصَنعاني (ت٢١١هـ)، تحقيق: مجدي السيّد إبراهيم، القاهرة: مكتبة القرآن.
- الأوائل، ابن أبي عاصم (ت٢٨٧هـ)، تحقيق: محمد بن ناصر العجمي، الكويت: دار الخلفاء للكتاب الإسلامي.
- البداية والنِّهاية، ابن كثير (ت٧٧٤هـ)، تحقيق: علي شيري، بيروت: دار إحياء التراث العربي ١٤٠٨هـ، ط١.
- البرهان المؤيّد، السيّد أحمد الكبير الرفاعي (ت٥٧٨هـ)، إسطنبول.
- البناية في شرح الهداية، العيني (ت٨٥٥هـ)، بيروت: دار الكتب العلمية ١٤٢٠هـ، ط١.
- التاريخ الكبير، ابن أبي خثيمة (ت٢٧٩هـ)، تحقيق: صلاح بن فتحي هلال، القاهرة: الفاروق الحديثة للطباعة والنشر ١٤٢٧هـ، ط١.
- التاريخ الكبير، محمد بن إسماعيل البخاري (ت٢٥٦هـ)، حيدرآباد الدكن: دائرة المعارف العثمانية.
- التبصرة، ابن الجَوزي (ت٥٩٧هـ)، بيروت: دار الكتب العلمية ١٤٠٦هـ، ط١.
- التفسير الكبير = مفاتيح الغيب، فخر الدّين الرّازي (ت٦٠٦هـ)، بيروت: دار إحياء التراث العربي ١٤٢٠هـ، ط٣.
- التفسير المَظهري، قاضي ثناء الله المَظهري (ت١٢٢٥هـ)، تحقيق: غلام نبي تَونْسْوِي، الباكستان: مكتبة الرشيدية ١٤١٢هـ.
- التيسير بشرح الجامع الصغير، المُناوي (ت١٠٣١هـ)، الرياض: مكتبة الإمام

الشافعي١٤٠٨هـ، ط٣.

- الجامع لأحكام القرآن، القُرطبي (ت٦٧١هـ)، تحقيق: أحمد البردوني وإبراهيم أطفيش، القاهرة: دار الكتب المصرية ١٣٨٤هـ، ط٢.

- الجرح والتعديل، ابن أبي حاتم (ت٣٢٧هـ)، بيروت: دار إحياء التراث العربي.

- الحجة في بيان المحجة، أبو القاسم الطليحي (ت٥٣٥هـ)، تحقيق: محمد بن ربيع بن هادي عمير المدخلي، الرياض: دار الراية ١٤١٩هـ، ط٢.

- الدرّ المختار شرح تنوير الأبصار، الحَصكفي (ت١٠٨٨هـ)، بيروت: دار الفكر ١٤١٢هـ، ط١.

- الدرّ المنثور في التفسير المأثور، السُّيوطي (ت٩١١هـ)، بيروت: دار الفكر.

- الرياض النضرة في مناقب العشرة، محب الدين الطَبَري (ت٦٩٤هـ)، بيروت: دار الكتب العلمية، ط٢.

- الزواجر عن اقتراف الكبائر، ابن حجر الهيتمي (ت٩٧٤هـ)، بيروت: دار الفكر ١٤٠٧هـ، ط١.

- السُنّة، أبو بكر الخلال (ت٣١١هـ)، تحقيق: عطية الزهراني، الرياض: دار الراية ١٤١٠هـ، ط١.

- السنن الكبرى، البَيهقي (ت٤٥٨هـ)، تحقيق: محمد عبد القادر عطا، بيروت: دار الكتب العلمية ١٤٢٤هـ، ط٣.

- السنن الكبرى، النَّسائي (ت٣٠٣هـ)، تحقيق: حسن عبد المنعم شَلَبي، بيروت: مؤسّسة الرسالة ١٤٢١هـ، ط١.

- الشريعة، الآجرّي (ت٥١٦هـ)، تحقيق: د. عبد الله بن عمر بن سليمان

الدميجي، الرياض: دار الوطن ١٤٢٠هـ، ط٢.

- الشِفا بتعريف حقوق المصطفى، القاضي عياض (ت٥٤٤هـ)، تحقيق: عبد السّلام محمد أمين، بيروت: دار الكتب العلمية ١٤٢٢هـ، ط٢.

- الصارم المسلول على شاتم الرّسول، ابن تيمية الحرّاني (ت٧٢٨هـ)، تحقيق: محمد محي الدين عبد الحميد، السعودية: الحرس الوطني السعودي.

- الصواعق المحرقة في الردّ على أهل البِدَعِ والزندقة، ابن حجر الهيتمي (ت٩٧٤هـ)، تحقيق: عبد الرحمن بن عبد الله التركي، بيروت: مؤسّسة الرسالة ١٤١٧هـ، ط١.

- الضعفاء الكبير، العقَيلي (ت٣٢٢هـ)، تحقيق: عبد المعطي أمين قَلَعْجِي، بيروت: دار المكتبة العلمية ١٤٠٤هـ، ط١.

- الضعفاء والمتروكون، ابن الجَوزي (ت٥٩٧هـ)، تحقيق: عبد الله القاضي، بيروت: دار الكتب العلمية ١٤٠٦هـ، ط١.

- الضعفاء والمتروكون، اللنَّسائي (ت٣٠٣هـ)، تحقيق: محمود إبراهيم زايد، حلَب: دار الوعي ١٣٩٦هـ، ط١.

- الطبقات الكبرى، ابن سعد (ت٢٣٠هـ)، تحقيق: محمد عبد القادر عطا، بيروت: دار الكتب العلمية ١٤١٠هـ، ط١.

- العِقد الفريد، الأندلُسى (ت٣٢٨هـ)، بيروت: دار الكتب العلمية ١٤٠٤هـ، ط١.

- العقيدة الطحاويّة، الطحاوي (ت٣٤١هـ)، بيروت: دار ابن حَزْم ١٤١٦هـ، ط١.

- العِلل ومعرفة الرِّجال، الإمام أحمد (ت٢٩٠ هـ)، تحقيق: عبد الله القاضي، بيروت: دار الكتب العلمية ١٤٠٦هـ، ط١.

- العلم، زُهير بن حرب (ت٢٣٤هـ)، تحقيق: ناصر الدين الألباني، بيروت: المكتب الإسلامي ١٤٠٣هـ، ط٢.
- الغنية لطالبي طريق الحقّ، عبد القادر الجيلاني (ت٥٦١هـ)، تحقيق: محمد خالد عمر، بيروت: دار إحياء التراث العربي ١٤١٦هـ، ط١.
- الفتح الكبير في ضمّ الزيادة إلى الجامع الصّغير، السُّيوطي (ت٩١١هـ)، تحقيق: يوسف النَّبهاني، بيروت: دار الفكر ١٤٢٣هـ، ط١ .
- الفردوس بمأثور الخطاب، أبو شجاع الدَّيلمي (ت٥٠٩هـ)، تحقيق: السعيد بن بسيوني زَغلُول، بيروت: دار الكتب العلمية ١٤٠٦هـ، ط١.
- الفقه الأكبر، الإمام أبي حنيفة (ت١٥٠هـ)، الإمارات العربية: مكتبة الفرقان، ١٤١٩هـ، ط١.
- الفوائد المنتقاة الحِسان العَوالي، ابن وردان السمرقندي (ت٣٤٥هـ)، تحقيق: أبو إسحاق الحوَيني الأثري، القاهرة: مكتية ابن تيمية ١٤١٨هـ، ط١.
- الكاشف في معرفة مَن له رواية في الكتب الستّة، الذَّهبي (ت٧٤٨هـ)، تحقيق: محمد عوامة أحمد، محمد نمر الخطيب، جدة: دار القبلة للثقافة الإسلامة ١٤١٣هـ، ط١.
- الكامل في التاريخ، عز الدين ابن الأثير (ت٦٣٠هـ)، تحقيق: عمر عبد السّلام تدمُري، بيروت: دار الكتاب العربي ١٤١٧هـ، ط١.
- الكامل في ضعفاء الرجال، ابن عَدي (ت٣٦٥هـ)، تحقيق: الشيخ عادل أحمد عبد الموجود، بيروت: دار الكتب العلمية ١٤١٨هـ، ط١.
- الكشف الحثيث، برهان الدِّين الحلَبي (ت٨٤١هـ)، تحقيق: صبحي

السامرّائي، بيروت: عالم الكتاب ١٤٠٧هـ، ط١.

- الكفاية في علم الرواية، الخطيب البغدادي (ت٤٦٣هـ)، تحقيق: أبو عبد الله السورقي، إبراهيم حمدي المدني، المدينة المنوّرة: المكتبة العلمية.

- الكُنى والأسماء، الدولابي (ت٣١٠هـ)، تحقيق: أبو قتَيبة نظر محمد الفاريابي، بيروت: دار ابن حَزْم ١٤٢١هـ، ط١.

- اللآلئ المصنوعة في الأحاديث الموضوعة، السُيوطي (ت٩١١هـ)، تحقيق: أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة، بيروت: دار الكتب العلمية ١٤١٧هـ، ط١.

- المجروحين، أبو حاتم محمد بن حِبّان (ت٣٥٤هـ)، تحقيق: محمود إبراهيم زايد، حلَب: دار الوعي ١٣٩٦هـ، ط١.

- المسامَرة بشرح المسايَرة، ابن أبي شريف (ت٩٠٦هـ)، (طبع مع متنه)، مصر: مكتبة الأزهر للتراث.

- المسايَرة في العقائد المنجية في الآخرة، ابن الهمام (ت٨٦١هـ)، (طبع مع شرحه) مصر: مكتبة الأزهر للتراث.

- المستدرَك على الصحيحَين، الحاكم (ت٤٠٥هـ)، تحقيق: مصطفى عبد القادر عطا، بيروت: دار الكتب العلمية ١٤١١هـ، ط١.

- المصنَّف، ابن أبي شَيبة (ت٢٣٥هـ)، تحقيق: كمال يوسف الحوت، الرياض: مكتبة الرُّشد ١٤٠٩هـ، ط١.

- المصنَّف، عبد الرزاق الصَنعاني (ت٢١١هـ)، تحقيق: حبيب الرحمن الأعظمي، بيروت: المكتب الإسلامي ١٤٠٣هـ، ط٢.

- المَطالب العالية بزوائد المسانيد الثمانية، ابن حجر العسقلاني (ت٨٥٢ه)، السعودية: دار العاصمة ١٤١٩ه، ط١.
- المعجم الأوسط، الطَبَراني (ت٣٦٠ه)، تحقيق: طارق بن عوض الله بن محمد، عبد المحسن بن إبراهيم الحسيني، القاهرة: دار الحرمَين ١٤٢٠ه، ط١.
- المعجم الكبير، الطَبَراني (ت٣٦٠ه)، تحقيق: حمدي عبد المجيد السلَفي، القاهرة: مكتبة ابن تيمية.
- المغني عن حمل الأسفار في الأسفار، العراقي (ت٨٠٦ه)، بيروت: دار ابن حَزْم ١٤٢٦ه، ط١.
- المغني في الضعفاء، الذَّهبي (ت٧٤٨ه)، تحقيق: د. نور الدّين عتر.
- المقتنَى في سرد الكُنى، الذهبي (ت٧٤٨ه)، تحقيق: محمد صالح عبد العزيز المراد، المدينة المنوّرة: المجلس العلمي ١٤١٨ه، ط١.
- المنتخب من مسند عبد بن حمَيد، ابن حمَيد الكَشّي (ت٢٤٩ه)، تحقيق: صبحي البدري السامرّائي، ومحمود محمد خليل الصعِيدي، القاهرة: مكتبة السنّة ١٤٠٨ه، ط١.
- المنتظم في تاريخ الملوك و الأمم، ابن الجَوزي (ت٥٩٧ه)، تحقيق: محمد عبد القادر عطا، ومصطفى عبد القادر عطا، بيروت: دار الكتب العلمية ١٤١٢ه، ط١.
- المنتقَى من منهاجِ الاعتدال، الذَّهبي (ت٧٤٨ ه)، تحقيق: محب الدين الخطيب.
- المنهاج لشرح صحيح مسلم بن الحجّاج، النَّوَوي (ت٦٧٦ه)، بيروت: دار إحياء التراث العربي ١٣٩٢ه، ط٢.
- المواهب اللدُنّية بالمنح المحمّديّة، القسطلاني (ت٩٢٣ه)، القاهرة: المكتبة التوفيقية.
- الموضوعات، ابن الجَوزي (ت٥٩٧ه)، تحقيق: عبد الرحمن محمد عثمان،

المدينة المنوّرة: المكتبة السلَفية ١٣٨٦هـ، ط١.

- الموطأ، الإمام مالك بن أنس (ت١٧٩هـ)، تحقيق: نجيب ماجدي، بيروت: المكتبة العصرية ١٤٢٣هـ.

- النبراس، عبد العزيز البُرهاروي (ت١٢٣٩هـ)، استانبول: آستانَه كتابوي.

- الوسيط في تفسير القرآن المجيد، علي بن أحمد الواحدي (ت٤٦٨ هـ)، تحقيق: الشيخ عادل أحمد عبد الموجود، بيروت: دار الكتب العلمية ١٤١٥هـ، ط١.

- اليواقيت والجواهر في بيان عقائد الأكابر، عبد الوهّاب الشَّعراني (ت٩٧٣هـ)، بيروت: دار إحياء التراث العربي.

-ازالة الخفاء عن خلافة الخلفاء، شاه ولی اللہ محدّث دہلوی (۱۱۷۶ھ) کراچي: قدیمی کتب خانہ۔

- أمالي ابن سمعون الواعظ، ابن سمعون الواعظ (ت٣٨٧هـ)، تحقيق: د. عامر حسن صبري، بيروت: دار البشائر الإسلامية ١٤٢٣هـ، ط١.

-امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ، مفتی احمد یار خان نعیمی (۱۳۹۱ھ) ضیاء القرآن، لاہور۔

- أنساب الأشراف، البلاذري (ت٢٧٩هـ)، تحقيق: سهيل زكار ورياض الزركلي، بيروت: دار الفكر ١٤١٧هـ، ط١.

- بحر الفوائد، الكلاباذي (ت٣٨٠هـ)، تحقيق: محمد حسن محمد حسن إسماعيل، أحمد فريد المزيدي، بيروت: دار الكتب العلميّة ١٤٢٠هـ، ط١.

- بغية الباحث عن زوائد مسند الحارث، ابن أبي أسامة (ت٢٨٢هـ)، تحقيق: حسين أحمد صالح الباكري، المدينة المنوّرة: مركز خدمة السنّة والسيرة النبوية ١٤١٣هـ، ط١.

- بغية الطلب في تاريخ حلَب، ابن أبي جرادة، تحقيق: سهيل زكار، بيروت: دار الفكر.

- بہارِ شریعت، مفتی امجد علی أعظمی (ت ۱۳۶۷ھ)، کراچي: مکتبۃ المدینہ ۱۴۲۹ھ، ط۱۔

- تاريخ ابن خُلدون، عبد الرحمن بن محمد الإشبيلي (ت٨٠٨ هـ)، تحقيق: خليل شحادة، بيروت: دار الفكر ١٤٠٨هـ، ط٢.

- تاريخ أصبهان، أبو نعَيم الأصفهاني (ت٤٣٠هـ)، تحقيق: سيّد كسروي حسن، بيروت: دار الكتب العلميّة ١٤١٠هـ، ط١.

- تاريخ الإسلام، الذَّهبي (ت٧٤٨ هـ)، تحقيق: د. بشّار عواد معروف، بيروت: دار الغرب الإسلامي ١٤٣٢هـ، ط١.

- تاريخ الخلفاء، السيوطي (ت٩١١هـ)، تحقيق: حمدي الدمرداش، القاهرة: مكتبة نزار مصطفى الباز ١٤٢٥هـ، ط١.

- تاريخ الطَبَري، الطَبَري (ت٣١٠هـ)، بيروت: دار التراث ١٣٨٧هـ، ط٢.

- تاريخ المدينة، عمر بن شبة (ت٢٦٢هـ)، تحقيق: فهيم محمد شلتوت، جدّة، ١٣٩٩ هـ.

- تاريخ بغداد، الخطيب البغدادي (ت٤٦٣هـ)، تحقيق: د: بشّار عواد معروف، بيروت: دار الغرب الإسلامي ١٤٢٢هـ، ط١.

- تاريخ دِمشق، ابن عساكر (ت٥٧١هـ)، تحقيق: عَمرو بن غرامة العمروي، بيروت: دار الفكر ١٤١٥هـ.

- تبصرة الأدِلّة في الكلام، الميمون النَّسَفي (ت٥٠٨هـ)، تحقيق: د. محمد أنور حامد عيسى، الأزهر: المكتبة الأزهر للتراث ٢٠١١م، ط١.

- تحفۂ اثناء عشریہ، شاہ عبد العزیز محدِّث دہلوی (ت ۱۲۳۹ھ)، کراچي: دار الاِشاعت۔

- تکمیل الایمان، شیخ عبد الحق محدِّث دہلوی (ت ۱۰۵۲ھ)، لاہور: مکتبۂ نبویّہ۔

- تطهير الجنان واللسان، ابن حجر الهَيتمي (ت٩٧٤هـ)، تحقيق: أبو عبد الرحمن

المصري، طَنْطا: دار الصحابة للتراث.
- تعليقات الإمام أحمد رضا على تقريب التهذيب، الإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ)، تحقيق: محمد حسّان رضا العطاري، كراتشي: دار النعمان ١٤٣٦هـ، ط١.
- تفسير ابن أبي حاتم، ابن أبي حاتم الرازي (ت٣٢٧هـ)، تحقيق: أسعد من الطيّب، الرياض: مكتبة نزار مصطفى الباز ١٤١٩هـ، ط٣.
- تفسير ابن المُنذر، ابن المنذر النيسابوري (ت٣١٩هـ)، تحقيق: د. سعد بن محمد السعد، المدينة المنوّرة: دار المآثر ١٤٢٣هـ، ط١.
- تفسير ابن عطية، الأندلُسي (ت٥٤٢هـ)، تحقيق: عبد السّلام عبد الشافي محمد، بيروت: دار الكتب العلميّة ١٤٢٢هـ، ط١.
- تفسير البيضاوي = أنوار التنزيل وأسرار التأويل، البيضاوي (ت٩٨٥هـ)، تحقيق: محمد عبد الرحمن المَرعَشْلي، بيروت: دار إحياء التراث العربي ١٤١٨هـ، ط١.
- تفسير الجلالَين، المحلّي (ت ٨٦٤هـ)، والسُّيوطي (ت٩١١هـ)، القاهرة: دار الحديث، ط١.
- تفسير الخازِن، علي بن محمد الخازن (ت٧٤١ هـ)، تحقيق: تصحيح محمد علي شاهين، بيروت: دار الكتب العلمية ١٤١٥هـ، ط١.
- تفسير السمرقندي، أبو الليث السمرقندي (ت٣٧٣هـ) تحقيق: الشيخ علي محمد معوّض، د. زكريا عبد المجيد النوتي، بيروت: دار الكتب العلمية ١٤١٣هـ، ط١.

- تفسير القرآن العظيم، ابن كثير (ت٧٧٤هـ)، تحقيق: سامي بن محمد سلامة، الرياض: دار الطيبة ١٤٢٠هـ، ط٢.
- تفسير القرآن، السمعاني (ت٤٨٩هـ)، تحقيق: ياسر بن إبراهيم وغنَيم بن عباس بن غنَيم، الرياض: دار الوطن ١٤١٨هـ، ط١.
- تفسير الماتُريدي، أبو منصور الماتُريدي (ت٣٣٣هـ)، تحقيق: د. مجدي باسلوم، بيروت: دار الكتب العلمية ١٤٢٦هـ، ط١.
- تفسير الماوَردي، علي بن محمد البغدادي الماوَردي (ت٤٥٠ هـ)، تحقيق: السيّد ابن عبد المقصود بن عبد الرحيم، بيروت: دار الكتب العلمية.
- تفسیر خزائن العرفان، مفتی سیّد نعیم الدین مرادآبادی (ت ١٣٦٧ھ) کراچي: مکتبۃ المدینہ۔
- تفسير روح البيان، إسماعيل حقّي (ت ١١٢٧هـ)، بيروت: دار الفكر.
- تفسير عبد الرزّاق، عبد الرزاق الصَنعاني (ت٢١١هـ)، تحقيق: د. محمود محمد عبده، بيروت: دار الكتب العلمية ١٤١٩هـ، ط١.
- تفسير مجمع البيان، الطبرسي (ت٥٦١هـ)، تحقيق: هاشم رسول المحلاتي، بيروت: دار المعرفة ١٤٠٨هـ، ط٢.
- تفسير مُقاتل بن سليمان، الأزدي (ت١٥٠هـ)، تحقيق: عبد الله محمود شحاته، بيروت: دار إحياء التراث ١٤٢٣هـ، ط١.
- تقريب التهذيب، ابن حجر العسقلاني (ت٨٥٢هـ)، تحقيق: محمد عوامة، سوريا: دار الرشيد ١٤٠٦هـ، ط١.
- تهذيب الأسماء واللغات، النوَوي (ت٦٧٦هـ)، بيروت: دار الكتب العلميّة.
- تهذيب التهذيب، ابن حجر العسقلاني (ت٨٥٢هـ)، الهند: دائرة المعارف

النظامية ١٣٢٦هـ، ط١.
- جامع الأحاديث، السيوطي (ت٩١١هـ)، تحقيق: فريق من الباحثين بإشراف د. على جمعة.
- جامع الأصول في أحاديث الرّسول، الجزري (ت٦٠٦هـ)، تحقيق: عبد القادر الأرنؤوط، دِمشق: مكبة دار البيان ط١ .
- جامع البيان عن تأويل آي القرآن، ابن جرير الطَبَري (ت٣١٠هـ)، تحقيق: أحمد محمد شاكر، بيروت: مؤسَّسة الرّسالة ١٤٢٠هـ، ط١.
- جامع المسانيد والسنن، ابن كثير (ت٧٧٤ هـ)، تحقيق: د. عبد الملك بن عبد الله الدهيش، بيروت: دار خضر ١٤١٩هـ، ط٢.
- جامع معمر بن راشد، الأزدي (ت١٥٣هـ)، تحقيق: حبيب الرحمن الأعظمي، الباكستان: المكتب الإسلامي ١٤٠٣هـ، ط٢.
- *حدائق بخشش، امام احمد رضا (ت۱۳۴۰ھ)، کراچی: مکتبۃ المدینہ۔*
- حلم مُعاوية، ابن أبي الدّنيا (ت٢٨١هـ)، تحقيق: إبراهيم صالح، دِمشق: دار البشائر ١٤٢٤هـ، ط١.
- حلية الأولياء وطبقات الأصفياء، أبو نعَيم الأصفهاني (ت٤٣٠هـ)، مصر: دار السعادة ١٣٩٤هـ.
- دلائل النبوّة، البَيهقي (ت٤٥٨هـ)، بيروت: دار الكتب العلمية ١٤٠٥هـ، ط١.
- ديوان الضعفاء والمتروكين، الذَهبي (ت٧٤٨هـ)، تحقيق: حمّاد بن محمد الأنصاري، مكّة المكرمة: نهضة الحديثة ١٣٧٨هـ.
- ذخيرة الحفّاظ، ابن القيسراني (ت٥٠٧هـ)، تحقيق: د.عبد الرحمن الفريوائي، الرياض: دار السلَف ١٤١٦هـ، ط١.

- ذَوقِ نعت، مولاناحسن رضاخان (ت۱۳۲۶ھ)، كراچي: مدینہ پبلشنگ کمپنی۔
- ردّ المحتار على الدرّ المختار، ابن عابدين (ت١٢٥٢هـ)، بيروت: دار الفكر ١٤١٢هـ، ط٢.
- زاد المسير في علم التفسير، ابن الجَوزي (ت٥٩٧هـ)، تحقيق: عبد الرزاق المَهدي، بيروت: دار الكتاب العربي ١٤٢٢هـ، ط١.
- سامانِ بخشش، مفتیٔ اعظم ہند مولانا مصطفی رضاخان (ت۱۴۰۲ھ)، كراچي: مکتبۃ المدینہ۔
- سفینۂ بخشش، مفتی اختر رضاخان ازہری (ت۱۴۴۰ھ)، كراچي: جمعیت رضائے مصطفی۔
- سنن ابن ماجه، محمد بن يزيد (ت٢٧٥هـ)، تحقيق: محمد فُؤاد عبد الباقي، القاهرة: دار إحياء الكتب العربية.
- سنن أبي داود، سليمان بن الأشعَث (ت٢٧٥هـ)، الرياض: دار السّلام ١٤٢٠هـ، ط١.
- سنن الترمذي، محمد بن عيسى (ت٢٧٩هـ)، الرياض: دار السلام ١٤٢٠هـ، ط١.
- سنن الدارقُطني، علي بن عمر الدارقطني (ت٣٨٥هـ)، تحقيق: شعيب الأرنؤوط، بيروت: مؤسَّسة الرسالة ١٤٢٤هـ، ط١.
- سنن الدارمي، الدارمي (ت٢٥٥هـ)، تحقيق: حسين سليم أسد الداراني، السعودية: دار المغني ١٤١٢هـ، ط١.
- سنن النَّسائي، أحمد بن شعَيب (ت٣٠٣هـ)، الرياض: دار السلام ١٤٢٠هـ.
- سؤالات البرقاني للدارقُطني، أحمد بن محمد البرقاني (ت٤٢٥هـ)، تحقيق: عبد الرحيم محمد أحمد القشقري، الباكستان: كتب خانه جميلي ١٤٠٤هـ، ط١.
- سؤالات الحاكم للدارقُطني، علي بن عمر الدارقطني (ت٣٨٥هـ)، تحقيق: د.

موفّق بن عبد الله بن عبد القادر، الرياض: مكتبة المعارف ١٤٠٤هـ، ط١.

- سِير أعلام النبلاء، الذَّهبي (ت٧٤٨ هـ)، تحقيق: شعيب الأرنؤوط، القاهرة: دار الحديث، ١٤٢٧ هـ.
- شرح أصول اعتقاد أهل السنّة والجماعة، هبة الله اللالكائي (ت٤١٨هـ)، تحقيق: أحمد بن سعد بن حمدان الغامدي، السعودية: دار طيبة ١٤٢٣هـ، ط٨.
- شرح السُنّة، ابن خلَف البربهاري (ت٣٢٩هـ) تحقيق: أبو ياسر خالد بن قاسم الردادي، المدينة المنوّرة: مكتبة الغربا الأثرية ١٤١٤هـ، ط١.
- شرح السُنّة، البَغَوي (ت٥١٦هـ)، تحقيق: شعيب الأرنؤوط، بيروت: المكتب الإسلامي ١٤٠٣هـ، ط٢.
- شرح الشفا، علي القاري (ت١٠١٤هـ)، بيروت: دار الكتب العلمية ١٤٢١هـ، ط١.
- شرح الصحيح البخاري، ابن بطّال (ت٤٤٩هـ)، تحقيق: أبو تميم ياسر بن إبراهيم، الرياض: مكتبة الرُّشد ١٤٢٣هـ، ط٢.
- شرح العقائد النَّسَفية، التفتازاني (ت٧٩٣هـ)، تحقيق: أستاذ علي كمال، بيروت: دار إحياء التراث العربي ١٤٣٦هـ.
- شرح المقاصد، التفتازاني (ت٧٩٣هـ)، تحقيق: د. عبد الرحمن عميرة، بيروت: عالم الكتب ١٤١٩هـ، ط٢.
- شرح المواهب اللّدُنية، الزرقاني (ت١١٢٢هـ)، بيروت: دار الكتب العلمية ١٤١٧هـ، ط١.
- شرح صحيح البخاري، ابن بطّال (ت٤٤٩هـ)، تحقيق: أبو تميم ياسر بن إبراهيم، الرياض: مكتبة الرُّشد ١٤٢٣هـ، ط٢.

- شرح مذاهب أهل السنّة، ابن شاهين (ت٣٨٥هـ)، تحقيق: عادل بن محمد، مصر: مؤسَّسة قُرطبة ١٤١٥هـ، ط١.
- شرح معاني الآثار، الطحاوي (ت٣٢١هـ)، تحقيق: محمد زهري النجّار، ومحمد سيّد جاد الحقّ، بيروت: عالم الكتب ١٤١٤هـ، ط١.
- شُعب الإيمان، البَيهقي (ت٤٥٨هـ)، تحقيق: د: عبد العلي عبد الحميد حامد، الرياض: مكتبة الرُّشد ١٤٢٣هـ، ط١.
- صحيح ابن حِبّان، أبو حاتم محمد بن حِبّان (ت٣٥٤هـ)، تحقيق: شعيب الأرنؤوط، بيروت: مؤسَّسة الرسالة ١٤١٨هـ، ط١.
- صحيح ابن خزَيمة، أبو بكر محمد بن إسحاق (ت٣١١هـ)، تحقيق: د. محمّد مصطفى الأعظمي، بيروت: المكتب الإسلامي ١٤٢٤هـ، ط٢.
- صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري (ت٢٥٦هـ)، الرياض: دار السّلام ١٤١٩هـ، ط٢.
- المسند، أحمد بن حنبل (ت٢٤١هـ)، تحقيق: شعيب الأرنؤوط، بيروت: مؤسَّسة الرسالة ١٤٢١هـ، ط١.
- صحيح تاريخ الطَبَري، تحقيق: محمد بن طاهر البَرزنجي، بيروت: دار ابن كثير ١٤٢٨هـ، ط١.
- صحيح مسلم، مسلم بن الحجّاج (ت٢٦١هـ)، الرياض: دار السّلام ١٤١٩هـ، ط١.
- طبقات الحنابلة، ابن أبي يَعلى (ت٥٢٦هـ)، تحقيق: محمد حامد الفقي، بيروت: دار المعرفة.

- طبقات المحدِّثين بأصبهان، أبو الشيخ الأصبهاني (ت٣٦٩هـ)، تحقيق: عبد الغفور عبد الحقّ حسين البلوشي، بيروت: مؤسَّسة الرسالة ١٤١٢هـ، ط٢.
- طوالع الأنوار، ناصر الدين البيضاوي (ت٦٨٥هـ)، تحقيق: عباس سليمان، بيروت: دار الجيل ١٤١١هـ، ط١.
- عمدة القاري شرح صحيح البخاري، العيني (ت٨٥٥هـ)، بيروت: دار إحياء التراث العربي.
- فتاوی رضویہ، امام احمد رضا خان (ت ۱۳۴۰ھ) کراچی: ادارۂ اہلِ سنّت ۱۴۳۸ھ، ط۱۔
- فتاوی یورپ، المفتي عبد الواجد القادري (ت٢٠١٨م) لاهور: شبير برادرز ٢٠٠٦م.
- فتح الباري بشرح صحيح البخاري، العسقلاني (ت٨٥٢هـ)، بيروت: دار المعرفة ١٣٧٩هـ.
- فتح القدير للعاجز الفقير، ابن الهمام (ت٨٦١هـ)، بيروت: دار الفكر.
- فضائل الصحابة، أحمد بن حنبل (ت٢٤١هـ)، تحقيق: وصي الله محمد عباس، بيروت: مؤسّسة الرسالة ١٤٠٣هـ، ط١.
- فضائل الصحابة، الدارقُطني (ت٣٨٥هـ)، السعودية: مكتبة الغرباء الأثرية ١٤١٩هـ، ط١.
- فضائل عثمان بن عفّان رضي الله تعالى عنه، الإمام أحمد (ت٢٩٠ هـ)، تحقيق: أبو مصعب طلعت بن فؤاد الحلواني، السعودية: دار ماجد عسيري ١٤٢١هـ، ط١.
- فواتح الرَّحموت، بحر العلوم عبد العلي اللَكنوي (ت١٢٢٥هـ)، تحقيق: عبد الله محمود محمد عمر، بيروت: دار الكتب العلميّة ١٤٢٣هـ، ط١.
- فوائد تمام، تمام بن محمد البجلي (ت٤١٤هـ)، تحقيق: حمدي عبد المجيد

السلَفي، الرياض: مكتبة الرُشد ١٤١٢هـ، ط١.
- فيض القدير شرح الجامع الصغير، المُناوي (ت١٠٣١هـ)، مصر: المكتبة التجارية ١٣٥٦هـ، ط١.
- *قبالۂ بخشش، مولانا جمیل الرحمن رضوی (ت ۱۳۴۳ھ)، لائل پور: مکتبہ نوریہ رضویہ۔*
- كتاب الأربعين في مَناقب أمَّهات المؤمنين، ابن عساكر الشافعي (ت٦٢٠هـ)، تحقيق: محمد مطيع الحافظ، غزوة بدير، دِمشق: دار الفكر ١٤٠٦هـ، ط١.
- كتاب الإمامة والردّ على الرافضة، أبو نعَيم الأصفهاني (ت٤٣٠هـ)، تحقيق: د. علي بن محمد، المدينة المنورة: مكتبة العلوم والحكم ١٤٠٧هـ، ط١ .
- كتاب السُنّة، ابن أبي عاصم (ت٢٨٧هـ)، بيروت: المكتب الإسلامي ١٤٠٠هـ، ط١.
- كتاب الفِتن، نعَيم بن حمّاد المروزي (ت٢٢٨هـ)، تحقيق: سمير أمين الزهيري، القاهرة: مكتبة التوحيد ١٤١٢هـ، ط١.
- كشف المشكل من حديث الصحيحَين، ابن الجَوزي (ت٥٩٧هـ)، تحقيق: علي حسين البواب، الرياض: دار الوطن.
- كنز العمّال في سنن الأقوال والأفعال، المتّقي الهندي (ت٩٧٥هـ)، تحقيق: بكري حيّاني، بيروت: مؤسَّسة الرسالة ١٤٠١هـ، ط٥.
- لسان الميزان، ابن حجر العسقلاني (ت٨٥٢هـ)، تحقيق: دائرة المعارف النظامية، الهند، بيروت: مؤسَّسة الأعلمي للمطبوعات ١٣٩٠هـ، ط٢.
- لمعة الاعتقاد، ابن قُدامة المقدسي (ت٦٢٠ هـ)، السعودية: وزارة الشؤون الإسلامية والأوقاف ١٤٢٠هـ، ط٢ .

- مجلسان من أمالي أبي الحسين بن بشران، أبو الحسين البغدادي المعدل (ت٤١٥هـ)، تحقيق: أبو عبد الله حمزة الجزائري، عمان: الدار الأثرية ٢٠٠٩م.
- مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، الهيثمي (ت٨٠٧هـ)، تحقيق: حُسام الدين القدسی، القاهرة: مكتبة القدسی.
- مختصر الكامل في الضعفاء، المقريزي (ت٨٤٥هـ)، تحقيق: أيمَن بن عارف الدِمشقي، القاهرة: مكتبة السنّة ١٤١٥هـ، ط١.
- مدارِج النبوّت، شیخ عبد الحق محدِّث دہلوی (ت۱۰۵۲ھ)، لاہور: نوریّہ رضویہ پبلشنگ کمپنی ۱۹۹۷م، ط۲.
- مدارك التنزيل وحقائق التأويل، النَّسَفي (ت٧١٠هـ)، تحقيق: يوسف علي بديوي، بيروت: دار الكلم الطيّب ١٤١٩هـ، ط١.
- مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، علي القاري (ت١٠١٤هـ)، بيروت: دار الفكر ١٤٢٢هـ، ط١.
- مُسند ابن أبي شَيبة، ابن أبي شَيبة (ت٢٣٥ هـ)، تحقيق: عادل بن يوسف العزازي و أحمد بن فريد المزيدي، الرياض: دار الوطن ١٩٩٧م، ط١.
- مُسند أبي داؤد الطيالسي، ابن الجارود الطيالسي (ت٢١٩هـ)، تحقيق: د. محمد بن عبد المحسن التركي، مصر: دار هجر ١٤١٩هـ، ط١.
- مُسند أبي يعلى، أحمد بن علي المُوصلي (ت٣٠٧هـ)، تحقيق: حسين سليم أسد، دِمشق: دار المأمون للتراث ١٤٠٢هـ، ط١.
- مُسند إسحاق بن رَاهْوَيْه، ابن رَاهْوَيْه (ت٢٣٨هـ)، تحقيق: د. عبد الغفور بن عبد الحقّ البلوشی، المدينة المنوّرة: مكتبة الإيمان ١٤١٢هـ، ط١.

- مُسند البزّار، أبو بكر أحمد بن عَمرو (ت٢٩٢هـ)، تحقيق: د. محفوظ الرحمن زين الله، المدينة المنوّرة: مكتبة العلوم والحكم.
- مُسند الحارث، ابن أبي أسامة (ت٢٨٢هـ)، تحقيق: د. حسين أحمد صالح الباكري، المدينة المنوّرة: مركز خدمة السنّة والسيرة النبويّة ١٤١٣هـ، ط١.
- مُسند الحمَيدي، الحمَيدي المكّي (ت٢١٩هـ)، تحقيق: حسن سليم أسد الداراني، دِمشق: دار السقا ١٩٩٦م.
- مُسند الروياني، محمد بن هارون الروياني (ت٣٠٧هـ)، تحقيق: أيمَن علي أبو يماني، القاهرة: مؤسَّسة قُرطبة ١٤١٦هـ، ط١.
- مُسند الشاميين، الطَبَراني (ت٣٦٠هـ)، تحقيق: حمدي بن عبد المجيد السلَفي، بيروت: مؤسَّسة الرسالة ١٤٠٥هـ، ط١.
- معالم التنزيل، البَغَوي (ت٥١٦هـ)، تحقيق: عبد الرزّاق المهدي، بيروت: دار إحياء التراث العربي ١٤٢٠هـ، ط١.
- معرفة السُنن والآثار، البَيهقي (ت٤٥٨هـ)، تحقيق: عبد المعطي أمين قَلَعْجِي، بيروت: دار قتَيبة ١٤١٢هـ، ط١.
- معرفة الصحابة، أبو نعَيم الأصبهاني (ت٤٣٠هـ)، تحقيق: عادل بن يوسف العزازي، الرياض: دار الوطن للنشر ١٤١٩هـ، ط١.
- مقتل أمير المؤمنين علي بن أبي طالب ﵁، ابن أبي الدّنيا (ت٢٨١هـ)، تحقيق: إبراهيم صالح، دِمشق: دار البشائر ١٤٢٢هـ، ط١.
- مَكارم الأخلاق، ابن أبي الدّنيا (ت٢٨١هـ)، تحقيق: مجدي السيّد إبراهيم، القاهرة: مكتبة القرآن.

-مکتوباتِ امامِ ربّانی، مجدِّد الف ثانی شیخ احمد سرہندی (۱۰۳۴ھ) لاہور: پروگریسو بکس/ دہلی: حفیظ بک ڈپو۔

- مِنح الروض الأزهر في شرح الفقه الأكبر، مُلّا علي القاري (ت١٠١٤هـ)، بيروت: دار البشائر الإسلامية ١٤١٩هـ، ط١.

- ميزان الاعتدال، الذَّهبي (ت٧٤٨هـ)، تحقيق: علي محمد البجاوي، بيروت: دار المعرفة ١٣٨٢هـ، ط١.

-نظام العقائد المعروف عقائد نظامیہ، خواجہ فخر الدین چشتی (۱۱۹۹ھ) لاہور: زاویہ پبلشرز۔

- نسيم الرياض في شرح الشفاء، شِهاب الدين الخَفاجي (ت١٠٦٩هـ)، تحقيق: محمد عبد القادر عطاء، بيروت: دار الكتب العلمية ١٤٢١هـ، ط١.

- نوادر الأصول في معرفة أحاديث الرّسول، الحكيم الترمذي (ت٣١٨هـ)، تحقيق: عبد الرحمن عميرة، بيروت: دار الجِيل.

فهرس الفهارس

ادارۂ اہل سنّت سے

عنقریب شائع ہونے والی کتب ورسائل

١. منير العين في حكم تقبيل الإبهامَين، للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ) (نقلها إلى العربية وحقّقها): د. المفتي محمد أسلم رضا المَيمني.

٢. عقائدوکلام (اردو): للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ).

٣. تلخيص الفتاوى الرضوية (اردو): له، (ستّ مجلّدات).